الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اگر گیتی سراسر باد گیرد | چراغ اولیا ہرگز نہ میرد

مخزن الکرامات

جسمیں

حضرت ملتانی بادشاہ صاحب بیدری اور آپکے فرزندوں اور بزرگونکی زندگی کے دلچسپ حالات کشف و کرامات مفید نصائح اور موثر ملفوظات بعد نظر ثانی نہایت صاف اور سلیس اردو میں جمع کئے گئے ہیں

جنکے مطالعہ سے

طریقت کے طالبوں کو راہ نمائی۔ شائقین تاریخ کو تاریخ دکن سے آگاہی اور اہل بصیرت کو اخلاق و دینداری کا ایک موثر سبق حاصل ہوتا ہے

مترجمہ

محمد کریم الدین

بار دوم سنہ ۱۳۳۷ فصلی مطابق سنہ ۱۳۴۶ ہجری میں

مطبع حمایت دکن بازار عیسیٰ میاں میں چھپی

طبع دوم ایکہزار جلد۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول صرف ۸ ملنے کا پتہ سید احمد علی تاجر بازار عیسیٰ میاں حیدرآباد دکن

تہدیہ

گو کتاب زیر نظر بلحاظ لکھائی چھپائی کاغذ وغیرہ کے اس قابل نہ تھی کہ
اسے عالیجناب الحاج نواب فخر یار جنگ بہادر معتمد فینانس سرکار عالی
جیسے جلیل القدر بزرگ کے نام نامی پر معنوں ہونے کا فخر نصیب ہو سکتا۔
لیکن خدائے کریم کا لاکھہ لاکھہ شکر ہے کہ اس کے محاسن معنوی کی قدر فرما کر
جناب معزز نے جو اخلاقی و مذہبی کاموں سے ہمیشہ خاص دلچسپی لیکر انکی سرپرستی فرمایا
کرتے ہیں مجھے اس کتاب کو اپنے اسم گرامی کیساتھ منسوب فرمانیکی اجازت مرحمت فرمائی
بنا بریں علیہ بصد ہزار منت گزاری اس کتاب کو آپکے نام نامی و اسم گرامی سے منسوب
و معنوں کرنیکا عز و افتخار حاصل کیا جاتا ہے فقط

خادم خاکسار
محمد کریم الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ان بزرگوں کی تشریف آوری سے ملک دکن کو کیا فائدہ پہونچا

ہندوستان کی طرح دکن بھی بزرگان دین کے قدم میمنت لزوم سے محروم نہیں رہا - حیدرآباد میں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم ہر جگہ موجود ہیں - حضرت شیخ فتح اللہ و شیخ ابراہیم سلطان علاؤالدین بہمنی کے زمانہ میں ملتان سے بیدر آئے اور یہیں کے ہو رہے - حضرت شیخ محمد ملتانی جس زمانہ میں پیدا ہوئے وہ سلطان ہمایوں بہمنی کا شورشی زمانہ تھا لیکن مسلمانوں کی قومی حالت کو اس سے کچھ گزند نہیں پہونچا کیونکہ حضرت ان بزرگوں کے فیض جاری تھے اور دینداری کی تعلیم و تلقین برابر ہوتی رہی - حضرت ملتانی بادشاہ صاحب اور ان کے صاحبزادے جن کے حالات میں یہ کتاب لکھی گئی ہے سب عالم بے بدل - دین کے پیشوا عابد زاہد متقی پرہیزگار اور اپنے زمانہ کے کاملین میں سے تھے - یہ وہ بزرگان دین تھے جنہوں نے اپنے حسن علم و عمل اور خلق محمدی سے اشاعت اسلام کو مدد دی - یہ وہ تھے جو حقیقتاً مبلغین اسلام تھے جنہوں نے آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ کا نمونہ دکھا کر زبان حال سے ہر مسلم و غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دی اور اور ہزاروں کو دائرہ طریقت میں شامل کیا اور لاکھوں کو اپنے فیض و برکات سے فائدہ پہونچایا - انکے حالات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس شخص نے انکے ساتھ برائی کی یا انسے ناراض بھی ہوا تو بجائے اس کے اس کو فائدہ پہونچانے کی کوشش کرتے تھے شاہان دکن قطب شاہیہ و شاہان بہمنیہ اور عادل شاہیہ انکی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ سمجھتے اور انکی نصیحتوں پر عمل کرتے تھے بادشاہ خود ان کی ملاقات کو آتے - انکو بلواتے اور انکی عزت کرتے تھے لیکن یہ ایسے انکسار نفس اور بے غرض بزرگ تھے کہ اس عزت پر اتراتے نہیں تھے بلکہ بادشاہوں کو کہتے تھے کہ وہ انہیں آئندہ ایسی تکلیف نہ دیا کریں - یہ ہمیشہ غریبوں کی خدمت کیا کرتے اور کار خیر سمجھ کر خلق اللہ کو بغیر اجر قرآن فقہ حدیث تفسیر کی تعلیم مفت دیا کرتے تھے -

ثبوت کرامت

فرقہ اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہے کہ انبیا کے معجزات اور اولیا کے کرامات کا

ظاہر ہونا ممکن ہے۔ کرامت ولی کے صدق کی علامت ہے اور ایسی ہے جیسے دعا کا قبول ہونا۔ ولی کی دعا سے
کسی مراد کا پورا ہو جانا بشرطیکہ وہ بمتابعت شرع ہو کرامت ہے اگر کوئی فرقہ والا یہ کہے کہ یہ سب ڈھکوسلے ہیں اور
قابل یقین نہیں ہیں تو وہ راہ ضلالت پر ہے۔
معجزہ بعینہ معجزہ نہیں ہوتا جب تک کہ اسمیں دعوٰہ نبوت کی شرط نہو۔ جب کوئی بزرگ مقرب الہی ہو جاتا ہے
تو اسکی بزرگی رتبہ کی بلندی سے ہوتی ہے صرف معجزہ یا کرامت سے نہیں۔ ولایت کی شرط قول کا صدق ہے
ولی کرامت سے اپنی ولایت کی تصدیق کرتا ہے اور کرامت ولی کی خرق عادت ہے اگر وہ خلاف شرع ہو تو کرامت نہیں
حضرت جنید کے حال میں لکھا ہے کہ ایک روز ابوبکر واسطی جو بڑے عالم تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے
سال بھر تک آپکی صحبت میں رہے جب کوئی کشف و کرامت حضرت جنید کی جو پابند شرع تھے نہ دیکھی تو دل برداشتہ
ہو کر رخصت چاہی۔ حضرت نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ بھلا مولوی صاحب آپ سال بھر تک یہاں رہے نہ اپنی
کہی نہ ہماری سنی۔ آخر بات کیا ہے۔ اسوقت ابوبکر واسطی نے عرض کیا کہ حقیقت میں بات یہ ہے کہ میں بیعت کے
ارادہ سے حاضر ہوا تھا۔ سال بھر رہ کر دیکھا مگر آپ سے کوئی کشف و کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ وہی عالموں کا
سا طور و طریق ہے۔ نماز روزہ تہجد اور اشراق چاشت درس تدریس۔ جب آپ میں اور عالموں سے
کوئی فوقیت نہیں پائی تو ناچار اجازت رخصت چاہی۔ حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ بھلا اس سال بھر میں جنید سے
کوئی امر خلاف سنت رسول صلعم بھی سرزد ہوا۔ ابوبکر واسطی نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس وقت حضرت نے
ان کا ہاتھ جھٹک کر فرمایا کہ جاؤ جنید کی یہی کرامت ہے۔ ہاتھ جھٹک کر یہ کہنا تھا کہ ابوبکر واسطی نے کپڑے
پھاڑ کر جنگل کی راہ لی۔ آخر بیعت ہو کر حضرت جنید کے خلفائے کاملین سے ہوئے۔ پس بزرگوں کے ان
کرامات پر جو اس کتاب میں بیان ہوئے ہیں کسی مسلمان کو شبہ نہ کرنا چاہئیے

حب درویشان کلید جنت است — دشمن ایشان سزائے لعنت است

۵ — **حضرت ملتانی بادشاہ صاحب کے کرامات** — اس کتاب مخزن الکرامات کے ملاحظہ سے ناظرین کو
معلوم ہوگا کہ ملتانی بادشاہ صاحب ایک ایسے ولی اور ایک ایسے قطب تھے جنکی قسمت میں یہ سعادت
روز ازل ہی سے لکھدی گئی تھی۔ یہ ماں کے پیٹ سے ولی کامل پیدا ہوئے تھے۔ ان کے مراتب روحانی

اور مدارج اسفانی کی بلندی تک طائر خیال پرواز نہیں کرسکتا۔ حضرت سید محمد گیسو دراز کے بعد ایک آپ ہی ایسے بزرگ تھے جنہوں نے دکن میں روحانیت اور معرفت کے دریا بہائے آپ کے کرامات کی شہرت دور دور تک پھیل رہی۔ آپ کا مزار پر انوار ضلع بیدر میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

آخری عرض ناظرین! بزرگوں کے ان حالات کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھیے۔ ان بزرگوں کو مرے ہوئے نہ سمجھیے۔ ان کے فیضان موقوف نہیں ہوئے۔ ان کی روحانی قوتیں اب بھی دنیا میں برابر کام کر رہی ہیں یہ دلچسپ حالات و ہدایات آئندہ نسلوں کی درستی اخلاق کے لئے موثر ہیں۔ پس ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ان بزرگوں کے حالات سے فائدہ اٹھائے اور ان کے جیسی راستی اور سچائی اختیار کرے ؎

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایات انکی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی۔

مخزن الکرامات پر ہندوستان اور دکن کے علمائے کرام اور مشائخ عظام کی اعلیٰ تقاریظ

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے کتاب مخزن الکرامات کو دیکھا۔ اس میں دکن کے اولیاء اللہ اور علمائے کرام کے حالات و کرامات کو جمع کیا گیا ہے۔ اصل کتاب فارسی میں تھی اب سکا سلیس ترجمہ اردو زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ کاغذ اس کتاب کا اچھا نہیں ہے۔ چھپائی لکھائی خاصی ہے۔ مضامین کے لحاظ سے یہ کتاب میرے عقیدہ کے بموجب ضروری اور بہت اہم ہے۔

موجودہ زمانہ میں کرامات کا اعتقاد کم ہوگیا ہے اور کم ہی نہیں رفتہ رفتہ گم ہوتا جاتا ہے اور ایسی حالت میں ایسی کتابوں کی اشاعت ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ اعتقاد کی بنیاد درست رہے۔ کرامات کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جن کو پیغمبروں کے معجزوں پر بھی کماحقہ یقین نہیں ہے۔ اور ہر چیز کو اپنی عقل کے معیار پر رکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی عقل ایک محدود چیز ہے اور خدا اور بندگان خدا کی قوتیں دائرہ محدود سے بالاتر ہیں۔

میں مولوی محمد کریم الدین صاحب کی جنہوں نے اس کتاب کو ترجمہ کر کے طبع کرایا ہے تعریف کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مضامین پر یقین رکھنے والے ابھی بکثرت موجود ہیں اور یہ کتاب انمیں مقبول ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (حسن نظامی دہلوی ۲۵ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ)

علامہ مولوی عبد القدیر صاحب قادری (صدر شعبۂ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن تحریر فرماتے ہیں۔

مولوی محمد کریم الدین صاحب نے معدن الجواہر کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب حضرت شیخ محمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ عرف ملتانی بادشاہ صاحب کے کرامات اور حالات میں ہے۔ حضرت کا مزار شریف بیدر میں ہے۔ میں نے بھی شرف زیارت مزار مقدس حاصل کیا ہے۔ آپ کے طریقہ علیہ میں علمائے فرنگی محل لکھنؤ اور خاندان حضرت زرد علی شاہ صاحب منسلک ہیں۔ حیدرآباد اور ہندوستان میں آپ کے غلامان طریقت بہت ہیں۔ بزرگان دین کے حالات دیکھنے اور سننے سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ اس کتاب کو میں نے متعدد جگہ سے دیکھا ترجمہ اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی محمد کریم الدین صاحب کو جزائے خیر عطا کرے۔ میری رائے میں حضرت ملتانی بادشاہ صاحب کے احوال مبارک میں اس سے بڑی کتاب لکھنے کی ضرورت ہے جس میں باقاعدہ بالتفصیل حیات مبارک کا ذکر ہو۔

(عبدالقدیر قادری صدر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن)

علامہ مولوی عبداللہ صاحب عمادی ناظر کتب خانہ شعبہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی محمد کریم الدین صاحب کا میں شکر گزار اور منت پذیر ہوں کہ ان کے قلب خاشع میں اسلام کا درد اور بزرگان دین اسلام کی تاسی ہے۔ یہ فضل عظیم من جانب اللہ ہے تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد۔ صاحب مصنف نے ازراہ عنایت ایک ہفتہ کیلئے یہ کتاب (مخزن الکرامات) مجھے لطف فرمائی اور میں نے نہایت شوق و شغف سے اس سعادت عظمیٰ کا استقبال کیا لیکن توفیق الٰہی مساعد نہ ہوئی۔ قلت فرصت اور کثرت کار نے اس کے مطالعہ سے محروم رکھا اور اب صرف اسقدر عرض کرتا ہوں کہ سمعت وما رأیت ولو ما رأیت (میں نے کتاب کی خوبیاں تو سنیں لیکن مشاہدہ سے محروم رہا تاہم اگر دولت مشاہدہ بھی حاصل ہوتی) لما ازداد العیان علی السماع (تو سماعت پر رویت کو تفوق نہ ہوتا کشف غطا کے بعد بھی زیادت یقین کی نفی ہوئی ہے۔

عمادی ۱۰ آبان ۱۳۳۷ ف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ مؤلف

حمد و ثنائے خالق یکتا ہیں جو شمار و انتہا نہیں رکھتی فہم و زبان عاجز و قاصر ہے۔ وہ خالق کہ جس نے نمایاں معجزات کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا اور اولیائے کرام کو حضرت کا جانشین قرار دیا خصوصاً امام علی مرتضیٰ اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روشن کرامتوں کیساتھ درجہ امتیاز عطا فرمایا۔ درود بیشمار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ فخر انبیاء سرور اصفیاء محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی روح پر فتوح پر ہو۔

اس کے بعد بندہ عبدالقادر بن شیخ احمد بن شیخ بدرالدین بن حضرت شیخ محمد الشریف القادری الملتانی عرض کرتا ہے کہ شیخ شمس الدین صاحب بن شیخ اسحاق بن شیخ محمد ملتانی نے اپنے جد امجد حضرت شیخ محمد ملتانی کی چند کرامتوں کو عربی زبان میں جمع کیا تھا لیکن وہ آپکے دست مبارک سے ہنوز اختتام کو نہ پہونچی تھیں کہ جام عمر لبریز ہو گیا۔ بنا بر اں اس بندہ نے عزیزوں کی فرمائش دوستوں کے اصرار اور بزرگوں کے اس مقولہ کی بناء پر کہ سخن را بنوک قلم بند کن ہا وگرنہ گریزد ز یاد سخن۔ ارادہ کیا کہ ان حکایات کے مفہوم کو زبان فارسی میں تحریر کرے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے اختتام کو پہونچائے۔

پس حضرت شیخ بدرالدین قدس سرہ کے بعض عادات و معجزات اور حضرت شیخ محمد ملتانی قدس سرہ کے دوسرے فرزندوں کے فضائل و خصائل جو بندہ کو پہنچے اور جنکی تصدیق معتبر لوگوں نے کی اور جنکی صحت میں کوئی شک و شبہہ نہ رہا حکایتوں کے طور پر مختصر عبارت میں بندہ نے اس کتاب میں جمع کر دیا۔

بندہ نے اس کتاب کا نام **معدن الجواہر** رکھا تاکہ اس آستان کے معتقدوں اور اس گھرانے کے مریدوں کو ان جواہر بے بہا سے نفع بے انتہا حاصل ہو اور اس سے وہ اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مضبوط کریں۔ اور ان مقامات عالیہ کی تمنا میں وہ مردانہ وار راہ طریقت میں قدم زن ہوں۔ بزرگوں کے پیچھے پیرو ہو کر منزل مقصود کو پہونچیں۔ (بیت) گر نشاید بدوست رہ بردن ہ شرط یاریست در طلب مردن۔

آخر میں ناظرین کرام سے عرض ہے کہ اس بندہ کو دعائے مغفرت سے یاد کریں اور بارگاہ الٰہی میں التجا ہے کہ یہ کتاب تکمیل کو پہنچے۔ خطا سہو اور نسیان سے محفوظ رہے اور خدا و خاصان خدا کی نظر میں مقبول ہو کر قبولیت عام کا درجہ حاصل کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

پہلی حکایت

حضرت شیخ محمد قادری الملتانی عرف ملتانی بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب یہ ہے:۔ شیخ محمد ملتانی بن شیخ ابراہیم بن شیخ فتح اللہ بن شیخ ابوبکر بن شیخ فخرالدین بن شیخ بدرالدین بن سپہ سالار فخرالدین بن سپہ سالار بدرالدین بن سپہ سالار شاہ میا بن شاہ غوری بن سلطان شہاب الدین غوری غزنوی دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین منقول ہے کہ حضرت شیخ ابراہیم نسباً اپنے آپ کو ربیعی۔ اسمٰعیلی) لکھا کرتے تھے مضر و ربیع ایک دوسرے کے بھائی اور نزار بن معد بن عدنان کے

صاحبزادے تھے حضرت عدنان پر سرور انبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کا سلسلہ منتہی ہوتا ہے۔

حضرت ممدوح فرماتے تھے کہ میرا ایک لڑکا شیخ احمد تھا جب وہ جوان ہوا تو اوسکے عادات پسندیدہ نہ رہے اور تعلیم کی طرف بھی اسکی توجہ نہ تھی۔ اس بنا پر میں اپنے آپ کو لاولد سمجھتا رہا۔ ایک دن میں نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ اے قادر ذوالجلال مجھے ایک نہایت نیک فرزند عطا فرما۔ میں اپنی دعاؤں میں حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے توسل کرتا تھا۔ روزانہ نصف شب گزرنیکے بعد نماز تہجد ادا کرتا۔ اسیطرح چالیس راتوں میں نے یہ نماز پڑھی اور ہر رات نماز کے بعد عراق کی جانب کہ اوسی جانب گنجینۂ روضۂ مبارک آنحضرت ہے گیارہ قدم جاتا تھا۔ آخر میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے کاغذ کا ایک لپٹا ہوا ٹکڑا مجھے عنایت فرمایا میں نے کھولا تو اس میں سے ایک بیش بہا موتی نکلا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہوں اسکو میرے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام سے موسوم کر وہ لڑکا نہایت نیک اور صاحب اسرار ہوگا۔

جب میں بیدار ہوا تو یہ خواب اپنی بیویوں سے بیان کیا انمیں سے ایک نے کہا کہ میں حاملہ ہوں تین ماہ پر چند روز گزر چکے ہیں میں نے اسے ہدایت کی کہ گرم اشیاء سے پرہیز کرے اور احتیاط سے زندگی گزارے اور کہا کہ تو ایک صاحب اسرار ولی کی ماں بننے والی ہے شیخ احمد کی والدہ نے یہ بات سنی تو بہت پیچ و تاب کھایا اور حسد سے حاملہ بیوی کے پیٹ پر ہاتھ مارا اسیوقت انکا ہاتھ انگلیوں سے لیکر شانہ تک سوج گیا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے شیخ احمد کی والدہ کو ملامت کی اور آئندہ حسد نہ کرنیکی تاکید کی اور ہاتھ کی سوجن کا یہ علاج بتایا کہ حاملہ بیوی کے پیٹ کو دھو اور دھوے ہوئے پانی میں اپنے سوجے ہوئے ہاتھ کو بھگو چنانچہ اس عمل سے خدائے تعالیٰ نے شفا دی اور ہاتھ درست ہوگیا۔

حضرت شیخ ابراہیم فرماتے تھے کہ شکر ہے خدائے پاک کا کہ اس نے آخر وہی ظاہر فرمایا جو حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے خواب میں بطور بشارت ارشاد کیا تھا۔ یعنے وضع حمل ہوا تو فرزند نرینہ پیدا ہوا اس سے مجھے بے انتہا فرحت و شادمانی حاصل ہوئی بزرگی کے آثار اسکی پیشانی سے ظاہر تھے میں نے اس کا نام محمد کنیت ابو الفتح اور لقب شمس الدین رکھا میری ولادت شہر ملتان میں ہوئی تھی اور میرے اس بیٹے شیخ محمد کی ولادت اعظم البلدان دکن کے شہر بیدر میں واقع ہوئی جہاں میں بہت سے اولیاء و زہاد گزرے ہیں بیت۔ از شکم مادری گشت ولی آں ولی کو مرجع احباب حق وارث علم نبی۔

دوسری حکایت حضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب شیخ محمد تولد ہوئے تو اسوقت نعرہ ہائے مسرت سنائی دیئے میں نے دریافت کیا کہ یہ صدائیں کہاں سے بلند ہو رہی ہیں لیکن کچھ پتہ نہ چلا میں اسی حیرت میں تھا کہ غیب سے ندا آئی اے شیخ ابراہیم تجھے بشارت ہو کہ تیرے بیٹے شیخ محمد کے پیدا ہونے پر فرشتوں نے باہم خوشی کی اور جو آواز تو نے سنی تھی وہ یہی تھی اس بات کو سنکر میں بہت خوش ہوا اور پروردگار کا شکر بجا لایا اور معلوم کیا کہ یہ فرزند مولیٰ تعالیٰ کا نیک بندہ اور اپنے وقت کا ولی ہوگا

تیسری حکایت شیخ ممدوح فرماتے تھے کہ اوسوقت ملک دکن کا بادشاہ سلطان ہمایوں نہایت ظالم و جابر تھا خدا کے بندوں پر نا حق جور و ستم کرتا تھا اور جب تک کسی بندۂ بے گناہ کو قتل نہ کرتا دن اور رات کا کھانا نہ کھاتا تھا

نہ اسکو روز جزا کا خیال تھا اور نہ وہ خداوند داد خواہ سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ شہر کی بہت سی مخلوق اوسکے ہاتھ سے ہلاک ہوئی اور باقی ماندہ اُس کی تکلیف دہی سے ایسی تنگ آئی کہ اُنہے اپنے گھروں کو چھوڑ کر ملک سے باہر نکل جانے کا ارادہ کیا۔ انہیں سے چند مظلوم عقیدت مند بحالت گریاں میرے مکان پر آئے میں نے ان پر شفقت کی اسوقت میرا فرزند شیخ محمد جسکی عمر تین سال تھی بحالت کودکی گہوارے میں تھا۔ ان لوگوں کی التجا پر میرے فرزند کی زبان سے لفظ "مات" نکلا۔ خدا کی قدرت سے اوسیوقت آواز گریہ وزاری ہمایون کے محل میں سنی گئی اور لوگوں نے خوشی سے کہنا شروع کیا کہ ہمایون مات (فوت) ہوا پس میں نے سمجھا کہ میرا لڑکا ولی اور صاحب باطن ہے اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اسکے متعلق جو کچھ مجھ سے خواب میں فرمایا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی حکایت

آپ کے منجھلے صاحبزادے شیخ اسحاق صاحب سے نقل ہے کہ حضرت ملتانی بادشاہ قبلہ ان سے اپنا ابتدائی حال اس طرح بیان فرمائے تھے کہ جب میرے والد حضرت شیخ ابراہیم نے رحلت فرمائی تو اسوقت میں چھوٹا تھا۔ شہر بیدر کے علما اور مشائخ سے کسی نے میری تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں کی اور ظاہر میری اعانت بھی نہیں کرتے تھے میں خدا سے دعا کیا کرتا تھا کہ وہ مجھے راہ نیک عطا فرمائے یہاں تک کہ ایک روز شیخ حسن محمد علی القادری قدس سرہٗ ایک جماعت کثیر کے ساتھ بنگالہ سے تشریف لائے اور شہر بیدر کے باہر صاحب وقار ملک اشرف کی مسجد میں فروکش ہوئے آپنے اپنے چند خاص مصاحبین کو حکم فرمایا کہ شیخ محمد بن شیخ ابراہیم کے مکان پر جائیں اور اس جوان کو جو مجھ سے کہیں زیادہ مرتبہ والا ہے نہایت تعظیم سے یہاں لائیں۔ پس وہ اصحاب میرے پاس آئے اور حضرت کا پیغام مجھے پہنچایا۔ میں اسیوقت انکے ہمراہ روانہ ہوا اور جب فرودگاہ کے دروازہ پر پہونچا تو خود حضرت شیخ نے میرا استقبال فرمایا بھائیوں کی طرح مصافحہ کرکے اپنی مسند پر بٹھایا اور فرمایا کہ یہاں میرے آنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک رات حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم شیخ محمد ولی کی طرف جاؤ اسکے باپ ابراہیم کا انتقال ہوگیا ہے پس تم اس کو مرید کرکے میرے دائرۂ طریقت میں شامل کرو میں نے عرض کیا کہ سیدی وہ محمد ولی کہاں ہے آپ نے فرمایا کہ وہ شہر بیدر میں ہے جب میں بیدار ہوا تو اسباب سفر مہیا کرکے روانہ ہوا اور مسافت دراز طے کرکے یہاں پہونچا۔ پس اس خوشخبری کیساتھ انہوں نے مجھے مرید کرکے دائرۂ قادریہ میں داخل فرمایا۔

میں اونکی ہدایت اور مفید صحبت سے بہرہ مند ہوا اور انکی توجہ سے مجھ پر اسرار روحانی منکشف ہوئے۔ بیشمار خلایق کو زمرۂ قادریہ میں داخل کرکے اور بہت سے طالبوں کو ارشاد و ہدایات سے سرفراز فرماکے حضرت شیخ تشریف لے گئے لیکن مجھ کو نہ خرقہ خلافت پہنایا اور نہ اجازت عام عطا کی۔

اسی حال میں ایک زمانہ گزرا اور میں بوڑھے ہونے کے قریب پہونچا۔ ایک رات میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ عربوں کی پوشاک پہنے ہوئے جلوہ فرما ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں تمکو اجازت عام دیتا ہوں کہ

تم بندگان خدا کو (جو خواہش کرے) میرے دائرہ طریقت میں شامل کرو اور طالبان طریقت کو بزرگوں کے طریق پر راہ بتاؤ
جب میں جاگا تو حضرت کو نہ دیکھا اوسوقت میں نے ارادہ کیا کہ بغداد شریف جاؤں اور خرقہ خلافت حاصل کروں اور جو شخص
اجازت عام حضرات قادریہ سے رکھتا ہو اس سے اجازت مطلقہ لوں غرض میں اسی فکر و خیال میں اپنے حجرہ میں بیٹھا تھا
کہ ناگہاں پچھلی رات کو ایک شخص مجھے نظر پڑا میں اوسکو پہچان نہ سکا صورت اونکی مدور۔ نور سے منور داڑھی خوبصورت اہل عرب
کی پوشاک پہنے ہوئے نہایت صاف و سفید لباس میں میرے سامنے رونق افروز ہوا میں نے پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں
کیوں آئے ہیں فرمایا کہ میں تمہارا شیخ شیخ عبدالقادر ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمکو طریقت کی تعلیم دے کر اجازت
مطلقہ دوں اور ارشاد فرمایا کہ پرہیزگاری اور شریعت کا راستہ اختیار کرو تمکو اجازت مطلقہ دیجاتی ہے جو کوئی مجھکو چاہے
اور طریقہ قادریہ میں شامل ہونیکی آرزو کرے اسکو میرے دائرہ میں داخل کیا جائے اور خرقہ خلافت ظاہری عنقریب ایک
مشائخ قادریہ تمہارے پاس لائینگے وہ خاص تمہارے لئے اونکے حوالے کیا گیا ہے میں یہ سنکر اٹھا اور حضرت کے پائے مبارک
کو چوما حضرت میری سیدھی جانب جاکر غائب ہوگئے

حضرت پیرو مرشد کی اس اجازت پر میں نے اپنے بڑے لڑکے شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی اور شیخ بڑے ناگوری
کو خلافت کی ہدایت کرکے خرقہ قادریہ پہنایا اور دیگر طالبان طریقت کی تلقین میں مشغول ہوا یہانتک شیخ بہاؤالدین قادری
انصاری نے مقام شادیاباد سے پوشاک خلافت اور فرمان اجازت بھجوایا اور لکھا کہ خود میں نے اس خرقہ خلافت کو نہیں
بھیجا ہے بلکہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم مبارک سے بھجوایا ہے۔

راوی مذکور فرماتے تھے کہ اس کے بعد حضرت والد قبلہ نے مجھکو اور میرے بھائیوں شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی
شیخ اسمعیل اور شیخ بدرالدین سے فرمایا کہ میں تمہیں پوشاک خلافت پہناتا ہوں اور آدمیوں کو مرید کرنیکی اجازت بھی دیتا
ہوں تا بندگان خدا کو تم ہدایت کرو اور راہ طریقت بتاؤ اور یہ نصیحت فرمائی کہ ترک دنیا کو اپنے اوپر لازم سمجھو ظاہر باطن میں اللہ
تعالی کا ذکر کیا کرو اور کسی وقت اسکی یاد سے غافل نہ رہو۔ توحید کے مراتب میں اور خدا شناسی کی جستجو میں رات دن مشغول رہو
حضرت نے بجائے خرقہ خلافت کے مجھے اپنا خاص پیراہن مبارک مرحمت فرمایا میرے بڑے بھائی شیخ ابراہیم کو اپنا
وہ جبہ دیا جو حضرت کو مخدوم شیخ بہاؤالدین سے پونچا تھا منجھلے بھائی شیخ اسمعیل کو ایک دوسرا جبہ اور میرے چھوٹے بھائی
شیخ بدرالدین کو اپنا وہ عمامہ مبارک اور فرمان اجازت عنایت فرمایا جو حضرت کو پہونچا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت

شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی فرماتے ہیں کہ میں سال میں چھ ماہ شہر بیدر میں حضرت والد ملتانی
بادشاہ صاحب قبلہ کے حضور میں اور چھ ماہ اپنی بیوی کے ساتھ شہر گلبرگہ شریف میں گذارا کرتا تھا۔ اور جن
دنوں حضرت والد بزرگوار کی خدمت میں رہتا تو یہ قیام بالکل مسافرانہ ہوتا تھا۔ چنانچہ اشیائے ضروری میں سے کوئی چیز
میرے پاس نہ ہوتی تھی کیونکہ جملہ اسباب میں اپنی بیوی کے پاس چھوڑ آتا تھا اسی طریقہ پر کئی سال گذرے اتفاقاً ایک

رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔ رات قریب ختم تھی اور سردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اسلئے سرد پانی سے غسل نہیں کر سکتا تھا اور گرم پانی میسر نہ تھا۔ اس بات کا اندیشہ تھا کہ نماز فجر فوت نہ ہوجائے اسی فکر میں میں حضرت والد قبلہ کے پاس گیا اور حضرت کو غسل کے ارادہ سے تختہ پر بیٹھے ہوئے پایا۔ حضرت کے پاس ایک ظرف گرم پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا حضرت نے مجھے دیکھکر پوچھا کیا تم کو غسل کی حاجت ہے؟ میں نے کہا ہاں حضور۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی پانی سے غسل کر کے نماز پڑھ لو میں نے فوراً غسل کر کے نماز فجر ادا کی لیکن حضرت والد کو دیکھا کہ آپ نے صرف وضو کر کے نماز پڑھی اور غسل نہ فرمایا مجھے اسکا خیال ہوا لیکن بے ادبی کے خوف سے پوچھ نہ سکا۔ میں نے اپنے بھائی شیخ اسحاق سے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ حضرت کی مزاج پرسی فرمائیں۔ میرے بھائی نے جا کر حضرت سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آج آپ نے غسل کیوں ترک فرمایا۔ مزاج مبارک کیسا ہے؟ سردی کا کچھ خلل تو نہیں حضرت نے جواب دیا کہ میں تندرست ہوں۔ بات یہ ہے کہ روزانہ شب کو عالم خواب میں میرا طائر روح گلشن قدس وصال میں پرواز کرتا ہے۔ اگر دیدار حاصل ہوتا ہے تو نماز فجر وضو سے پڑھ لیتا ہوں ورنہ غسل کرتا ہوں اور آج مجھے حصول دیدار کا کامل یقین نہ تھا اسلئے عادت کے موافق غسل کرنا چاہا لیکن میرا بیٹا مخدوم جی ضرورت سے مجبور ہو کر میرے پاس آیا میں نے وہ پانی جو اپنے لئے مہیا کیا تھا اس کو دیدیا اور خود وضو پر اکتفا کیا کیوں کہ مجھے صرف بلحاظ احتیاط غسل کرنا تھا اور میرے غسل فرض تھا بیس سال سے میرا طریقہ یہی چلا آتا ہے۔

راوی مذکور فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے حضرت کے مرتبہ کا اندازہ کرنا چاہئے اولیاء اللہ میں غوث و قطب کے سوا کوئی اس مقام پر نہیں پہونچ سکتا یہ مدارج عالی انہی محترم ہستیوں کیلئے مخصوص ہیں نور ان کی خوراک ہے اور حلہ بہشتی ان کی پوشاک ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

چھٹی حکایت حضرت مخدوم جی فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ جو عبادت اور ریاضت میں نہایت ثابت قدم تھیں فرماتی تھیں کہ ایک رات میرے شوہر شیخ محمد ملتانی رح استراحت فرماتے تھے اور میں حضرت کے قریب بیٹھی تھی یکایک میں نے آواز اللہ اللہ کی سنی۔ نہایت تعجب ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے آخر کار دیکھا اور اچھی طرح دیکھا کہ وہ آواز حضرت کے ہر موئے مبارک سے آرہی ہے اور ہر ایک عضو مبارک اسم ذات کا ذکر کر رہا ہے یہ دیکھکر میرے دل میں خوف طاری ہوا جب حضرت بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ آپ کے ہر بال سے اللہ اللہ کی آواز نکل رہی تھی حضرت نے فرمایا کہ تم نے اس واقعہ کو کیوں آشکار کیا۔ اگر پوشیدہ رکھتیں تو ہر رات ایسا ہی معائنہ کرتیں اب یہ آواز تم کو سنائی نہ دیگی حضرت والدہ فرماتی تھیں کہ پھر وہ آواز میں نے نہیں سنی حضرت والدہ نے یہ واقعہ حضرت والد قبلہ کی زندگی میں کبھی مجھ سے بیان نہیں کیا۔ حضرت کی وفات کے بعد فرمایا تو مجھے معلوم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ساتویں حکایت شیخ اسحاق صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت جد امجد شیخ ابراہیم قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی قبر سے نکلکر میرے پاس تشریف لائے اس زمانے میں میری منکوحہ حاملہ تھی۔ اور تین ماہ گزر چکے تھے۔ جب میں بیدار ہوا تو سمجھا کہ یہ خوشخبری اس بات کی ہے کہ مجھے ایک فرزند عطا ہوگا۔ میں نے اسیوقت

حضرت والد شیخ محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اور یہ واقعہ بیان کرکے عرض کیا کہ اگر حق تعالے مجھے فرزند نرینہ عطا کرے گا تو میں اسکو اپنے دادا کے نام سے موسوم کردونگا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنے بڑے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا ہے تم اپنے بیٹے کا نام کیسے رکھ سکتے ہو جب تمہارے ہاں فرزند نرینہ پیدا ہو تو تم کو چاہئے کہ اس کا نام محمد رکھو۔ میں نے کہا کہ آپکی زندگی میں اس کا نام محمد رکھنے کی جرات نہیں ہوسکتی حضرت نے فرمایا کہ میرے تین نام ابوالفتح شمس الدین اور محمد ہیں پس تمکو چاہئے کہ اس کا نام محمد رکھو اور شمس الدین کہکر پکارا کرو۔

راوی مذکور فرماتے تھے کہ اللہ تعالے کا شکر و احسان ہے کہ اس نے فرزند نرینہ ہی عطا فرمایا اور بموجب ارشاد والد اس کا نام محمد رکھا اور شمس الدین کہکر پکارتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آٹھویں حکایت شیخ بدرالدین صاحب سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت شیخ محمدؒ کی مجلس سماع میں ایک جماعت کثیر کے ساتھ حاضر تھا اس جماعت میں اکابر علما اور مشائخ فضلا وغیرہ موجود تھے اور خدمت مبارک میں نہایت ادب سے سر کو جھکائے متوجہ بہ قلب ہو کر بیٹھے تھے میں نے دیکھا کہ یکایک محبت الٰہی آپ کے دل میں موجزن ہوئی آپ پر خاص کیفیت طاری ہوگئی عشق الٰہی کے مقناطیسی اثر نے حاضرین کے دلوں کو بے چین کردیا صبر و استقلال چھوڑ کر سب مست ہوگئے اور وجد و رقص کرنے لگے بحالت وجد حضرت قبلہ کے زبان پر الفاظ جل جلالہٗ جاری ہوئے اور جس جانب متوجہ تھے اسیطرف آپ نے سجدہ فرمایا۔ ساتھ ہی حاضرین محفل نے بھی اسی جانب سجدہ کیا جب لوگ وجد سے اپنی حالت میں آئے تو انہوں نے کہا کہ سجدہ کی ہمیں خبر ہی نہ تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

نویں حکایت بحوالہ شیخ بدرالدین منقول ہے کہ شیخ ابراہیم گولکنڈوی کو ایک روز حضرت شیخ محمدؒ نے بلا کر اور ایک مکان کیطرف دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کہ اس مکان کے صاحب خانہ سے کہو کہ وہ اور اسکے آدمی گھر سے باہر نکل آئیں کیوں کہ اس کی چھت ابھی گرنے کو ہے اور من جانب اللہ اسکی اطلاع مجھے ملی ہے۔ شیخ ابراہیم نے فوراً گھر والوں کو خبر دی۔ وہ سنکر تمسخر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ مکان کی چھت مضبوط ہے اور زمانہ بارش کا بھی نہیں ہے۔ اور بظاہر کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے یہ کہکر انہوں نے باہر آنے سے انکار کیا۔ میں نے پھر کہا کہ یہ بات میں خود نہیں کہرہا ہوں بلکہ حضرت شیخ محمدؒ نے فرمائی ہے جب انہوں نے حضرت کا نام مبارک سنا تو فوراً باہر نکلے اور ابھی انہوں نے صحن میں قدم نہ رکھا تھا کہ چھت اس مکان کی گرگئی اور حضرت کے قول کی تصدیق ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

دسویں حکایت شیخ ایوبؒ تلواری بیان کرتے تھے کہ میں نے ایک رات حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا حضرت نے فرمایا کہ تم شیخ محمدؒ کے پاس جاؤ اور ان سے دولت خلافت حاصل کرو جب میں بیدار ہوا تو مجھے فکر ہوئی کہ میں چشتی ہوں اور شیخ محمدؒ قادری ہیں۔ پس میں ان سے خرقہ خلافت کیسے لے سکتا ہوں دوسری رات سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ جو میرے شیخ کے شیخ تھے میرے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ

میرے بھائی شیخ محمدؒ کے پاس جاکر ان سے خرقۂ خلافت حاصل کرو اور وہاں میرے بیٹے ابی الحسن سے بھی تبرکاً خرقۂ خلافت ہو
بیدار ہونے پر پھر مجھے وہی فکر ہوئی اور تعمیل حکم میں تامل کیا۔ تیسری رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک وسیع صحرا میں خیمہائے نورانی ایستادہ
ہیں اور ایک بلند تخت رکھا ہوا ہے اس پر حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بکمال عظمت و شان سے جلوس فرما ہیں
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ولی لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آئیں پس اولیاء اللہ کی فوجیں حضرت کے پاس حاضر ہوئیں اور باادب
بادشاہ کے آگے فوج اور مالک کے آگے غلام کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح تمام اولیاء اللہ تخت مبارک کے گرد دست بستہ کھڑے ہوئے
اور ان ہی اولیاء میں میں نے سید محمد گیسو دراز رح کو اسی ادب سے کھڑے ہوئے دیکھا جب آپکی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو فرمایا
اے ایوب تم میرے بھائی شیخ محمدؒ قادری سے خرقۂ خلافت حاصل کرو اور کسی کے محتاج نہ رہو۔

جب میں خواب سے جاگا تو اسی وقت شہر بیدر کی طرف روانہ ہوا اور حضرت شیخ محمدؒ کے دروازہ پر پہونچکر خادم سے
کہا کہ حضرت سے عرض کرو کہ ایک مسافر آیا ہے اور قدم بوسی سے مشرف ہونا چاہتا ہے خادم عرض حال کرکے واپس آیا اور
مجھکو حضرت کے پاس لے گیا۔ میں لوازم تعظیم بجا لاکر حضرت کے سامنے بیٹھا۔ اس سے قبل کہ میں کوئی بات عرض کروں خود حضرت
نے فرمایا کہ کیا تم سے پہلی رات خواب میں حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے نہ فرمایا تھا کہ شیخ محمدؒ سے خرقۂ خلافت حاصل کرو تمہارے
اندیشہ کرنے پر تم سے حضرت سید محمدؒ گیسو دراز حسینی نے کیا وہی بات نہیں کہی پھر تیسری شب کیا انہوں نے تمکو وہی ہدایت نہیں کی
میں نے کہا کہ صدقت یا ولی اللہ۔

اسکے بعد حضرت نے فرمایا کہ تم نے دیکھا اور جانا مرتبہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کا میں نے کہا صدقت یا ولی اللہ
الغرض مجھ کو یقین آگیا کہ حضرت شیخ میری ہر بات سے مطلع تھے پس حضرت نے خاص اپنے دست مبارک سے مجھے خرقۂ خلافت
قادریہ پہنایا اور اولیائے سلف کے طریق پر ہدایت فرماکر مجھکو اذکار قادریہ و مراقبات توحیدیہ و توجہات شیخیہ وغیرہ کی
تعلیم دی۔ واللہ اعلم بالصواب

گیارہویں حکایت

شیخ فرید گجوبلی کہتے تھے کہ جسوقت میں نے لوگوں کی زبانی سنا کہ حضرت شیخ محمدؒ قادری شیخ معظم مرشد مکرم
اور اپنے وقت کے غوث و قطب ہیں تو میں نے چاہا کہ حضرت کے پاس جاکر بیعت کروں اس ارادہ سے
میں سوار ہوکر روانہ ہوا۔ میرے گاؤں گجوبلی اور اس صاحب نظر کے مسکن شہر بیدر کے درمیان پانچ روز کا راستہ ہے اس
فاصلہ کو طے کرکے میں حضرت کی خدمت میں پہونچا اور پابوسی کی نعمت سے مشرف ہوکر حضرت کا مرید ہوا بعد ازاں حضرت سے
رخصت حاصل کرکے اپنے گاؤں کو واپس آیا۔ چونکہ حضرت شیخ نے مجھے کوئی بات اذکار قادریہ میں سے نہیں سکھائی اور مراقبات
توحید و طریق تفرید اور انکی نشستیں و توجہات شیخیہ اور بعضے امور دینیہ کی تعلیم بھی نہیں دی تھی اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ
دوبارہ حضرت کی خدمت میں جاؤں۔ اور تعلیم حاصل کروں پس میں روانہ ہوا اور اس ندی کے قریب جو میرے موضع سے
ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے پہونچکر ایک ساعت کیلئے ٹھہرا اسوقت میں نے دیکھا کہ شہر بیدر کی طرف سے ایک شخص

چلا آرہا ہے۔ جب وہ میرے نزدیک پہونچا تو میں نے پہچانا کہ وہ میرے شیخ حضرت شیخ محمد قادری تشریف لائے ہیں میں دیکھتے ہی حضرت کے پائے مبارک پر گرا اور اوٹھکر چاہتا تھا کہ اپنے مقصد کو عرض کروں لیکن حضرت کے عظمت و جلال اور ہیبت کمال کا اثر مجھ پر ایسا پڑا کہ میرے دل نے اجازت نہ دی کہ کچھ عرض کرسکوں۔ خود حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تم جہاں کھڑے ہو وہیں بیٹھ جاؤ تاکہ تم کو جن باتوں کی آرزو ہے اونکی یعنی اذکار قادریہ اسناد توحید کے مراقبے اور بعض امور دینیہ کی تعلیم دوں۔ پس میں حسب ارشاد بیٹھا۔ آپ نے ان تمام باتوں کی تعلیم فرمائی اور میری نظر سے غائب ہوئے۔ اس واقعہ سے متحیر ہوکر میں شہر بیدر کی طرف روانہ ہوا تا اسکی خبر حضرت کو دوں۔ جب میں حضرت کی خدمت میں پہونچا تو حضرت کو نماز ظہر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ نماز سے فارغ ہوکر حضرت نے مجھ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ میں نے تم کو جو کچھ سکھایا ہے بیان کرو میں نے جو کچھ سیکھا تھا وہ سب کہہ سنایا۔ پھر حضرت نے مجھے تاکید فرمائی کہ میری زندگی میں اس واقعہ کی خبر کسی کو نہ دی جائے میں نے اسکی تعمیل کی۔ واللہ اعلم بالصواب

بارہویں حکایت

شیخ ابراہیم سہام گولکنڈوی کا بیان ہے کہ میں تیر بنانے کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ مگر درویشوں کی صحبت کی برکت اور اونکی کیمیا اثر نظر سے میں نے اپنا پیشہ چھوڑ دیا اور چاہا کہ ایسے شیخ کے ہاتھ سے جو طریقت کی راہ نمائی اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی ہدایت کرے خرقۂ خلافت حاصل کروں۔ میں نے دکن کے تمام شہروں میں سوائے حضرت شیخ مختار کے کسی کو بھی ایسا نہیں سنا جو راہ طریقت کا کامل راہ نما ہو۔ پس میں شہر بیدر کی طرف جو حضرت کا خاص وطن ہے۔ روانہ ہوا۔ بیدر اور میرے مقام گولکنڈہ کے درمیان تین روز کا راستہ ہے اس مسافت کو طے کرکے میں حضرت کی خدمت میں پہنچا جو تعریف حضرت کی سنی تھی اس سے زیادہ فضیلتیں میں نے آپ میں پائیں پس میں حضرت کا مرید ہوکر اپنے مقام کو واپس ہوا۔ میں ہر سال اپنے شہر سے بیدر روانہ ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپکی قدم بوسی سے مشرف ہوکر فوائد حاصل کرتا تھا اسی طریق پر ایک مدت مدید گزری۔ یہاں تک کہ میں بوڑھا ہوا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے سے معذور ہو گیا۔ اسیطرح عرصہ دراز مفارقت میں گزر گیا۔ آخر آتش شوق بھڑک اوٹھی۔ حضرت کی قدم بوسی کا اشتیاق بے قرار کرنے لگا۔ آخر میں شہر بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں اپنے شہر کے دروازے پر پہونچا تو میں نے وہاں حضرت کو کھڑے ہوئے دیکھا میں قدم بوسی کیلئے قریب گیا۔ حضرت مجھ سے تین قدم پیچھے ہٹ گئے میں نے پھر کوشش کی کہ حضرت کے دامن کو چھوؤں مگر حضرت پیچھے ہٹکر میری نظر سے غائب ہو گئے میں نے اسیطرح اس روز حضرت کو تین دفعہ دیکھا مگر دوسرے اور تیسرے روز حضرت نظر نہ آئے جب میں بیدر پہونچکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو قبل اسکے کہ میں کچھ عرض کروں حضرت نے فرمایا کہ جب تم بیدر روانہ ہونیکے قصد سے اپنے شہر سے نکلے تو اس وقت تم پر حالت جذب طاری ہوئی اور تم میرے شہر کی راہ بھول گئے تھے۔ اس لئے میں نے تم پر ظاہر ہوکر تم کو راہ راست پر لگایا۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا چنانچہ میں نے اسکی تعمیل کی واللہ اعلم بالصواب۔

تیرہواں چمتکار شیخ اخوند کو ہری بیان کرتے ہیں کہ میں ماہ رمضان مبارک میں اپنے موضع کے حجرہ میں گوشہ نشیں تھا۔ حضرت شیخ محمد رحمۃ کے شہر سے میرا موضع تین فرسنگ پر واقع ہے ایک دفعہ شب کا تیسرا حصہ گزرنے کے بعد میں توجہ کے مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ اور اپنے شغل میں محو تھا۔ اسوقت یکایک حضرت شیخ میرے سامنے تشریف لائے اس سے مجھے نہایت حیرت ہوئی میں نے پوچھا حضور پیدل تشریف لائے ہیں یا سواری میں اور کس طرح آنا ہوا؟ فرمایا میرے سوار یا پیدل پوچھنے سے کام نہیں۔ میں جیسا کہوں ویسا کرو۔ اب میرا دامن پکڑ کر آنکھیں بند کر لو میں نے ویسا ہی کیا اور جب آنکھیں کھولیں تو اپنے کو ایک ایسے مقام میں کھڑے ہوئے پایا جہاں زمین نہ تھی حضرت نے فرمایا یہ تمہارا مقام ہے تم یہاں ٹھیرو میں جا کر ابھی واپس آتا ہوں میں اسی جگہ کھڑا رہا اور حضرت غائب ہوئے ایک ساعت کے بعد حضرت پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ دامن پکڑو اور آنکھ بند کر لو میں نے ایسا ہی کیا جب آنکھیں کھولیں تو اپنے کو اپنے حجرہ میں جہاں بیٹھا تھا پایا مگر حضرت شیخ کو نہ دیکھا۔

گوشہ نشینی کے ایام ختم ہونے پر میں حضرت کی خدمت میں پہونچا اسوقت آپکو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا آپکی خدمت میں اسوقت بہت سے علما مشائخ فقرا فقہا اور صالحین حاضر تھے جب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے تو اسوقت حضرت نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ جس جگہ تم ایک ساعت کھڑے رہے وہ آسمان دنیا تھی۔ اور وہ رات شب قدر تھی میں نے چاہا تھا کہ تمکو وہ چیزیں جو عرش عظیم میں ہیں دکھلاؤں لیکن تمہارے حق میں آسمان دنیا سے پروردگار کا حکم نہ ہوا میں نے کہا یا قطبی آپنے سچ فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چودھواں چمتکار شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے بڑے بھائی مخدوم جی میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ شہر گلبرگہ سے جہاں میری بیوی مقیم ہے آدمی آیا ہے اور کہتا ہے کہ کفار نے شہر کو لوٹا اور باشندوں کو قید کر لیا۔ میری منکوحہ اور لڑکے بھی اسی شہر میں تھے معلوم نہیں کہ انپر کیا گذری۔ اب تم پدر بزرگوار کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ حضرت انکی خیر و عافیت کیلئے دعا فرمائیں یہ سنکر میں حضرت والد کی خدمت میں گیا دیکھا کہ آپ نماز ظہر کیلئے وضو فرما رہے ہیں یہ دیکھکر میں نے پانی کا ظرف اپنے ہاتھ میں لیا اور حضرت کے دست مبارک پر پانی ڈالنے لگا اور بعد وضو جو کچھ بھائی نے اپنا حال پریشان کہا تھا مفصل عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی سے کہو کہ فکر نہ کریں انکی اہلیہ و خسر مع متعلقین سلامت ہیں اور اسیطرف چلے آرہے ہیں وہ اسوقت یہاں سے تین فرسنگ کی راہ پر اترے ہیں اور انشاء اللہ یہاں کل تک پہنچ جائینگے بظاہر کوئی خبر رساں بھی نہیں آیا تھا میں نے سمجھا کہ حضرت غیب داں سے آگاہ ہو کر آپ نے یہ خبر دی اس کے بعد میں اپنے بھائی کے پاس گیا اور جو کچھ حضرت والد نے فرمایا تھا کہا وہ سنکر خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔ غرض دوسرے روز میرے بھائی کے جملہ متعلقین صحیح و سلامت پہونچے اور حضرت نے جو خبر دی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

پندرہواں چمتکار مخدوم جی کا بیان ہے کہ عالم جوانی میں مجھے ایک سخت عارضہ ہو گیا پیشاب کی راہ سے پیپ نکلتی تھی بہتیرا علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا حکما علاج سے عاجز آگئے تھے اور روز بروز میری حالت خراب ہوتی جاتی تھی

[illegible] بڑھ گیا تھا۔ ناتوانی کی کچھ حد نہ تھی۔ میں نے اس مرض کو مرض موت جانا اور اسی تکلیف میں اپنی زندگی کے دن گزارنے لگا۔ ایک روز حضرت والا میرے پاس تشریف لائے اور اپنا دست شفا بخش مجھ پر پھیرا اور سورۂ فاتحہ پڑھکر دم کیا پھر پوچھا کہ اس ناف میں یہ سفید سی چیز کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ پیپ ہے۔ فرمایا اسکو پھینک دو۔ میں نے چاہا کہ پیپ کو ظرف سے نکالکر پھینکدوں لیکن حضرت نے فرمایا کہ ظرف ہی کو گھر سے باہر نکال دو اب اسکی ضرورت نہیں ہے میں نے تعمیل کی حضرت واپس تشریف لے گئے اسوقت سے پیپ پیشاب کی راہ سے کبھی خارج نہیں ہوئی اور میں نے کامل صحت پائی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سولہواں چٹکا

منہاجی لشکری کہتے ہیں کہ میرے مرشد شیخ جمال پتھری فرماتے تھے کہ جب میں نے سنا کہ شیخ بہاؤالدین کے خلفاء میں دو خلیفہ ایک شیخ محمد ملتانی اور دوسرے شیخ جلال ہیں تو یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان دونوں میں افضل تر کون ہے۔ اور حضرت عبدالقادر جیلانی رح کے نزدیک ان میں سے کون علیا مرتبہ رکھتا ہے میں نے اس نیت سے ایک رات دو رکعت نماز استخارہ پڑھی۔ گیارہ قدم عراق کی جانب گیا اور اسی جگہ سو رہا خواب میں دیکھا کہ ایک صحرا ہے جس میں تمام اولیاء اللہ حاضر ہیں اور صف بہ صف دست بستہ کھڑے ہیں میں نے ان صفوں میں داہنے بائیں نظر کی داہنی جانب کی صف میں آخر میں شیخ جلال کو نہایت مودب کھڑے ہوئے پایا لیکن ان اولیاء اللہ کے درمیان شیخ محمد کو نہ دیکھا۔ مجھے حیرت ہوئی وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا تخت رکھا ہوا ہے اور اس پر حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح نہایت عظمت و شان سے جلوہ فرما ہیں اور حضرت کے صاحبزادے حضرت کے گرد کرسیوں پر بیٹھے ہیں حضرت کی قدم بوسی کے ارادہ سے میں نزدیک گیا تو دیکھا کہ ایک شخص حضرت کے زانوئے مبارک پر سر رکھکر اس تخت پر سو رہا ہے میں نے حضرت سے پوچھا کہ سیدی یہ شخص کون ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وہ مرد ہے جسکو میں نے دکن کے شہروں پر مسلط کیا ہے اس کا نام محمد ہے اور یہ بیدر میں رہتا ہے جب میں بیدار ہوا تو شیخ محمد کا مرتبہ معلوم کیا۔ میں نے اسیوقت اپنے خادم کو حضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور حضرت سے نعمت قادریہ کی استدعا کی آخر وہ مجھے عطا ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

سترہواں چٹکا

حضرت شیخ جلال فرماتے تھے کہ مجھے ایک روز شیخ محمد صاحب کی ملاقات کی آرزو ہوئی۔ میں اپنے شہر برہانپور سے روانہ ہوا میرے شہر اور شہر بیدر کے درمیان ایک مہینہ کا راستہ ہے میرے ساتھ ایک جماعت کثیر تھی۔ شہر بیدر کے قریب پہنچکر ایک مقام پر سب اترے اور میں نے اس جگہ سب کو چھوڑ کر مسافرانہ لباس پہنا اور لوٹا ہاتھ میں لیکر بطور مسافر کے شہر بیدر میں داخل ہوا اس سے میری غرض حضرت کے امتحان کی تھی۔ غرض حضرت کے دروازہ پر پہنچکر خادم سے کہا کہ حضرت کو خبر دی جائے کہ ایک مسافر ملاقات کیلئے حاضر ہوا ہے۔ خادم مذکور اجازت حاصل کر کے مجھکو حضور میں لے گیا حضرت مسکرائے جیسے مجھے دیکھا اور تعظیم دیکر اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ آپکا نام شیخ جلال قادری ہے آپ اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر یہاں اکیلے آئے ہیں۔ آپ ان سب کو یہاں بلالیں۔ بس میں نے پہچانا کہ واقعی حضرت صاحب باطن ہیں میں نے اپنے تمام ہمراہیوں کو اپنے پاس بلالیا۔ حضرت کے پاس چند روز اقامت کی۔ آپ کو اللہ کی محبت میں ڈوبا ہوا اور مالک حالات و صاحب کشف

کرامات پایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اٹھارہویں حکایت شیخ نظام ہتھوری بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان المبارک میں حضرت شیخ محمد رح خانقاہ کے حجرہ میں بغرض اعتکاف بیٹھے اور اپنے خادم سالار ناگوری کو اپنی خدمت کیلئے حجرہ کے پاس بٹھایا اس نے ایک رات صبح کے وقت ایک نور کا شعلہ دیکھا کہ حجرۂ مبارک سے نکلکر خانقاہ اور مسجد پر چھا گیا اسکی روشنی تھوڑی دیر رہکر غائب ہوگئی جب صبح ہوئی تو خادم مذکور نے ہر چھوٹے بڑے پر اس نور کی حقیقت ظاہر کی لیکن اسکو دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

جب دوسرا سال آیا تو حضرت نے اپنی خدمت کیلئے حجرۂ مبارک پر مجھے مقرر کیا ایک روز حضرت کے صاحبزادے شیخ بدرالدین میرے پاس آئے اور پوچھا کہ سالار ناگوری جو حضرت کی خدمت میں متعین تھا جو مکاشفات و تجلیات حضرت سے دیکھتا ان کا اظہار مجھپر کیا کرتا تھا لیکن تم ان میں سے ایک بات بھی ظاہر نہیں کرتے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ شاید جو باتیں سالار کو نظر آتی تھیں وہ تم کو نہیں دکھائی دیتیں میں نے کہا کہ آپکے والد بزرگوار صاحب سرا نے مجھے تاکید فرمائی ہے کہ ایام اعتکاف میں جو عجائب وغرائب نظر آئیں ان کا اظہار کسی پر نہ کیا جائے ورنہ دوبارہ انکے معائنہ سے محروم ہوگی۔ یہ سنکر بدرالدین صاحب نے فرمایا کہ اگر حضرت نے منع فرمایا ہے تو مفصل یا مجمل نہ کہو بلکہ بطریق اشارہ کچھ کہو میں نے کہا کہ سالار تو وہ کیفیت صرف ایک ہی دفعہ دیکھی تھی اور میں ہر رات دیکھتا ہوں لیکن کسی سے نہیں کہتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ **رباعی**

اگر چیزے عجائب رو نماید	ز درویشان حق ہرگز نشاید
کہ گوئی راز ایشاں پیش ناکس	دگر گوید حصولش باز ناید

انیسویں حکایت شیخ نظام ہتھوری فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضرت شیخ محمد رح پر وجد وسماع اور ذوق وشوق کی حالت ظاہر ہوتی تو حضرت کیساتھ تمام حاضرین کے دلوں پر بھی وہی حالت طاری ہوتی تھی مگر میں ہی ایسا تھا کہ میرے قلب وروح پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اسلئے میں اکثر غمگین رہتا تھا میری یہ کیفیت حضرت پیرو مرشد کو معلوم ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے عرس کے ایام میں تین روز روزے رکھو صرف خرمہ سے افطار کرو اور مثل عوام کے کھانا نہ کھاؤ۔ غرض جب عرس شریف کے دن آئے تو میں نے تین روزے رکھے تیسرے روزے کے اختتام پر نماز عشا کے بعد حضرت کی مجلس مبارک میں حاضر ہوا۔ بہت سے مشائخ۔ فقرا صلحا اور علما نہایت مودب بیٹھے تھے حضرت کے سامنے قوال فارسی میں تصوف کے اشعار گا رہے تھے اسوقت حضرت پر حالت وجد ظاہر ہوئی اور حضرت کے فیض اور مقناطیسی توجہ سے تمام حاضرین مجلس اثر پذیر ہوئے مگر میں اپنی قدیمانہ حالت پر جیسا تھا ویسا ہی رہا اسی حالت وجد میں حضرت شیخ نے مجھے دست مبارک سے پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود اپنے حجرۂ مقدسہ میں تشریف لے گئے قوالوں نے میری طرف رجوع کی اور گانا جاری رکھا اور میں کھڑا ہوا حضرت کے حجرہ کی طرف متوجہ تھا لیکن وجد کی حالت مجھ میں نہ آتی تھی اسی اثنا میں ایک نور کا شعلہ مثل چودھویں رات کے چاند کے حضرت کے حجرہ سے نکلکر میرے سینہ سے پیوست ہوگیا

جس کے ساتھ ہی مجھ پر حالت وجد طاری ہوئی غرض اس کیفیت کے بعد میں اپنی اصلی حالت میں آیا اور حضرت شیخ نے مجھے انہیں
ایام عرس میں خرقہ خلافت پہنایا اور تمام نعمت قادریہ شطاریہ عطا فرمائی۔ واللہ اعلم بالصواب

بیسویں حکایت شیخ بدرالدین اپنا ماجرا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز شارع عام پر کھڑا ہوا تھا دیکھا کہ ایک
شخص طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا ہے اور اسکو سرکاری پیادے حصار کے باہر لئے جا رہے ہیں بے شمار تماشائی
اس کے ساتھ ہیں میں نے اس کی گرفتاری کا سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قاتل ہے بادشاہ کے حکم سے گردن
مارنے کیلئے لوگ اسکو لیجاتے ہیں اور دیکھا کہ موت کی ہیبت سے اس کا رنگ زرد ہو گیا ہے میں اسکی حالت دیکھ نہ سکا میں
اسی وقت حضرت والد کی طرف دوڑا گیا اور قیدی کی حالت زار بیان کی اور یہ استدعا کی کہ اسکی رہائی کیلئے دعا فرمائی جائے
حضرت مراقبہ میں سر جھکائے بہت دیر تک مستغرق رہے یہاں تک کہ آثار رحم و شفقت بشرہ مبارک سے ظاہر ہوئے حضرت نے
سر اٹھایا لیکن مجھ سے کچھ نہ کہا تاہم مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت کی دعا اسکے حق میں مستجاب ہو گئی میں اسی جگہ لوٹ گیا جہاں اسکو
دیکھا تھا اب وہاں نہ وہ بھیڑ تھی نہ وہ شور و غل وہ شخص مذکور قید و بند سے آزاد ہو کر شاداں و خنداں چلا آ رہا تھا اور اسکے ہمراہ
نہ اس کا کوئی وکیل تھا نہ ضامن واللہ اعلم بالصواب۔

اکیسویں حکایت شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ میرے والد کے مکان کے صحن میں ایک بیری کا درخت تھا۔ ایک روز میں نے
دیکھا کہ ایک چیل اس پر بیٹھی ہے۔ وہ زمانہ میرے لڑکپن کا تھا کھیل کے طور پر ایک پتھر اسکی طرف پھینکا
اتفاقاً وہ پتھر اس کے جا لگا وہ درخت سے نیچے گری اور تڑپ کر جان دیدی میں اس حرکت سے بہت پشیمان ہوا اور اپنے
والد بزرگوار کے پاس گیا اور کہا کہ ابا جان آج میں نے بڑا ظلم کیا ہے حضرت نے پوچھا کہ بیان تو کرو کیا بات ہوئی میں نے کہا کہ
ایک چیل میرے ہاتھ سے ہلاک ہو گئی آپ نے فرمایا کہ تو نے ناحق کیوں مارا اور اب اسکو کہاں ڈالا ہے میں نے کہا وہیں بیری کے
درخت کے نیچے مری پڑی ہے یہ سنکر حضرت خود اس درخت کے پاس تشریف لائے۔ اس مردہ چیل کو بائیں ہاتھ سے اٹھایا اور
اپنا سیدھا ہات اوپر پھیرا آپکے ہاتھ پھیرتے ہی وہ مردہ چیل زندہ ہو گئی اور آواز کرتی ہوئی اڑ گئی واللہ اعلم بالصواب۔

بائیسویں حکایت شیخ ابراہیم سہام گولکنڈوی کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت شیخ محمد رح کی قدمبوسی کا ارادہ کیا چنانچہ
میں نے شہر بیدر کی راہ لی اثنائے راہ میں میری عجیب کیفیت ہوئی۔ مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی
کہ میں متحیر ہو گیا یعنے مجھے ہر طرف حضرت شیخ محمد رح نظر آنے لگے۔ غرض جب کچھ عرصہ کے بعد میں اپنی حالت میں آیا تو جس طرف جا رہا تھا
ادھر ہی روانہ ہوا تین روز کے بعد بیدر میں پہنچا اور حضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اسوقت حضرت نماز فجر ادا فرما رہے تھے۔
بعد نماز حضرت نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ تم نے راہ میں مجھے جس صورت میں دیکھا اسی صورت میں تم مجھے ہمیشہ اپنے
دل میں دیکھو گے۔ لیکن میری زندگی میں کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کرنا۔

واللہ اعلم بالصواب

تیئسویں بات چیت

شیخ راجہ محمد گجراتی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نصف شب گزر جانے کے بعد مسجد میں گیا اس مسجد کے پہلو میں حضرت
شیخ محمد رحمۃ اللہ کا حجرہ واقع تھا پس جب مسجد میں پہنچا تو حضرت حجرہ میں تھے اور دروازہ بند تھا۔ یکایک مسجد کے
صحن میں ایک کوکب ثاقب نمودار ہوا وہ حضرت شیخ کے حجرہ میں گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر آکر اسی صحن میں کچھ وقت تک گردش کی
اور پھر حجرہ میں گیا۔ اسی طرح وہ تین بار آیا اور چلا گیا۔ میں یہ کیفیت دیکھکر متحیر ہوا صبح کے وقت حضرت حجرہ مبارک سے برآمد ہوئے
اور مسجد میں جماعت کیساتھ نماز فجر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوکر مجھے حجرہ میں بلایا اور اپنے پاس شفقت سے بٹھایا۔ حضرت نے اپنا عمامہ
مبارک سر سے اٹھایا تو مجھے وہی ستارہ درخشاں حضرت کے سر مبارک پر نظر آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میری زندگی تک اس واقعہ
سے کسی کو مطلع نہ کرنا چنانچہ میں نے حضرت کی زندگی میں یہ واقعہ کبھی نہیں کہا۔ واللہ اعلم بالصواب

چوبیسویں بات چیت

شیخ ابراہیم لکھنوی فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد میں ایک جانب بیٹھا تھا اور حضرت شیخ دوسری جانب
تشریف رکھتے تھے میں نے دل میں کہا کہ حضرت شیخ کون سے مقام پر ہونگے اسوقت حضرت نے مجھ سے فرمایا
ادھر دیکھو اور عمامہ پیشانی پر سے اٹھایا میں نے سر مبارک پر ایک ستارہ چراغ کے مانند روشن دیکھا میں بے اختیار ہوکر انکی طرف
سجدہ کیا۔ حضرت نے مجھے لپٹا لیا اور مجھ سے فرمایا کہ تم ابھی آغاز توحید میں ہو اور ابدال کے درجہ پر ہو اور فرمایا سر اٹھاؤ۔ میں نے
اپنا سر سجدہ سے اٹھایا تو دیکھا کہ ہر طرف حضرت ہی حضرت نظر آتے ہیں ایک ساعت کے بعد یہ کیفیت بدل گئی اور حضرت شیخ
جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے ہوئے مجھ سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت نے مجھے اپنے نزدیک بلا کر فرمایا کہ اسوقت تم نے جو کچھ دیکھا
اسکو میری زندگی میں کسی سے نہ کہنا چنانچہ میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی۔ واللہ اعلم بالصواب

پچیسویں بات چیت

شیخ عبداللہ جونپوری کہتے ہیں کہ ایکبار حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ کے تمام صاحبزادے میرے پاس تشریف لائے
اور کہا کہ ہمارے پدر بزرگوار سے تم بے تکلف ہو حضرت سے دریافت کرو کہ وہ کس منزل پر ہیں ہمارے
استفسار سے شاید حضرت والد اپنے مقام کا کچھ حال ظاہر کریں۔ یہ سنکر میں نے ان سے معافی چاہی مگر وہ حضرات اصرار کرنے لگے
آخر مجبوراً میں حضرت کے پاس گیا اور سامنے مودب بیٹھا۔ حضرت نے پوچھا کیوں آئے ہو اور کیا دریافت کرنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا
کہ حضرت آپ جس عالی منزل پر ہیں اسکا کچھ حال خاکسار پر ظاہر فرمایا جائے یہ سنکر حضرت خاموش ہوئے اور کچھ دیر سوچنے کے بعد
فرمایا کہ کیا ایسے اسرار پوشیدہ رکھنے کے قابل نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ بے شک ہیں لیکن خادم کیلئے فخر و سعادت کا موقع
ہوگا اگر ان سے آگاہی بخشی جائے اور انکا اظہار کسی پر نہیں کیا جائیگا پس اسوقت حضرت نے اس حجاب کو جو میرے اور انکے
درمیان تھا اٹھا دیا۔ سبحان اللہ آپکی وہ عالی منزلت میں نے دیکھی جس کا دیکھنا اور اس سے مستفیض ہونا میری قسمت میں تھا
پس جب حالت بدلی اور میں حضرت سے جدا ہوکر باہر آیا تو حضرت کے صاحبزادوں نے مجھ سے پوچھنا شروع کیا میں نے کہا کہ
اس زمانہ میں سوائے آپکے پدر بزرگوار کے کوئی بڑا نہیں ہے۔ جتنے اولیاء اللہ اس زمانہ میں ہیں سب پر فوقیت و فضیلت
حضرت ہی کو حاصل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

چھبیسویں حکایت

شیخ نظام ہتھوری سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات تیسرے پہر بیدار ہوا اور اس ویران باولی کے نزدیک جو مسجد کے صحن کے عقب میں واقع تھی اس ارادہ سے گیا کہ اس کے بازو میں بیٹھکر پیشاب کر آؤں۔ حضرت شیخ محمد رح کی عبادت کا حجرہ اس مسجد کے دوسری جانب واقع تھا۔ میں جسوقت وہاں پیشاب کر رہا تھا یکایک ایک جن اس باولی سے نکلکر مجھ پر حملہ آور ہوا ہم دونوں ایک دوسرے سے مثل پہلوانوں کے کشتی کرنے لگے وہ چاہتا تھا کہ مجھے اس باولی میں گرائے۔ اس اثناء میں ایک جوتی غیب سے نمودار ہوئی اور اس سرکش جن کے منہ پر پڑنے لگی۔ آخر وہ مجھے چھوڑ کر اس کوئیں میں غائب ہوگیا۔ اب دیکھا تو وہ جوتی حضرت کی تھی میں نے اسے اٹھالیا اور بوسہ دیکر حضرت کے حجرۂ مبارک کی طرف چلا جب حجرہ کے قریب پہونچا تو دہلیز کے پاس دیکھا کہ صرف ایک ہی جوتی رکھی تھی۔ حجرہ کا دروازہ بند تھا اور اندر حضرت شیخ عبادت میں مشغول تھے میں نے وہ جوتی دوسری جوتی کیساتھ ملاکر رکھدی۔ صبح کو میں حضرت کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہونے کیلئے خدمت میں حاضر ہوا تو قبل اسکے کہ میں کوئی بات عرض کروں خود حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ کوئی اندھیری رات میں اس باولی کے پاس جائے اور اپنے کو شیاطین کے پنجہ میں نہ پھنسائے وہ ایسے ہی ویران مقامات میں رہتے ہیں اور شب کے تیسرے پہر کھول دیئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ستائیسویں حکایت

شیخ بدرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت والد بزرگوار نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد قابل مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص جس کا نام شیخ محمد ہے عنقریب میں مرنے والا ہے تم کو اسکے جنازہ کی نماز ہرگز نہ پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ اس پر عذاب کیا جائیگا۔ اس واقعہ کے روایت کرنے والے شیخ بدرالدین صاحب فرماتے تھے کہ اس شخص شیخ محمد کا مکان حضرت کے ہمسایہ ہی میں واقع تھا اور وہ اسوقت تنومند اور زندہ تھا اور کوئی مرض جو اسکی ہلاکت کا باعث ہو اسکو لاحق نہ تھا میں اسکی یہ حالت دیکھکر اور حضرت کے خواب کی کیفیت سنکر متحیر ہوا لیکن تین روز کے بعد یکایک اس شخص نے وفات پائی اور اس کے دوست اور اقربا ارجع ہوئے اور تجہیز و تکفین کے بعد اس کا جنازہ حضرت کی مسجد میں لے آئے۔ انہوں نے چاہا کے نماز جنازہ حضرت سے پڑھوائیں۔ لیکن اسیوقت حضرت کے پیٹ میں درد شدید شروع ہوا آپ نماز نہ پڑھا سکے کسی دوسرے نے نماز پڑھا دی۔ بعد نماز جب آدمی جنازہ لے گئے تو حضرت ایسے تندرست ہوگئے کہ گویا کوئی شکایت نہ تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اٹھائیسویں حکایت

شیخ عبداللہ جیوری کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت شیخ رح کے حجرۂ مطہرہ کے دروازہ کے نزدیک سو رہا تھا شب کے تیسرے حصہ میں بیدار ہوا۔ حجرہ کے دروازہ کے روزن سے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ حضرت رو بہ قبلہ بیٹھے ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں حضرت کے آگے ایک شمع جل رہی تھی میں نے دیکھا کہ ایک کالا چوہا چراغ کے پاس آیا اور چراغ کو بجھانے کی کوشش شروع کی۔ حضرت اسکو منع فرماتے تھے مگر وہ بار بار چراغ کو گل کرنے کی کوشش سے خاطر مبارک کو منتشر اور پریشان کرتا تھا یکایک وہاں ایک سفید رنگ کی بلی نمودار ہوی اور اس چوہے کو پکڑ کر میری نظر سے غائب ہوگئی۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک اور بزرگ اندر تشریف رکھتے ہیں اور حضرت شیخ انکے سامنے مودب بیٹھے ہیں۔ ان بزرگ کو حجرہ کے اندر دیکھکر مجھے نہایت حیرت ہوی کیونکہ دروازہ بند تھا اور میں خود وہاں بیٹھا تھا۔

جب صبح ہوی تو میں قدم بوسی کیلئے حضرت کے پاس گیا اور اس ارادہ کیا تھا گیا کہ شب کے واقعہ کا حال دریافت کرونگا قبل اسکے کہ میں کوئی بات زبان سے نکالوں خود حضرت نے فرمایا وہ جو کل رات تم نے دیکھا ابلیس لعین تھا وہ اسلئے آیا تھا کہ مجھکو حق جل وعلیٰ کے شغل سے برگشتہ کرے۔ وہ سفید بلی اسکے دفع کرنے کیلئے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے جانب سے بھجوائی گئی تھی اور وہ بزرگ خود سلطان الاولیاء تھے جو میری ہدایت کیلئے تشریف فرما ہوئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

انتیسویں چمتکار سعیدالدین بن مخدوم جی فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ میں آدھی شب بیدار ہوا اسوقت آسمان پر ابر سفید تھا اگرچہ صبح صادق کے آثار بخوبی ظاہر نہیں تھے مگر میں سمجھا کہ رات ختم ہوی اور صبح اب قریب ہوگی یہ سوچکر میں مسجد میں گیا۔ اذاں دی اور نماز فجر کی تیاری میں مشغول ہوا۔ بانگ نماز سنکر اصحاب مسجد میرے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ اسوقت تم نے اذاں کیوں کہی۔ ابھی تو رات باقی ہے یہ کہکر وہ سب سحری کہانے کی طرف متوجہ ہوے مگر میں نے انہیں منع کیا اور جلدی حضرت داداجان کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت داداجان احباب مسجد کہتے ہیں کہ ابھی رات باقی ہے اور سحری کہانی چاہیے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم جلد جاکر انکو سحری سے منع کرو کیونکہ صبح صادق ہوچکی ہے میں نے مسجد میں آکر حضرت کا ارشاد سنایا تھا کہ ابر پھٹکر علیحدہ ہوا اور صبح نمودار ہوی اور حضرت کا قول تصدیق کو پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسویں چمتکار شیخ ایوب تلواری کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت عبدالقادر جیلانی رح کو خواب میں اسطرح دیکھا کہ آپکی ایک چشم مبارک بند اور دوسری وا ہے میں آپ کے پاس گیا قدم بوس ہوکر عرض کیا کہ حضرت نے چشم مبارک کیوں بند فرمائی ہے؟ فرمایا کہ میں اس آنکھ میں شیخ محمد کو رکھتا ہوں وہ مجھے بہت ہی عزیز ہے اسلئے یہ بند رکھی ہے جب میں بیدار ہوا تو چاہا کہ یہ واقعہ حضرت شیخ محمد رح سے عرض کروں لیکن قبل اسکے کہ میں کوئی بات زبان سے نکالوں خود حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ "لی مقعد صدق عند ملیک مقتدر" (مقتدر بادشاہ کے پاس میرے لئے صدق کی ایک نشست گاہ ہے) پس میں نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے پاس آپ کا مقام اور مرتبہ معلوم کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اکتیسویں چمتکار شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے ایام عرس میں ایک روز حضرت والد نے مجھ سے فرمایا کہ آدمی جمع ہوئے ہیں اور وہ مریداں حضرت قادریہ کے زمرہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں تم اپنے بھائی مخدوم جی سے کہو کہ وہ میری جگہ بیٹھکر اپنے ہاتھ سے بیعت لیں میں اپنے بھائی کے پاس گیا جو کچھ حضرت والد نے فرمایا ان کو سنایا بھائی صاحب نے ارشاد کی تعمیل میں عذر کیا اور کہا کہ اس امر عظیم کی جرأت مجھ میں نہیں ہے میں نے حضرت والد سے انکا عذر عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ دوبارہ کہا جائے میں نے دوبارہ جاکر عرض کیا لیکن پھر بھی انہوں نے معافی چاہی اور لوگوں کو مرید نہ کیا۔ حضرت والد باہر تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے سب کو مرید فرمایا۔

اس واقعہ کے تین روز بعد میرے بھائی محمد درجی میرے پاس آئے اور کہا کہ جس دن سے حضرت کے حکم کی تعمیل نہیں کی گئی اس دن سے ذوق و شوق قلبی سب ختم ہو گئے اور غیب کے حالات مفقود ہو گئے ہیں پس تم حضرت والا کے پاس جا کر شفاعت کرو۔ میں حضرت کے پاس گیا۔ جو کچھ بھائی صاحب نے فرمایا تھا عرض کیا۔ حضرت نے بھائی صاحب کو اپنے پاس بلایا اور اپنا سینہ مبارک ان کے سینے سے ملایا۔ پس بھائی صاحب نے جو کیفیات گم کی تھیں وہ دوبارہ حاصل کیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بتیسواں چٹکلا

شیخ حسین بن محمد درجی سے نقل ہے آپ کہتے تھے کہ میں نے حفظ قرآن مجید کا ارادہ کیا اسوقت میری عمر چودہ سال تھی میرے اس ارادہ سے میرے چچا کے بیٹے شیخ جمال اور دوسرے چچا کے بیٹے شیخ عبداللہ نے اطلاع پائی وہ دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم بھی حفظ قرآن کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت ان دونوں صاحبزادوں کی عمر بارہ بارہ سال تھی۔ ہم تینوں بھائی جمع ہوئے اور حضرت جد بزرگوار کی خدمت میں گئے بعد قدم بوسی مدعا عرض کر کے حضرت سے طالب اجازت ہوئے اور حفظ قرآن اور اسکی کشائش کیلئے دامن پھیلا کر آپ سے فاتحہ کے لئے التماس کی حضرت نے شیخ جمال پر نظر ڈالی اور فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ تم حفظ کرو گے بعدہ شیخ عبداللہ کی جانب نظر کی اور فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ تم کو بھی حفظ قرآن حاصل ہوگا اور فراموش نہ ہوگا اسکے بعد گوشہ التفات میری طرف پھیرا اور تھوڑی دیر مراقبہ میں سرنگوں رہکر فرمایا کہ تمہارا فرزند حافظ قرآن ہوگا۔ میں اس زمانہ میں فرزند نہ رکھتا تھا بلکہ میری شادی بھی نہ ہوئی تھی۔ حضرت کے ارشاد سے متعجب ہو کر ہم تینوں وہاں سے واپس آئے اور قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا حضرت کی وفات کے ایک مدت کے بعد ان دونوں صاحبزادوں نے قرآن حفظ کیا اور اعلیٰ درجہ کے حافظ و قاری ہوئے۔

شیخ حسین کہتے ہیں کہ میں نے جس وقت قرآن شریف یاد کرنا شروع کرتا تو اپنے میں اس کے حفظ کی قدرت نہ پاتا آخر میں جوان ہوا اور شادی کے بعد خدا نے مجھے ایک لڑکا عطا فرمایا میں نے اس کا نام حضرت کے ہمنام محمد رکھا جب وہ نو برس کا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ حافظ قرآن ہوا۔ اس طرح حضرت کا قول ہم تینوں کے حق میں صحیح ثابت ہوا۔

تینتیسواں چٹکلا

شیخ احسان کوہیری فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور میرے والد حضرت شیخ محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسوقت حضرت اپنی مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مریدوں میں بہت سے علما فضلا اور فقرا آپکے گرد بیٹھے تھے۔ ہم بھی حضرت کے سامنے بیٹھے۔ میں اس زمانہ میں کم سن تھا۔ اسوقت حفظ قرآن کا خیال میرے ذہن میں آیا میں اس خیال سے حضرت کے قریب گیا کہ آپ سے عرض حال کر کے اجازت حاصل کروں حضرت نے میری طرف نظر کی قبل اسکے کہ میں کوئی بات عرض کروں خود پوچھا اے شیخ احسان کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ والد نے جواب دیا ہاں حضور حضرت نے فرمایا کہ یہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہوگا یہ سنکر میں فوراً اٹھا اور فاتحہ کیلئے حضرت کی طرف دامن پھیلایا حضرت نے فاتحہ پڑھا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔

میں جب جوان ہوا تو لشکر میں بھرتی ہوا اور حفظ قرآن کی طرف مطلق توجہ نہیں کی اس طریق پر عرصہ دراز گزر گیا

ایک روز حضرت کا ارشاد مجھے یاد آیا اور میں نے فوج کی ملازمت چھوڑ کر قرآن یاد کرنا شروع کیا اللہ تعالےٰ کی توفیق سے تھوڑے ہی عرصہ میں مجھ کو یہ نعمت حاصل ہوئی۔ اسوقت حضرت رحلت فرما چکے تھے۔ آخر حضرت کا فرمانا میرے حق میں صحیح ثابت ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

چونتیسواں حکایت شیخ عبداللہ عربی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر میں قرآن مجید کے بیس پارے حفظ کئے تھے آخر کے دس پاروں کو ہر چند حفظ کرنے کی کوشش کرتا لیکن اپنے میں قدرت نہ پاتا آخر میں نے اپنا شہر چھوڑ کر سفر اختیار کیا۔ میرا ارادہ تھا کہ کسی اہل اللہ قادری کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ جب دکن کے شہر بیدر میں پہونچا تو ایک مرد نورانی صورت میرے سامنے آیا اور کہا اے عبداللہ تم شیخ محمدؒ سے ملاقات کرو وہ ولی اور قادری ہیں مجھے تعجب ہوا کہ اس اجنبی نے میرا نام کیونکر جانا۔ غرض میں دریافت کرتا ہوا حضرت کے مکان پر پہونچا اسوقت حضرت خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے آپ نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور فرمایا تم یہاں اپنے ارادہ سے نہیں آئے ہو۔ بلکہ راہ میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحؒ کے ہدایت فرمانے سے آئے ہو یہ کہکر مجھے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ ایک ساعت کے بعد آپ نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور بزرگان سلف کے طریقہ پر مرید فرمایا اور ٹوپی میرے سر پر رکھی اسکے بعد میں حضرت کی خدمت میں رہنے لگا۔ لیکن قرآن کے حفظ کرنیکا شوق میرے دل میں باقی تھا یہاں تک کہ رمضان المبارک کا چاند آسمان پر ظاہر ہوا اسوقت حضرت کے صاحبزادہ حافظ شیخ اسمٰعیل موجود نہیں تھے حضرت شیخ نے مجھ سے پوچھا کیا تم حافظ قرآن ہو؟ میں نے عرض کیا حضور مجھے صرف بیس پارے یاد ہیں آخری دس پاروں کو ہر چند حفظ کرنا چاہا لیکن قدرت نہ ہوئی یہ سنکر حضرت نے فرمایا تم میرے نزدیک آؤ میں گیا آپ نے کچھ پڑھکر میرے منہ میں دم فرمایا۔ لعاب مبارک کا کچھ اثر میرے حلق تک پہونچا۔ اسوقت خدائے تقدس وتعالےٰ نے مجھے قدرت بخشی اور باقیماندہ دس پاروں میں سے ہر روز ایک پارہ یاد کرنے لگا اور اسی رمضان میں میں نے پورا قرآن سنایا۔ واللہ اعلم بالصواب

پینتیسواں حکایت شیخ جمال شیخ شمس الدین اور شیخ عیسٰی ان تینوں بھائیوں سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنی والدہ سے جو شیخ اسحاق بن شیخ محمدؒ کے عقد میں تھیں سنا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ محمدؒ اپنے مکان کے برآمدہ میں تشریف رکھتے تھے اور میں مکان کے اندر تھی۔ میں نے حضرت کے آگے ایک ترنج رکھا ہوا دیکھا دل میں تصور کیا کہ حضرت کو لوگ خدا کا ولی اور اسرار کا جاننے والا کہتے ہیں اگر حضرت نے وہ ترنج میرے پاس بھجوایا تو میں جانونگی کہ آپ کو ولایت ضرور حاصل ہے یہ بات میں نے ابھی اپنے دل میں تمام نہ کہی تھی کہ حضرت کی خادمہ زینب میرے پاس آئی اس نے پوچھا کہ تمہارے بیٹے شمس الدین کہاں ہیں انکے داداجان نے انہیں یاد فرمایا ہے میں نے لڑکے کو بھجوایا بعد ایک ساعت کے لڑکا وہی ترنج لئے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت داداجان نے یہ ترنج تم کو دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

چھتیسواں حکایت شیخ علی قریشی فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے بزرگ کی بیعت کا خیال پیدا ہوا جو مجھ سے کہے تو میرا مرید ہے اس خواہش کے ساتھ دکن کے شہروں میں سفر اختیار کیا جس مرشد کامل اور شیخ واصل کا پتہ ملتا میں وہاں پہنچتا اور ملاقات کرتا۔ اسی حالت میں بارہ برس گزرے لیکن اپنی مراد کے موافق کسی کو نہ پایا جب حضرت شیخ محمدؒ کے اوصاف حمیدہ

سنے تو حضرت کے پاس آیا اسوقت آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے بہت سے طالب حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت کو دیکھتے ہی آپ کے رعب سے میرا دل دہل گیا جب میں نزدیک پہونچا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تو میرا مرید ہے مجھ سے مرید ہو یہ سنتے ہی میں قدم بوس ہوا آپ نے مجھے مرید کیا اور اپنے ہاتھ سے سلسلہ قادریہ کی ٹوپی میرے سر پر رکھی ساتھ ہی تمام اذکار قادریہ و شطاریہ جلسوں مراقبوں اور انکے سوا اور بہت سے باتوں کی مجھے تعلیم دی میں نے زمانے کے تمام مشائخ میں کسی کو بھی آپ کے برابر صاحب کمال نہ پایا۔ واللہ اعلم بالصواب

سینتیسویں حکایت شیخ محمد بن شیخ نظام ہتوری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد شیخ نظام سے سنا ہے وہ بیان کرتے تھے کہ میں اپنے دل میں یہ ارادہ کئے ہوئے تھا کہ میں یوں ہر گز کسی کا مرید نہ ہونگا جب تک کہ وہ خود اپنی صورت مجھے خواب میں نہ دکھائے اور مجھ سے یہ نہ کہے کہ تو میرا مرید ہے اس آرزو میں بہت دن گزرے آخر ایک رات میں نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا اس نے مجھ سے کہا تو میرا مرید ہے اور خواب ہی میں اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مرید کیا جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے مرید کرنے والے کی صورت بدستور حافظہ میں تھی میں نے اپنے شہر میں کسی کو اس صورت کا نہ پایا اسی تلاش میں پھر رہا تھا کہ ایک کہنے والے نے غیب سے ندا دی کہ اگر تو ایسے مرشد کو تلاش کرتا ہے تو [illegible] ڈھونڈتا ہو تو شیخ محمد کے پاس جا میں حضرت کی طرف روانہ ہوا جب وہاں پہونچا تو آپ اپنی مسجد میں فقرا و صلحا اور علما کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب میں نزدیک پہونچا تو ان لوگوں میں اپنے چچا شیخ ... کو دیکھا اور جب حضرت کی طرف نظر کی تو بعینہ وہی صورت پائی جو اس رات خواب میں دیکھی تھی۔ میرے چچا نے میری جانب اشارہ کر کے حضرت سے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ تو میرا مرید ہے۔ میں نے اسکو مرید کیا ہے۔ یہ کہکر حضرت نے مجھے اپنے نزدیک بلایا۔ بزرگان سلف کے طریقہ پر بیعت فرمائی قادریہ ٹوپی پہنائی اور تمام اذکار و مراقبات و جلسات کی تعلیم دی۔ حضرت سے میں نے بہت سے فوائد حاصل کئے۔ واللہ اعلم بالصواب

اڑتیسویں حکایت اشرف خاں سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز میں نے ارادہ کیا کہ شہر بیدر جاؤں اور وہاں سید ابو الحسنؒ سے مرید ہو آؤں یہ بزرگ حضرت سید محمد گیسو درازؒ کی اولاد سے تھے اور لوگوں کو ارشاد و ہدایت فرمایا کرتے تھے میں بھی مرید ہونیکی نیت سے روانہ ہوا جب میں شہر بیدر کے دروازہ پر پہونچا تو میرے دل میں حضرت شیخ محمد کی ملاقات کا خیال آیا کیونکہ حضرت کے اوصاف بہت سنے تھے پس میں حضرت کے دولت خانہ کی طرف روانہ ہوا جب در دولت پر پہونچا تو حضرت وضو فرمارہے تھے ایک خادم پانی کا ظرف لئے کھڑا تھا اور حضرت کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت پانی کا ظرف جس سے خادم پانی ڈال رہا ہے مجھے دلوائیں اور دست مبارک پر مجھے پانی ڈالنے کو فرمائیں تو میں حضرت کا مرید ہونگا یہ بات میرے دل میں ہنوز پوری نہ ہوئی تھی کہ حضرت روشن ضمیر نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور وہ ظرف مجھے دلوا کر ہاتھ پر پانی ڈالنے کا حکم فرمایا۔ میں نے اسیوقت اسکی تعمیل کی جب حضرت نے وضو اور طہارت سے فراغت پائی تو مجھے اپنے نزدیک بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا تم مرید ہونا چاہتے ہو میں نے جواب دیا ہاں حضور پس حضرت نے

مجھے مرید کیا اور تمام اذکار و اوراد کی تعلیم دی۔ واللہ اعلم بالصواب

انتالیسویں حکایت شیخ ایوب تلواری فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت شیخ محمد رح کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پہنا تو چند روز حضرت کی خدمت میں رہا۔ ایک رات جبکہ میں کچھ خواب اور کچھ بیداری کی حالت میں تھا کہ غیب سے ایک آواز سنی یعنی ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سلطان الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم اور شیخ محمد رح پر ولایت ختم ہے اور جسطرح تمام انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کرتے ہیں اسیطرح تمام اولیا حضرت شیخ محمد رح پر ناز کرتے ہیں کہ وہ انہیں موجود ہیں پس جب میں بیدار ہوا تو حضرت کا بلند مرتبہ معلوم کیا میں حضرت کی خدمت میں گیا کہ اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دوں قبل اسکے کہ میں کوئی بات عرض کروں حضرت نے مجھے فوراً ہی اوس کے اظہار سے منع فرمایا اور ہدایت کی کہ میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا۔ واللہ اعلم بالصواب

چالیسویں حکایت شیخ ایوب فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ جلال برہان پوری ایک جماعت کثیر کے ساتھ بیدر آئے اور حضرت شیخ محمد رح کے مکان میں اترے تو مجھے خیال ہوا کہ یہ دونوں حضرات شیخ بہاؤ الدین دولت آبادی کے خلیفہ ہیں ان دونوں میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک کسکو برتری حاصل ہے۔ میں اس خیال میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک حضرت شیخ محمد رح سے بڑھکر کسی کو جناب الٰہی میں رسائی حاصل نہیں شیخ جلال کو ابھی کچھ دنیا کی خواہش باقی ہے جب میں بیدار ہوا تو پروردگار کے نزدیک آپ کی منزلت معلوم کی۔ واللہ اعلم بالصواب

اکتالیسویں حکایت شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت والد شیخ محمد رح کے حجرۂ مقدس میں گیا وہاں حضرت کو قبلہ کی طرف متوجہ بعبادت پایا اور ایک عورت جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھی والد کے قریب دست بستہ کھڑی تھی۔ میرے اندر قدم رکھتے ہی وہ فرار ہوگئی حضرت نے مجھے حکم دیا کہ اسکو گرفتار کرلو۔ میں نے اس کا تعاقب کیا جب میں نے اسے گرفتار کرنا چاہا تو اسکے کپڑے کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں آگیا اور وہ میری نظر سے غائب ہوگئی میں اس کپڑے کو لیکر حضرت کے پاس حاضر ہوا حضرت نے پوچھا کیا تم اس عورت کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عورت دنیا تھی یہ ہر روز میرے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے اختیار کرو اسکے بعد آپ نے اپنا ہاتھ داڑھی پر پھیر کر فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں ہرگز وہ اور میں ایک جا نہیں ہوسکتے اور میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم کو اسقدر زندگی گزارنے کیلئے کافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بیالیسویں حکایت شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت والد شیخ محمد زیارت کیلئے ایک مقبرہ کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ فقرا و صلحا کی ایک جماعت تھی اور میں بھی تھا جسوقت بی بی ریحان رحمۃ اللہ علیہا کے قبر پر پہونچے تو آپ نے وہاں ایک طویل عرصہ تک قیام کیا ہم سب لوگ بھی آپکے پیچھے کھڑے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے حضرت سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے قبر میں بی بی کو دیکھا کہ وہ قرآن کی تلاوت کررہی تھیں بلحاظ ادب میں نے توقف کیا اور جب بی بی نے اپنا وظیفہ تمام کیا اسوقت میں واپس ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

تینتالیسویں حکایت

حاجی علاؤالدین کہتے ہیں کہ میں نے یہ نیت کی تھی کہ میں مرید اس بزرگ کا ہونگا جو مجھے قبل از استفسار میرے نام سے پکارے اس آرزو میں ایک زمانہ گزر گیا اور میں ہر جگہ سفر کرتا پھرتا تھا اور جہاں کسی بزرگ کا نام سنتا وہاں جاتا لیکن کسی کو اپنے مطلب کا نہ پایا آخر حضرت شیخ محمد رح کی تعریف سنی اور انکے پاس پہونچا آپ نے مجھے میرے نام سے پکارا اور میرے دلی ارادہ کا اظہار بھی فرمایا پس میں نے مرید ہونیکی استدعا کی مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ تمہارے پیر مکہ معظمہ میں ہیں میں آپکے اس فرمانے سے متحیر ہوا۔ میں اسوقت مکہ کا قصد نہ رکھتا تھا اور روانگی کے اسباب بھی مہیا نہ تھے۔ کچھ روز میں نے حضرت کی خدمت میں گزارے۔ آخر بفضل خدا حجاز کے سفر کا اتفاق پیش آیا اور میں حاجیوں کے ہمراہ روانہ ہوکر مکہ پہونچا۔ حج ادا کیا اور وہیں اپنے پیر کو پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ مرید ہوکر وہاں سے واپس ہوا۔ اور حضرت کی خدمت میں پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوالیسویں حکایت

شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ میری شادی کیلئے حضرت گلبرگہ شریف تشریف لے گئے وہاں پہونچکر آپ نے حضرت سید محمد گیسو دراز رح کی زیارت کا قصد فرمایا اسوقت بہت سے آدمی آپ کے ہمراہ تھے جب گنبد کے دروازہ پر پہونچے تو قدم دروازہ کے اندر رکھتے ہی آپ واپس لوٹے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جسوقت میں نے اندر قدم رکھا اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز رح کی روح قبر میں حاضر نہ تھی اللہ تعالیٰ کی طرف گئی ہوئی تھی اسلئے وہاں سے واپس ہونا پڑا۔

بعد واپسی آپ شاہ ید اللہ قدس سرہ کی گنبد میں گئے انکی روح کو قبر میں حاضر پایا آپ انکی زیارت میں مشغول تھے یکایک آپ نے دیکھا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کا نور بالیں قبر سے نمودار ہوا اور حضرت اسوقت لے میرے بیٹے آمیری طرف کہتے ہوئے ظاہر ہوئے پس حضرت والد ان سے بھی مشرف ہوکر واپس ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پینتالیسویں حکایت

شیخ استحاق صاحب فرماتے ہیں کہ جب میرے چچیرے بھائی شیخ فتح اللہ بیمار ہوئے تو میرے والد حضرت شیخ محمد رح اپنے بھتیجے کیلئے بہت غمگین تھے کیوں کہ آپ انکو بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت نے مجھے بلاکر فرمایا کہ انکے لئے مشغول ہوکر دیکھو کہ کیا ظاہر ہوتا ہے مجھ سے یہ کہکر آپ بھی مراقبہ میں مصروف ہوئے میں حسب ارشاد جب متوجہ ہوا تو میں نے غیب سے اسم جلال قادر پر کمال کی تسبیح یا ممیت یا ممیت سنی میں اپنے والد کے پاس گیا اور جو کچھ سنا تھا عرض کیا لیکن حضرت کو اسکے قبل ہی مکاشفہ ہوچکا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح ظاہر ہوئے اور مجھ سے فرمایا یا بنی اسکت (اے میرے بیٹے چپ رہ) پس ان امور سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب بیمار کی زندگی کے دن ختم ہوگئے ہیں آخر بیمار نے اسی مرض میں وفات پائی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چھیالیسویں حکایت

شیخ اسمٰعیل بن حضرت شیخ محمد رح فرماتے ہیں کہ اسوقت کا بادشاہ قاسم برید مشائخ سے چنداں اعتقاد نہ رکھتا تھا اس نے چاہا کہ تمام مشائخ کو جامع مسجد میں جمع کرے اور ان کے ساتھ نماز جمعہ پڑھے

پس ہر ایک کو اطلاع نیز حضرت شیخ محمد رم کو اسکی اطلاع نہ کی گئی۔ قاسم برید کا پیغام پہونچنے سے پہلے حضرت نے میرے چھوٹے بھائی بدر الدین کو بلا کر فرمایا کہ میں کل جامع مسجد جاؤں گا۔ اسباب جہیا رکھیں اور ہمراہ چلنے کو مستعد ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کبھی جمعہ کو دوسری جگہ تشریف نہیں لے گئے مگر آج کیا باعث ہے کہ حضرت جامع مسجد تشریف لیجانے کا عزم فرماتے ہیں حضرت نے جواب دیا کہ ہم بندۂ محکوم ہیں جو اسکی رضا ہوا سپر عمل کرتے ہیں۔

یہ ذکر ہو رہا تھا کہ قاسم برید کے آدمی اطلاع دینے آئے۔ غرض جب بروز جمعہ حضرت جامع مسجد پونچے تو وہاں قاسم اور تمام مشائخ بید ر پہلے سے آئے ہوئے تھے حضرت منبر کے نزدیک اپنا مصلّی بچھوا کر بیٹھے۔ بعض متعصب مشایخ نے قاسم برید سے کہا کہ حضرت کو حکم دیں کہ وہاں سے اٹھکر نیچے آ بیٹھیں کیونکہ انہیں حق نہیں کہ ہم سے اونچے درجہ پر بیٹھیں چونکہ قاسم برید خود بے بصر تھا اور حضرت کے حالات و مقامات سے واقف نہ تھا اپنا آدمی حضرت کے پاس بھجوایا کہ آپ یہاں سے اٹھیں اور نیچے آکر بیٹھیں حضرت نے جواب میں اس آدمی سے کہا کہ اپنے بادشاہ سے کہو کہ تکبر و غرور کا خیال مجھ میں نہیں ہے میں اللہ تعالے کے حکم سے اس جگہ بیٹھا ہوں۔ بادشاہ کے حکم سے یہ جگہ چھوڑ کر نیچے نہیں بیٹھ سکتا۔ آدمی نے واپس جاکر عرض کیا۔ بادشاہ نے پھر کہلا بھیجا کہ وہاں سے اٹھیں حضرت نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا تیسری مرتبہ بادشاہ نے غضبناک ہوکر بلند آواز سے کہا جسکو حضرت نے بھی سنا۔ حضرت بھی جلال میں آئے اور ایک نظر ایسی ڈالی کہ بادشاہ کے رگ و پے سے پسینہ جاری ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ غش کر جائے۔ یہ حالت دیکھکر میاں خدا بخش جو حضرت کے خلفاء میں سے تھے فوراً دوڑے آئے حضرت کی خدمت میں عذر خواہی اور شفاعت کرنے لگے۔ حضرت نے انکی شفاعت قبول کی اور ایک نظر رحمت ایسی ڈالی کہ بادشاہ کی حالت سنبھل گئی وہ اپنی گستاخی پر نہایت پشیمان ہوا اور خود آکر حضرت کے پائے مبارک پر گرا اور عذر و انکسار و تجزیے شمار سے اپنے خطا کی معافی مانگنے لگا حضرت نے فرمایا کہ میں نے تم کو معاف کیا لیکن بار دیگر کسی فقیر کیساتھ گستاخی نہ کرنا۔ بادشاہ تائب ہوکر آپکا معتقد ہوا اور بارہا کہا کرتا تھا کہ ملک دکن میں دو شخص ہیں ایک حضرت شیخ محمد رم قادری ملتانی اور دوسرے حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ۔ واللہ اعلم بالصواب

سینتالیسویں حکایت

شیخ بدر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ بادشاہ وقت قاسم برید کا بیٹا امیر برید مجھ سے نہایت اعتقاد رکھتا تھا جب اوس کا باپ قاسم برید سخت مرض میں مبتلا ہوا تو امیر برید میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ اپنے والد بزرگوار صاحب اسرار سے پوچھیں کہ میرے والد اس مرض سے جانبر ہونگے یا نہیں میں نے قاسم برید کے مرض کا حال عرض کرکے نتیجہ دریافت کیا۔ حضرت نے یہ سنکر سر جھکایا اور بہت دیر تک مراقبہ میں رہے پھر آپ نے سر اوٹھا کر فرمایا کہ اس مرض سے عرصہ قریب میں اسکو شفائے کامل حاصل ہوگی میں نے یہ مژدہ جاں فزا امیر برید سے کہا خدا کی قدرت ہے جیسا کہ حضرت والد نے فرمایا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں قاسم برید کو شفائے کلی حاصل ہوی۔

ایک زمانہ دراز کے بعد قاسم برید پھر اسی مرض سے بیمار ہوا اسوقت بھی اس کا بیٹا امیر برید میرے پاس آیا

اور اوسکے متعلق مجھے حضرت سے استفسار کرنے کی ترغیب دی میں بار بار حضرت کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتا تھا لیکن
امیر برید کے زیادہ اصرار کرنے سے مجبور ہو کر حضرت والا کی خدمت میں گیا اور نہایت ادب سے عرض حال کرکے نتیجے کے
اظہار کی استدعا کی اس واقعہ حضرت سنتے ہی غضب میں آگئے اور فرمایا کہ کیا تو نے مجھے منجم سمجھا ہے جو بار بار آکر اس معاملے
کو مجھ سے پوچھتا ہے جن باتوں کو خدا نے پنہاں رکھا ہے ان باتوں کو ظاہر کرنا ہرگز سزاوار نہیں اس ارشاد سے میں
سمجھ گیا کہ حضرت کو نتیجہ آخر کی خبر ہے لیکن وہ مجھ سے کہنا نہیں چاہتے۔ میں اسوقت خاموش ہو رہا۔ دوسری دفعہ
خوش وقتی کا موقع دیکھکر وہی بات پھر دریافت کی حضرت نے فرمایا کہ قاسم برید کا مرض مرض موت ہے میں نے اس خبر سے
امیر برید کو آگاہ کیا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ قاسم برید اسی مرض سے فوت ہوا۔ حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ جب
حضرت نے یہ راز مجھ پر ظاہر فرمایا تو آپ حجرۂ مطہرہ سے وضو کیلئے باہر تشریف لائے آپ کے پیر میں لکڑی کے کھڑاؤں تھے
اسوقت ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت کا پیر مبارک بے اختیار پھسلا اور وجود مبارک کو صدمہ پہونچا مجھے آپ نے بلا کر فرمایا
حق تعالیٰ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا تھا لیکن تیری خاطر میں نے ظاہر کیا پس اوسی کی نحوست سے مجھے یہ صدمہ پہنچا۔

اڑتالیسویں حکایت

شاہ عالم سے نقل ہے کہ جب قاسم برید کے مرض نے طول کھینچا اور لوگوں کو اسکی صحت سے
ناامیدی ہوئی تو امیر برید کے اتالیق اختیار خاں نے امیر برید سے کہا کہ آپ کے والد کے
انتقال کا وقت قریب پہونچا ہے اونکی وفات کے بعد یقین ہے کہ تمام ارکان سلطنت آپ کے بڑے بھائی کو
بادشاہ بنائینگے۔ اور جب وہ بادشاہ ہوگا تو ممکن ہے کہ وہ آپ کو جانی گزند پہونچائے۔ پس بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے
والد کی زندگی میں اس مقام سے نکل جائیں ورنہ اوسوقت جانا بھی ناممکن ہوگا۔
امیر برید کو اختیار خاں کی نصیحت پسند آئی سفر کا اسباب مہیا کرکے شہر بیدر سے روانہ ہوا اسوقت اس کا گذر
سیتی باغ سے ہوا اتفاق کی بات تھی کہ حضرت شیخ محمدؒ بھی اس باغ میں تشریف فرما تھے امیر برید نے حضرت سے
اجازت حاصل کرکے جانا مناسب جانا اور قدم بوسی سے مشرف ہوکر عرض حال کیا۔ حضرت ایک طویل عرصہ تک مراقبہ
میں سرنگوں رہے اسکے بعد سر اوٹھا کر آپ نے چند کھجوریں امیر برید کو عنایت کیں اور فرمایا کہ شہر میں واپس جاؤ اور اپنی
جگہ پر رہو۔ میں نے اس ملک کی بادشاہی تم کو دی پس امیر برید وہاں سے اپنے مکان کو واپس آیا اختیار خاں نے
واپسی کا سبب پوچھا امیر نے تمام حقیقت کہہ سنائی اختیار خاں حضرت کے سرفراز فرمانے کا حال سنکر خوش ہوا اور کہا
کہ میں مبارکباد دیتا ہوں کہ تم بے شک بادشاہ ہوگے حضرت کا فرمانا ضرور صحیح ہوگا۔
چند روز کے بعد تمام ارکان دولت نے قاسم برید کے مرض کو مرض موت دیکھکر باہم مشورت کی کہ قاسم برید کے
انتقال کے بعد بادشاہی کسے تفویض کیجائے انہوں نے بادشاہ کے بڑے لڑکے کو شائستہ روزگار اور بادشاہی کے
لائق نہ پایا ہر ایک نے امیر کے تقرر پر اتفاق کیا اور قاسم برید کے وفات کے بعد امیر برید ہی کو تخت سلطنت پر بٹھایا

پس امیر برید بادشاہ ہوا اور حضرت کا قول پایۂ تصدیق کو پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب

انچاسویں حکایت

شیخ بدرالدین سے نقل ہے کہ بادشاہ وقت امیر برید نے حضرت شیخ محمد رح سے ملاقات کا ارادہ کرکے اپنے مقرب امان اللہ کو میرے پاس روانہ کیا اس نے امیر کے آنے کی خبر دی اور مجھ سے یہ بھی کہا کہ آپ اپنے والد بزرگوار سے عرض کریں کہ امیر بادشاہ ہے اسکے ساتھ بے پروائی سے گفتگو نہ فرمائیں میں حضرت والد کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت آپ مسجد میں وضو فرمارہے تھے بعد وضو جو کچھ مجھ سے امان اللہ نے کہا تھا عرض کیا حضرت سنتے ہی غضب میں آگئے اور فرمایا کہ مجھے بادشاہ کی پروا نہیں۔ تیس برس کا زمانہ گزرا اسوقت سے اب تک میرا یہ حال چلا آرہا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کے حکم کے بغیر کوئی بات زبان سے نہیں نکالی اور کوئی کام اسکی رضا کے بغیر نہیں کیا یہ کہکے حضرت نے نماز ظہر ادا فرمائی اور وظائف وغیرہ سے فراغت پاکے آپ اپنی جگہ بیٹھے ہی تھے کہ امیر برید آپہونچا اور قدم بوسی سے مشرف ہوکر آپ کے آگے مودب بیٹھ گیا آپ نے نصیحت فرمائی کہ انسان کو دنیا کی دولت پر فخر نہ کرنا چاہئے مال و دولت کی محبت میں آخرت کو بھولنا نہ چاہئے دنیا دوروزہ اور بے ثبات ہے آخر سب فنا ہونیوالے ہیں۔ شعر۔ کارخانے جتنے ہیں دنیا کے سب ہیں بے ثبات ؎ آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا جو شخص دنیا میں گرفتار اور خواہشات دنیا میں مبتلا ہوتا ہے وہ حق تعالی سے دور ہوجاتا ہے اور آخرت میں بھی بے نصیب رہتا ہے قیامت کے دن ایسے لوگوں کا جیسا کچھ انجام ہونے والا ہے اسکو ایسے مؤثر الفاظ میں بیان فرمایا کہ امیر برید اور جملہ حاضرین زار زار رونے لگے حضرت کے خاموش ہوتے ہی سب پر سکوت طاری ہوا کچھ دیر کے بعد امیر نے اجازت چاہی اور حضرت کے قدموں کو بوسہ دیکر رخصت ہوا اور مجھ سے ملکر کہا کہ جب تک میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا رہا میرا دل لرز رہا تھا اور مجھے خیال نہ تھا کہ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں۔ اب میں حضرت کی صحبت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ تو پھر وہی غرور شاہی اپنے میں پارہا ہوں میں نے کہا کہ یہ حضرت کی صحبت اور اونکے ارشاد کا اثر تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

پچاسویں حکایت

آنحضرت کی نیک بخت خادمہ زینب سے نقل ہے کہ بادشاہ وقت سلطان محمود بہمنی کا اتالیق نعمت خان حضرت کا مرید تھا وہ حضرت کے فقر و ریاضت کی حالت مشاہدہ کرکے اور اپنی محبت و اعتقاد سے جو خوراک سلطان کے دربار سے اسکو ملتی وہ حضرت کی خدمت میں بھجواتا لیکن حضرت اس میں سے کوئی چیز تناول نہ فرماتے اور اپنے تمام فرزندوں اور اہل خانہ کو بھی کھانے نہ دیتے بلکہ وہ سب غذا فقیروں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے ایک روز مجھ کو خیال ہوا کہ اگر یہ غذا حضرت خود تناول نہیں فرماتے تو اپنے فرزندوں وغیرہ کو کیوں نہیں کھلادیتے کہ ان پر فاقہ پر فاقہ گزرتا ہے ابھی یہ بات میرے دل میں تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور وہ غذا بھی منگوائی اسکو اپنے ہاتھ میں لیکر نچوڑا تو اس سے خون ٹپکنے لگا میں یہ دیکھکر نہایت متحیر ہوئی اور حضرت سے اسکی حقیقت پوچھی آپ نے فرمایا کہ بادشاہوں کے گھر کا کھانا مشکوک ہوتا ہے وہ آدمیوں کا خون اپنے اوپر لیتے ہیں

لیکن اس سے بے خبر رہتے ہیں اسلئے میں نہیں چاہتا کہ میں اور میرے متعلقین اسکے کھانے سے ماخوذ ہوں مگر فقرائے پریشان حال ایسی غذا کو ہضم کر سکتے ہیں اور عارف لوگ جب حلال سے ہی احتیاط کرتے ہیں تو وہ حرام کو کب چھوتے ہیں

اکاونواں چٹکا

شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ جب عادل شاہ شہر بیدر پر حملہ آور ہوا تو ساکنان شہر نے بڑے حصار میں پناہ لی حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے پدر بزرگوار سے عرض کرو کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم بھی سب لوگوں کی طرح بڑے حصار میں جا رہیں تاکہ ظالموں کے ہاتھ سے پناہ ملے میں حضرت کی خدمت میں گیا اور جو کچھ والدہ صاحبہ نے فرمایا تھا عرض کیا حضرت نے کچھ دیر تک سر نگوں رکھا اور پھر سر اوٹھا کر فرمایا کہ خدا سب کا حافظ و نگہبان ہے جب وہ قیامت کے دن مجھکو اور میرے اہل و عیال کو رسوا نہ کریگا تو اس جہان میں وہ کیوں بے عزت کرنے لگا پس تم اپنی والدہ سے کہو کہ وہ خاطر جمع رکھیں اور اپنی جگہ موجود رہیں آخر ہم اپنے مکان ہی میں رہے اگرچہ عادل شاہ کے لشکریوں نے باشندوں پر بہت ظلم و زیادتی کی لیکن ان میں سے ایک شخص بھی ہمارے گھر کے گرد نہ پھٹکا۔ واللہ اعلم بالصواب

باونواں چٹکا

شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ عماد شاہ اور اسکے بھائی نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کے درمیان جنگ قرار پائی عماد شاہ حضرت کے قدوم فیض لزوم کی آرزو کرکے ایک خط بھجوایا اس میں بہت ہی عجز و انکسار کے ساتھ اپنا شوق دیدار ظاہر کیا لیکن حضرت نے اسکی استدعا قبول نہ کی مجھے اور میرے بھائی مخدوم جی کو اسسے ملاقات کا حکم دیا۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم کو جانے میں عذر نہیں۔ لیکن عماد شاہ آدمی بزدل ہے جب جنگ کرتا ہے شکست کھاتا ہے اگر وہ اس دفعہ بھی شکست کھائیگا تو ہماری کوئی قدر نہ رہیگی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ تمہارا قدم اسکو مبارک ہوگا۔ حضرت کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ درحقیقت اسکی فتح ہونے والی ہے ہم دونوں بھائی ادہر روانہ ہوئے اور جب عماد شاہ کے پاس پہونچے تو اس سے حضرت کا ارشاد بیان کیا۔ اور فتح کی خوش خبری دی وہ اس بشارت کے سنتے ہی خوش ہوکر میدان جنگ میں گیا اور حضرت کے فرمانیکے بموجب مظفر و منصور واپس آیا اور ہمیں بہت سے تحائف و نذر دیکر نہایت عزت و منزلت سے واپس کیا۔ واللہ اعلم

ترپنواں چٹکا

مولانا داود سے نقل ہے کہ اس زمانے میں مولوی میر عبدالادل دانشمند زمانہ اور علامۂ یگانہ تھے۔ ایک روز میں انکی مجلس میں حاضر تھا انہوں نے مجھ سے کہا کہ تمام عمر میں مجھ سے صرف پانچ مسئلے حل نہ ہو سکے اونکو علمائے دہلی و گجرات و دکن سے دریافت کیا لیکن کسی نے بھی جواب باصواب نہ دیا چونکہ میں حضرت شیخ محمد رحمہ پر اعتقاد کلی رکھتا تھا میں نے کہا کہ اگر میں ان مسائل کو حل کرا کر لا دوں تو آپ مجھے کیا انعام دینگے۔ کہا کہ ان مسائل پنجگانہ سے ہر ایک کے حل کیلئے تم کو ایک دینار دوں گا۔ پس انہوں نے وہ پانچوں مسئلے تحریر کرکے مجھے دیئے میں انکو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کرکے مسائل پیش کئے۔ آپنے اسیوقت پانچوں مسئلے

حل کرکے جوابات لکھدیئے۔ میں نے وہ جوابات میر عبدالادل کو دیئے وہ ان کو پڑھکر بہت خوش ہوئے اور مجھسے جو وعدہ کیا تھا اوسے وفا کیا۔ اسکے بعد وہ خود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملاقات سے مشرف ہوکر انہوں نے پوچھا کہ ان جوابات کی کیا سند ہے کسی کتاب کا حوالہ بتایا جائے۔ حضرت نے کتب کے نام بتاکر فرمایا کہ اونکے فلاں فلاں حاشیئے ملاحظہ کئے جائیں اوسیوقت وہ کتابیں منگوائی گئیں اور حاشیئے دیکھے گئے تو وہاں وہی عبارت جو حضرت نے تحریر فرمائی تھی موجود تھی۔ میر عبدالادل نہایت متحیر ہوئے اور کہا کہ حضرت عالم متبحر ہونے کے علاوہ قوت ولایت رکھتے ہیں اور اپنی صفائی باطن سے مشکلات کا انکشاف فرماتے ہیں۔ پس میر عبدالادل آپ کے معتقد ہوگئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوبیسویں حکایت

علی خاں اور قوام الملک سے تعلق ہے۔ یہ دونوں آپس میں بھائی اور بادشاہ شہر بیدر کے وزیر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں بھائیوں کے کوئی اولاد نہ تھی۔ ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولاد کے متعلق اپنی آرزو ظاہر کی۔ یہ سنکر حضرت کچھ دیر تک مراقبہ میں سرنگوں رہے پھر سر اوٹھاکر قوام الملک کو لڑکے کی خوشخبری دی اور علی خاں کو دختر ہونے کی بشارت سنائی۔ ہم دونوں گھر واپس آئے اسی سال خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ہم دونوں کو اولاد بخشی۔ اور حضرت نے جس طرح فرمایا تھا اولاد پیدا ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پچیسویں حکایت

ایک روز حضرت شیخ محمدؒ اپنی جانماز پر بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ آپکی خدمت میں حاضر تھے اسوقت آپ یکایک حاضرین کی نظروں سے غائب ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ اپنی جگہ پر بدستور بیٹھے ہوئے نظر آئے لیکن آپ کی دونوں آستین بھیگی ہوئی تھیں۔ غایت رعب سے لوگ کچھ پوچھ نہ سکے لیکن وقت اور تاریخ اس واقعہ کی لکھ رکھی۔ عرصہ دراز کے بعد ایک روز حضرت کا ایک مرید خدمت میں حاضر ہوا اور بعد قدم بوسی جو نذرانہ لایا تھا وہ خدمت میں گذرانا۔ لوگوں نے اس سے نذر لانے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ایک کاروان کے ساتھ کشتی میں بیٹھا حج کے لئے مکہ معظمہ جارہا تھا دفعتہ باد مخالف کا زور ہوگیا۔ موجوں کے تھپیڑوں کا یہ زور ہوا کہ کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ تمام آدمی غرق ہوگئے میں بھی سمندر میں گرا اور غرق ہونے کے قریب تھا کہ مجھے اپنے شیخ یاد آئے اور میں نے حضرت سے استعانت چاہی اسوقت میں نے دیکھا کہ حضرت میرے سر پر پہنچے اور مجھکو دست مبارک سے پکڑ کر دریا سے کنارے پر لائے پھر میری نظر سے غائب ہوگئے۔ جب لوگوں نے یہ واقعہ سنا تو اس روز کی حالت یاد کی اس واقعہ کی تاریخ اور وقت وہی تھا جو اس روز لکھ لیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

بیت ئے قادری عجب مکن از جملۂ حسن نظر — شعلۂ عجیب روئے شاہ پر تو اگر

چھبیسویں حکایت شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ مسجد کی چھت جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے تھے ترٹ کی ہوی تھی۔ بارش کے وقت اس سے پانی اسقدر ٹپکتا تھا کہ کوئی اس کے نیچے کھڑا نہ رہ سکتا تھا۔ بارش کا موسم تھا۔ حضرت نماز جمعہ کے لئے مسجد میں آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے۔ دفعتہً بارش شروع ہوی اور زور سے ہونے لگی۔ مجھے فکر ہوی کہ حضرت پر پانی ٹپکنے گا۔ لیکن میں نے عجیب بات دیکھی کہ جب تک حضرت وہاں بیٹھے رہے ایک قطرہ بھی نیچے نہ ٹپکا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوکر تشریف لے گئے تو پانی پرنالے کی طرح اس جگہ بہنے لگا۔ واللہ اعلم بالصواب

ستائیسویں حکایت نیز شیخ بدرالدین فرماتے ہیں کہ لڑکپن میں انتہائے محتاجی سے ایک روز ہم پر تین فاقے گزرے۔ بھوک کی شدت سے مجبور ہوکر میں حضرت والد صاحب کے پاس گیا۔ اور حضرت کو خوش دیکھکر اپنے بھوک کی تکلیف بیان کی اور عرض کیا کہ کیا سبب ہے کہ حضرت نے اسقدر فقر اختیار فرمایا ہے اور ہماری فاقہ کشی قابل رحم ہورہی ہے یہ سنکر حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم کو بزرگان سلف کے حالات سے آگاہی نہیں۔ انہوں نے کیسی کیسی مشقتیں اٹھائیں۔ شکم پر پتھر باندھے اور مدتوں بھوک پیاس کی مصیبت جھیلتے رہے اور تم تین روز ہی میں چلا اٹھے۔ چونکہ بھوک کی آگ مجھ میں حد سے زیادہ بھڑک رہی تھی میری زبان سے نکلا کہ ان کے مقابلہ میں ہم کون ہیں کہ ان کے ساتھ برابری کریں۔ میرا یہ کلام حضرت کو بہت برا معلوم ہوا۔ فرمایا کہ یہ جہاں پردہ پوش ہے۔ جب پردۂ عالم اوٹھا دیا جائے گا تو جو حق ہے وہ عیاں ہوگا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ اس فقر کا کیا درجہ ہے۔ یہ دنیا تو کسی طرح گزر جائے گی۔ اس کے بعد پھر کبھی میں نے فاقوں کی شکایت حضرت سے نہیں کی۔

اٹھائیسویں حکایت راویان صادق کا بیان ہے کہ حضرت سید محمد گیسو درازؒ نے اپنے حکایات کی کتاب میں چند کلمات ان حالات ولایت پر مشتمل لکھے ہیں جو عالم وجد میں واقع ہوئے ہیں ظاہرا یہ حالات شرع شریف کے موافق نہیں ہیں اسی وجہ سے شیخ جانان نے جو عالم متبحر تھا ان حالات کو صحیح تسلیم کرنے سے انکار کیا اور سید ابوالحسن سے جو حضرت سید محمدؒ کے اولاد سے تھے کہا کہ آپ کے جد امجد ایسی باتیں فرما گئے ہیں جو شرع شریف کے خلاف ہیں اگر وہ شرع شریف کے مطابق ہیں تو اس کا ثبوت دیں ورنہ کفر کا اطلاق ہوگا۔ چونکہ سید ابوالحسن اپنے دادا جان کے حالات و مقامات کے واقف نہ تھے جواب سے عاجز ہوکر متفکر ہوئے۔ آپ نے اسی شب حضرت سید محمدؒ کو خواب میں دیکھا حضرت نے فرمایا اے فرزند اس زمانہ میں کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے کلام کے رمز و معانی کو بیان کرسکے مگر میرے بھائی شیخ محمدؒ جو دلی روزگار اور عالم اسرار ہیں۔ تم میری کتاب انکے پاس بھیجو وہ تم سے اسکے

مطالب صحیح طور پر شرع شریف کے موافق بیان فرمائینگے۔ جب سید ابو الحسن خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے خواب کی کیفیت لکھکر معہ کتاب حضرت کی خدمت میں روانہ کی۔ حضرت نے اس کتاب کی شروع سے آخر تک شرع شریف کے مطابق شرح لکھی۔ اور اسکے رموز نہانی کے حل اور مطالب و معانی کی شرح سے شیخ جاناں کو آگاہ کیا اور شرع شریف کے مطابق جملہ اعتراضوں کا جواب دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اٹھویں حکایت شیخ سالار سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک شخص سلیمان ڈہونڈی نامی تھا۔ اسکی عورت پر ایک سرکش جن فریفتہ تھا۔ بہت سے عاملوں نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ آخر الامر حضرت شیخ محمد رح کی خدمت میں حاضر ہو کر اسنے التجا کی کہ اسکی فریاد کو پہونچیں اور اس سرکش جن سے اسکی عورت کو نجات دلوائیں۔ حضرت شیخ نے مجھکو اپنے نزدیک بلاکر چند اسماء بتائے اور فرمایا کہ تم شہر کے باہر جنگل میں جاؤ۔ وہاں ایک دائرہ اپنے گرد کھینچکر بیٹھو اور ان اسماء کو پڑھو۔ اسوقت جنوں کی صفیں سامنے سے گزرینگی۔ تم انکی مہیب صورتیں دیکھکر نہ ڈرنا جب انکا بادشاہ تمہارے نزدیک آئے اور تم سے بلانے کا سبب دریافت کرے تو تم اسکے سامنے میرا نام لیکر کہو کہ میں نے تم کو اسکے پاس بھیجا ہے اور اس جن کے حاضر کرنے کیلئے کہا ہے جو فلاں عورت پر [illegible] ہے۔

پس میں جنگل کی طرف روانہ ہوا اور حضرت نے جیسے وا ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ایک دائرہ کھینچا اور اسکے اندر بیٹھکر اسماء پڑھنے میں مشغول ہوا۔ مہیب شکلوں کے ساتھ جنوں کی صفیں میرے سامنے سے گزرنے لگیں۔ انکی ہیبت مجھ پر اس قدر غالب ہوئی کہ قریب تھا کہ غش آجائے۔ اسی وقت میں نے حضرت شیخ کی آواز سنی۔ آپ نے اپنا دست تقویت میری پیٹھ پر پھیر کر مجھ سے فرمایا **لَا تَخَفْ اِنِّیْ مَعَکَ** (مت ڈرو میں تمہارے ساتھ ہوں) جسوقت میں نے حضرت کی آواز سنی تو اپنے میں ہمت و قوت محسوس کی اور یقین ہوا کہ حضرت میرے ساتھ ہمراہی تمام رکھتے ہیں پس میں دلیر ہو کر اسماء کے پڑھنے میں مشغول ہوا جب جنوں کی صفیں گذر چکیں تو انکا بادشاہ نمودار ہوا۔ وہ دائرہ کے پاس آکر گھوڑے سے اترا اور زمین کو بوسہ دیکر مستفسر ہوا کہ کس لئے طلب کیا ہے میں نے حضرت شیخ کا پیغام پہونچایا۔ اس نے نہایت تعظیم سے نام مبارک کی سماعت کی اور ارشاد مبارک کی اطاعت میں سر تسلیم خم کیا۔ اسی وقت خاص جنوں کو طلب کرکے اس سرکش جن کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ فوراً حاضر کیا گیا اسکو میرے سپرد کرکے بادشاہ روانہ ہوا میں نے اس سرکش جن کو اسماء اللہ کی برکت و قوت سے ایک شیشہ میں اتار کر مضبوط مہر لگادی اور اس شیشہ کو زمین میں دفن کردیا۔ وہاں سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کل ماجرا عرض کیا اور اس دن سے سلیمان ڈہونڈی کی منکوحہ نے اس سرکش جن کے ظلم سے رہائی پائی۔ واللہ اعلم بالصواب

ساٹھویں چمتکار

ایک طبیب سے نقل ہے۔ یہ ایک غریب آدمی تھے اور ہمیشہ عسرت سے پریشان حال رہتے تھے وہ ہر روز بال بچوں کی فکر معیشت میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت اونکو کچھ نہ کچھ عطا فرمایا کرتے تھے۔

وہ کہتے تھے کہ ایک روز بال بچوں کے کھانے کے لئے کوئی چیز گھر میں نہ تھی میں عادت روزمرہ کے موافق حضرت کی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ آپ حجرۂ مطہرہ میں آرام کر رہے ہیں۔ آپکی ملاقات میسر نہ ہونے سے مایوس ہوکر میں نے واپس جانا چاہا۔ اتفاقاً گھر کے صحن میں ایک چاندی کا تار پڑا دیکھا۔ اسوقت وہاں کوئی موجود نہ تھا اس لئے میں اس کو اوٹھا کر لے گیا اور اس روز کی خوراک اس سے مہیا کی۔

دوسرے روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ کل کوئی چیز مرحمت نہ ہونے سے بے نیل مرام واپس جانا ہوا۔ حضرت نے تبسم کرتے تھے ہوئے میری طرف دیکھکر فرمایا ایسا تو نہیں ہوا۔ انکار درست نہیں آپ نے اس نقرئی تار سے جو مجھے حجرہ کے صحن میں ملا تھا آگاہ فرمایا۔ میں اس بات سے متعجب ہوا کیونکہ میں سمجھے ہوئے تھا کہ میرے اس معاملہ سے خدائے عالم الغیب کے سوائے کوئی واقف نہ ہوگا الغرض میں نے حضرت کی روشن ضمیری کا اقرار کیا اور اپنی حرکت سے نادم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

اکسٹھویں چمتکار

شیخ محمد ہتو رحمۃ اللہ علیہ سے بعینہٖ منقول ہے۔ ایام صغر سنی ہی میں میری یہ آرزو تھی کہ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کروں میں نے اپنے والد سے یہ خواہش ظاہر کی وہ مجھے ہمراہ لیکر شہر بیدر کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں پہونچکر میں نے مرید ہونے کی استدعا کی۔ آپ نے مجھے مرید فرمایا۔ پس میں اوسوقت سے حضرت کی خدمت میں رہنے لگا جب حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تو آپ کی نعلین بغل میں رکھکر اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوجایا کرتا۔ اسی طریق پر میں اپنی عمر گذارتا تھا ان ہی ایام میں میری آنکھوں میں کچھ شکایت پیدا ہوی پلکیں جھڑ گئیں۔ آنکھیں نہایت سرخ ہوگئیں۔ میرے والد نے اس عارضہ کی حالت حضرت سے عرض کی۔ حضرت ہر روز دو وقت اپنا لعاب میری آنکھوں میں لگاتے تھے اور یہ عمل گیارہ روز تک جاری رکھنے کا آپ نے ارادہ ظاہر فرمایا تھا لیکن ابھی گیارہ روز ختم نہ ہوئے تھے کہ عارضہ جاتا رہا اور مجھے صحت کلی حاصل ہوی اب میری عمر سو سال کے قریب پہونچی ہے لعاب مبارک کی برکت سے آج تک آنکھ میں کوئی شکایت پیدا نہیں ہوی۔ واللہ اعلم بالصواب

باسٹھویں چمتکار

امین خاں سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک رات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اونچا کر کے مجھ سے فرمایا کہ ادھر دیکھو۔ میں نے دیکھا آپ نے پوچھا کیا دیکھا میں نے کہا مجھے حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے آپ نے

کہا پھر دیکھو میں نے دوبارہ دیکھکر عرض کیا کہ حضرت علی نظر آئے۔ آپ نے سہ بارہ دیکھنے کا حکم فرمایا تیسری بار دیکھکر عرض کیا کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رح نظر آئے۔ آپ نے فرمایا کہ تو ان تینوں حضرات کو علیحدہ نہ سمجھ اگرچہ تینوں تین وجود کا مظہر نظر آتے ہیں۔ لیکن ان تینوں کو ایک ہی وجود جان۔ یہ ٹھیک طور پہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت کی زندگی میں واقع ہوا یا آپ کے انتقال کے بعد۔ مگر آپ کا یہ قول احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوتا ہے اور نیز حضرت سید عبد القادر جیلانی رح کے اقوال کے موافق بھی ہے اور حضرت رسول صلعم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں فرماتے ہیں **لَحْمُكَ لَحْمِي وَدَمُكَ دَمِي جِسْمُكَ جِسْمِي** یعنے (تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرا خون میرا خون ہے۔ تیرا جسم میرا جسم ہے) اور اسی معنی میں حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانی فرماتے ہیں **بیت**۔ مصطفےٰ را مرتضیٰ واں مرتضیٰ را مصطفےٰ ؎ خاک در چشم دو جہاں دغا باید زدن۔

اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رح تمامی طور پر نسبت فرزندی حضرت رسول خدا صلعم کیساتھ حضرات سبطین الامام الحسن والحسین کی طرف سے رکھتے ہیں اور جو فرزند اپنے آبا کے حالات اور مقامات کا وارث ہو وہ یگانگی میں ان سے جدا نہیں سمجھا جاتا ہے **بیت** فرزند خلف حیات ثانی ست ؎ این نیست کہ عین زندگانی ست۔

خود حضرت سید عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے۔ کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنے (ہر ولی ایک نبی کے قدم پہ ہے اور میں اپنے دادا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں۔ پس وجوہات بالا سے یگانگت کی حقیقت سمجھ لینی چاہیئے۔

ترسٹھواں چرچا

حضرت شیخ محمد رح کے بعض ملازموں اور مریدوں سے نقل ہے کہ ایک روز ایک کامل جوگی اپنے تمام چیلوں کو ساتھ لئے ہوئے حضرت والا منقبت کی خدمت میں آیا اور اپنی قوت استدراج سے حضرت کے باطنی حالات میں تصرف کرنا چاہا جب حضرت کی نظر اس پر پڑی تو اسیوقت اوسکی قوت استدراج سلب ہو گئی۔ لرزاں و ترساں حضرت کے پائے مبارک پر اپنا سر رکھا اور نہایت عاجزی سے معافی چاہی۔ حضرت نے اسکو اس حال میں دیکھکر تبسم فرمایا اور توبہ کرا کر مسلمان کیا اور مرید بھی فرمایا۔ چند روز تک اس نے حضرت کی خدمت میں رہکر فیض حاصل کیا اور اسکے بعد حضرت سے رخصت لیکر واپس چلا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

چونسٹھواں چرچا

شیخ شہر اللہ کہتے ہیں کہ بہادر شاہ گجرات سنہ ۹۳۵ھ میں بلاد دکن کی طرف متوجہ ہوا ان ایام میں حضرت شیخ محمد رح بیمار تھے اور رحلت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے حضرت کے کل فرزند تمام مرید اور اکثر معتقد آپس میں متفق ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم پر دو حادثے واقع ہوئے ہیں پہلا یہ ہے کہ آپ ہمکو داغ مفارقت دینے والے ہیں دوسرا یہ کہ بادشاہ گجرات نے لڑائی کے لیے چڑھائی کی ہے اور بھاری خوں ریزی اور تباہی و بربادی پر آمادہ ہوا ہے۔ چونکہ حضرت اللہ تعالیٰ کے پاس قدر و منزلت

رکھتے ہیں۔ اسکی عالی بارگاہ سے اپنی زندگی آپ زیادہ کراسکتے ہیں اور ایسے تہلکہ کے وقت ہمکو حضرت بیوسیلہ چھوڑ کر نہ جائینگے۔ حضرت یہ سنکر ایک ساعت تک مراقبے میں سرنگوں رہے بعدہ سر اوٹھاکر فرمایا۔ میں نے عمل کیا جیسا شیخ صدیق مینی نے کیا تھا مگر انہوں نے بہت کیا تھا میں تھوڑا کرتا ہوں۔

مخبران پیشین شیخ صدیق مینی کے قصہ کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کے ایام معیشت اختتام کو پونچے تو اپنے فرزند کو صغیر و نابالغ دیکھکر اپنے بھائی کو بلایا اور فرمایا کہ میں تم کو اپنی جگہ دیتا ہوں تم میری سجادگی قبول کرو اور حسبقدر پیری مریدی کے کام ادا کرتے ہوں اونکو بجالاؤ۔ آپ کے بھائی نے یہ عذر پیش کرکے کہ یہ کام دشوار ہے انکار کیا اس پر شیخ صدیق مینی نے فرمایا کہ جب تم قبول نہیں کرتے ہو تو میں نے اپنی موت کو متوقف کیا میں اسوقت مرونگا جبکہ میرا بیٹا بالغ ہولے اور امور ارشاد و ہدایت کو انجام دینے کے قابل ہو جائے اس واقعہ کے بعد آپ بارہ برس تک زندہ رہے جب آپ نے بیٹے میں قابلیت دیکھی تو اوسکو کل امور کی تعلیم فرمائی اور اپنی جگہ بٹھاکر آپنے انتقال فرمایا۔ پس اس طرح حضرت شیخ محمد رحمۃ کو اسوقت سے صحت کامل ظاہر ہوی اسکے بعد آپ نے ایک مدت تک صحت و سلامتی کے ساتھ زندگی بسر فرمائی۔ واللہ اعلم بالصواب

پیسٹھویں حکایت

یہ حکایت حضرت کے بعض اقوال و افعال اور حالات و کرامات پر جو آپ کے زمانہ وصال تک واقع ہوئے اور ان امور پر جو آپ سے فوق العادت ظاہر ہوئے مشتمل ہے۔

پہلی نقل

حضرت کے تمام صاحبزادوں۔ مریدوں اور معتقدوں سے نقل ہے کہ جب گجرات کا بادشاہ بہادر اپنے ملک کو واپس گیا تو اوسکے آنے سے جو غوغائے عظیم برپا ہوا تھا وہ موقوف ہوگیا ہر شخص امن وچین سے اپنے کام انجام دینے لگا۔ تین ماہ کے بعد رمضان المبارک سنہ ۹۳۵ھ میں پھر حضرت علیل ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں نے آجکی رات خواب میں دیکھا کہ میرے لئے عالم بالا سے بلاوا آیا ہے اور فرشتے مجھے اپنے کاندھوں پر اٹھائے آسمان کی طرف لئے جارہے ہیں دوسرا خواب آپنے اس طرح بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ کل اولیا اللہ تعالیٰ میرے پاس جمع ہوئے ہیں اور مجھے رخصت کررہے ہیں۔

آپ کے تیسرے خواب کا اظہار اس طرح ہوا کہ میاں خدابخش آپ کے خلفا میں سے تھے وہ کسی جگہ جانے کا ارادہ کرکے رخصت ہونے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت چاہی حضرت نے ان سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تم اور میں ایک ہی مقبرہ میں ہیں۔ لیکن تم وہاں سے چلے گئے اور میں سکوت کرکے وہیں رہ گیا۔ میاں خدابخش نے آپکے اس فرمانیکا مطلب نہیں سمجھا اور چلے گئے۔ آپکی وفات کے بعد معلوم کیا تو ہاتھ ملتے رہگئے۔ اون دنوں حضرت کی زبان پر یہ بیت جاری تھی۔ بیت

ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم ٭ باز ہماں جا رویم منزل ما کبریاست۔

پس حضرت سے یہ کلمات سنکر ہم سب کو یقین ہوا کہ اب حضرت سفر آخرت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ سب لوگ متفق ہوکر حضرت کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اس بار بھی حضرت اپنے سفر آخرت کو مثل شیخ صدیق میں کے متوقف کریں آپ نے جواب دیا کہ عالم کی گرانی مجھ پر ہے۔ جب مجھے چھوڑ دوگے تو گرانی عالم کی عالم پر رہیگی۔ اور فرمایا کہ اسوقت مجھے معذور رکھیں کیوں کہ میرا دوست مجھے بلا رہا ہے اور میں بھی دیدار کی غایت اشتیاق سے انتظار کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے ہر ایک کو تسلی دی اور فرمایا کہ میں تم سب کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے حوالے کرتا ہوں۔ میں نے اپنا سجادہ مخدوم جی کو دیا آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ اور اپنے صاحبزادوں کو تسلی دیکر فرمایا کہ میں نے تم سب کو خدا کے سپرد کیا۔ تم میرے قاعدہ اور میری سیرت پر رہو مخدوم جی آپکے بڑے صاحبزادہ نے پوچھا کہ حضرت نے فرمایا کہ میری سیرت پر رہو مگر ہمسے حضرت کا طریقہ اختیار کرنا اور اس پر استقامت کرنی کیسے ممکن ہے حضرت نے جواب دیا کہ اگر تمہیں میرے باطن پر دسترس حاصل نہ ہو تو تم میرے قاعدہ ظاہری پر مستقیم رہو اسکی توفیق سے انشاء اللہ میرے احوال باطنی بھی تمہیں میسر آئینگے اور فرمایا کہ جیسا ہمارے حضرت شیخ کی خانقاہ کے کاروبار جاری ہیں آئندہ بھی یہ اسی طرح جاری رہیں آپ نے ماہ رمضان المبارک ۹۳۵ھ کی ۲۷ تاریخ کو یہ وصیت نامہ لکھکر دیا اور اس پر ثابت رہنے کیلئے بہت تاکید فرمائی۔

تم سنت رسول اللہ اور صحابہ کے اقوال پر عمل کرو اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رح کی متابعت حال اور قال میں قائم رکھو۔ میں نے اپنے چاروں بیٹوں مخدوم جی۔ شیخ اسمٰعیل۔ شیخ اسحاق اور شیخ بدرالدین کو خلافت قادریہ اور اجازت مطلقہ دی تاکہ وہ بندگان خدا کو ہدایت کریں۔ فقیروں کی خدمت کریں۔ جادۂ شریعت پر مشغول بھی رہیں۔ خدا کی محبت اور اسکے عشق و عرفاں میں کوشش کریں۔ ہر حالت میں اپنا اصلی مقصود حق تعالیٰ ہی کو بنائیں شب و روز اوسکی عبادت اور اطاعت میں گزاریں۔ دنیا میں مشغول ہوکر خدا کو نہ بھولیں۔ دنیا کی طمع کو دل میں جگہ نہ دیں عشق و عرفاں کی راہنمائی میں وہی سلوک مرعی رکھیں جس طریق پر حضرات قادریہ نے اسکو جاری کیا ہے اور جسکی مشائخ قادریہ نے تقلید کی ہے۔ ان ہی طریقوں کی خود پیروی کریں اور انہی کی دوسروں کو تلقین کریں۔ سب اتفاق سے رہیں۔ اور اپنی والدہ کا کہنا مانیں۔ انکی رضا کو عین میری رضا جانیں۔ فقرا سادات اور آنے جانے والوں کی ہمیشہ خدمت کرتے رہیں۔ کسی کا دل نہ دکھائیں۔ کسی کو تکلیف نہ دیں۔ حسن خلق مروت تواضع۔ توکل اور قناعت کو اپنا پیشہ بنائیں۔ خدا سے اخلاص کے ساتھ اور خلق اللہ کے ساتھ راستی سے معاملہ کریں۔ اور تم سب بھائی ہمیشہ کار دین میں متفق رہنا۔ اور پانچوں وقت جماعت سے نماز پڑھا کرنا اور ہمارے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رح کے ملفوظات پر عمل پیرا ہونا۔ اور دونوں جہاں کے مہمات میں خدا پر

توکل اور اعتماد رکھنا۔ کیونکہ وہی سب سے زیادہ قوی مددگار سب سے زیادہ ہدایت کرنے والا۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ بس وہی عبادت کے لائق ہے۔

جب آپ نے ماہ رمضان کے روزے ختم کئے اور نماز عید پڑھی تو تمام قبیلہ والوں کو عید منانے کیلئے فرمایا اور حکم دیا کہ نماز کا مصلیٰ اور گل بستہم اٹھا دی جائے آپ تمام کو وداع کرکے ذکر خدا میں مشغول ہوئے۔ اسی اثناء میں الا إنّ اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون کی خوشخبری آپ کے گوش ہوش میں پہنچی۔ اور یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة کی ندا سنائی دی۔ آپ نے ان کلمات کی اجابت میں سر تسلیم خم کیا آپکا طائر روح قفس وجود سے نکلکر گلشن وصال الٰہی کی طرف پرواز کر گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

م قطبی بروز عید ہوشید جلد کفن آپ کا وصال پہلی تاریخ ماہ شوال ۹۳۵ھ عید کے دن ہوا۔ تاریخ وفات ایک بزرگ نے یہ نکالی ہے۔

نعیلم معرفت ور اہل عرفان — بجستم سال تاریخ وفاتش
محمد شاہ ملتانی ست بکامل — ندا آمد کہ مولیٰ گشت واصل

اس واقعہ جانکاہ سے تمام فرزندوں مریدوں اور معتقدوں کو بیحد غم ہوا۔ حضرت نے بوقت رحلت فرمایا تھا کہ مجھے بعد انتقال شیخ نظام ہتوڑی غسل دیں لیکن وہ اسوقت وہاں موجود نہ تھے اپنے موضع کو گئے ہوئے تھے اپنی صفائی باطن سے یہ واقعہ معلوم کرکے وہ فوراً پہونچے اور حضرت کو غسل دینے کی دولت سے مشرف ہوئے تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آپ کے والد مخدوم شیخ ابراہیم قدس سرہٗ کے مرقد کے تحت میں آپ دفن کئے گئے۔

دوسری نقل منقول ہے کہ سید عقیل نامی ایک بزرگ اشرف روزگار اور صاحب اقتدار تھے حضرت شیخ ہمیشہ انکی تعظیم کیا کرتے تھے جب کبھی وہ آپکی قدم بوسی کیلئے پیش قدمی کرتے تو آپ ان کو اپنے پاؤں چھونے نہ دیتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت کے رحلت کی خبر سنی تو زار زار روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اسوقت حضرت کو غسل دے کر آراستہ دیکھکر اپنا سر حضرت کے قدم مبارک کے نزدیک لے گئے۔ فوراً حضرت نے رسم قدیم کے موافق دونوں پاؤں اپنی طرف کھینچ لئے۔ اسوقت تمام حاضرین نے آپکو منع کیا کہ دوبارہ ایسا قصد نہ کریں۔ اور کہا کہ حضرت صاحب مقامات کی تفضیح و فات نہ ہو مصداق اس آیۃ کے الا انّ اولیاء الله لا یموتون بل ینتقل من دار الی دار آپ کو مردہ ہوؤں میں نہ سمجھیں۔

تیسری نقل شیخ بدر الدین فرماتے ہیں کہ ایک نیک مرد نے مجھے خبر دی کہ میں حضرت شیخ محمد رح کے گنبد کے چبوترے پر سو رہا تھا۔ رات کے تیسرے حصہ میں جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک مرد نورانی گنبد سے باہر آیا اور میرے نزدیک آکر اور اپنا دست شفقت میری پیٹھ پر پھیر کر فرمایا کہ مت ڈرو میں اس مقبرہ کا والی شیخ محمد ہوں۔
آپ اس جگہ سے اپنے والد شیخ ابراہیم کی قبر پر تشریف لے گئے وہاں زیارت کی اپنے قرب و جوار کے قبروں پر فاتحہ پڑھا۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے اسوقت جو کچھ دیکھا ہے اسے ضرور پوشیدہ رکھو۔ ورنہ یہ اسرار دوبارہ نظر نہ آئینگے۔ حضرت شیخ بدر الدین فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو ملامت کی کہ تم نے مجھسے کیوں کہا۔ اب تم کو دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا یہ سنکر وہ شخص نادم ہوا اور اس کے بعد اس نے پھر حضرت کو نہیں دیکھا۔

چوتھی نقل شیخ شہر اللہ سے نقل ہے کہ جب حضرت شیخ محمد رح کا گنبد مبارک شہید کیا گیا تو اس وقت میں بلگانو میں تھا وہاں ایک شخص شہر بیدر سے آیا اور اس نے گنبد مبارک کی شکست کی دل شکن خبر دی۔ مجھے نہایت غم ہوا میں اسی فکر میں تھا کہ ایک رات خواب میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم کس فکر میں ہو یہ فکر کرنے اور دم مارنے کا مقام نہیں۔ یہ عاشق و معشوق کی باتیں ہیں طالب و مطلوب کے رمز ہیں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو یہ قدیم بیت جو یاد تھی پڑھی۔ **بیت**

کجا قادری را دہیں چون و چرا
چو اللہ بفعل کند ما یشاد

پانچویں نقل منقول ہے کہ حضرت نے اپنے روضہ منورہ کے قرب و جوار کی زمین بر سبیل انعام خالق الانام سے اس استدعا کے ساتھ مانگ لی تھی کہ جو شخص اس میں مدفون ہو وہ عذاب قبر سے امین رہے۔ یہ رعایت خاص مسلمان اور ایمان والوں کے لئے ہے مشرکوں کے لئے نہیں۔
واضح رہے کہ حضرت اپنے زمانے کے مقدس و بے مثل بزرگ اور ولی کامل تھے تمام جہاں اور افاضل و اعیان آپ کے فضل کو مانتے تھے اور کہتے تھے کہ ملک دکن میں خدا کے فضل سے دو محمد گزرے۔ ہر ایک اپنے زمانہ میں بے مثل تھے۔ ان میں سے ایک حضرت شیخ محمد قادری اور دوسرے سید محمد گیسو دراز رح ہیں۔

چھٹی نقل نقل ہے کہ ایک روز ایک جہاندیدہ فقیر حضرت کی خدمت میں آیا وہ حضرت کی فضیلت و عظمت دیکھکر اکثر یہ بیت پڑھا کرتا تھا **بیت**۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ساتویں نقل امیر برید کی مجلس میں علماء فضلا جمع ہوتے تھے۔ ایک روز جبکہ بہت سے عالم اور فاضل

حاضر تھے۔ حضرت کے فضائل عالیہ و شمائل جلیہ کا ذکر چھڑا۔ ہر شخص اپنی واقفیت کے مطابق اوصاف بیان کرتا تھا
ان بزرگوں میں میاں خدا بخش بھی جن کو حضرت سے خلافت تھی موجود تھے آپ نے کہا کہ ہر چند آپ صاحبان
حضرت کا وصف بیان کرتے ہیں مگر اس سے اصل تعریف آپکی ظاہر نہیں ہوتی ہے آپ کی تعریف میں ہم سب کی
زبان قاصر ہے لیکن آپ میں ایک عیب بھی تھا۔ اگرچہ آپ ہر عیب سے پاک تھے یہ سنکر لوگ تعجب سے
پوچھنے لگے کہ وہ کون عیب ذات بابرکات میں تھا آپ نے کہا کہ وہ یہ تھا کہ حضرت کا ظہور ہمارے زمانہ میں ہوا
یہی بڑا عیب ہے کیونکہ ہمکو اتنی بصیرت نہیں کہ حضرت کے مدارج عالی کا اندازہ کرسکیں۔ اگر حضرت زمانہ گذشتہ
میں ہوتے تو جنید اور شبلی کہلاتے اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت اپنے وقت کے شبلی اور جنید ہی تھے اس بیانکو
تمام حاضرین نے تسلیم کیا۔

اٹھویں نقل

نقل ہے کہ سید محمد مہدی جونپوری ایک دفعہ بیدر آئے وہ اپنے آپ کو امام مہدی معہود کہا کرتے تھے
اب اونکی قوم کے لوگ جنہوں نے انکی مہدیت قبول کی ہے جا بجا رہتے ہیں۔ غرض جب
وہ بیدر پہونچے تو انہوں نے شہر کے باہر عیدگاہ کے نزدیک نزول فرمایا اور حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ
کی ملاقات کی آرزو کرکے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ حضرت نے اونکی آرزو قبول کرنے سے معذرت چاہی
لیکن اپنے چاروں فرزندوں حضرت شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی حضرت شیخ اسمٰعیل۔ حضرت شیخ اسحاق
اور حضرت شیخ بدرالدین کو آپ نے اجازت دی کہ وہ جاکر اون سے ملاقات کر آئیں اور یہ بھی فرمایا کہ ان سے
ظاہری ملاقات مقصود نہیں ہے پس چاروں صاحبزادے اس قطب دوران کے فرمانے کے بموجب اونکے
پاس گئے انکو دیکھتے ہی سید محمد صاحب نے استقبال کیلئے سبقت کی اور اونکو تعظیم و تکریم کیساتھ اپنے پاس
بٹھایا۔ آپس میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ چونکہ یہ چاروں حضرات اپنے والد بزرگوار کی فیض صحبت
سے آراستہ تھے سید محمد صاحب نے جس بات کا سوال کیا اس کا تشفی بخش جواب اُن حضرت نے نہایت معقولیت
سے دیا اور وہ جو اسرار درمیان میں لائے اسکو انہوں نے نہایت خوبی سے منکشف فرمایا۔ اسکے بعد سید محمد صاحب
نے حضرت شیخ محمد قبلہ کی بہت تعریف کی اور آپ کی ولایت پر گواہی دی۔

شیخ بدرالدین صاحب فرماتے تھے کہ جب ہم وہاں سے واپس ہوئے اور حضرت والد قبلہ کی خدمت
میں پہونچے تو میں نے آپ سے پوچھا کہ سیدی یہ صاحب جو محمد مہدی کہلاتے ہیں کیا فی الحقیقت حضرت
محمد مہدی معہود یہی ہیں؟ حضرت نے یہ سنکر کچھ دیر تامل کیا پھر فرمایا کہ جیسا ولایت میں قطبیت اور غوثیت
منازل یا مقامات ہیں ایسا ہی مہدیت بھی ایک مقام ہے اور یہ مقام اونکو حاصل ہوا ہے جس وقت وہ
اس مقام پر آتے ہیں تو اوسکی نشہ میں اپنے کو مہدی کہتے ہیں لیکن در اصل وہ محمد مہدی معہود نہیں ہیں۔

نویں نقل شیخ بدر الدین سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز عصر کے وقت حضرت والدی قدس سرہٗ راستہ پر کھڑے تھے اور تفریح کے طور پر آنے جانے والوں کا نظارہ فرما رہے تھے میں حضرت کی خدمت میں موجود تھا اسوقت میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کمبل لپیٹے ہوئے جارہا تھا۔ جب وہ ہمارے سامنے سے گذرا تو حضرت والدی قدس سرہٗ نے میری طرف نظر کر کے فرمایا کہ یہ آدمی جو جارہا ہے خدا کا ولی اور مردان غیب سے ہے میں نے اسیوقت چاہا کہ دوڑ کر اس سے ملوں مگر وہ میری نظر سے غائب ہوگیا۔ یہ بات مشہور ہے کہ جس شخص نے حضرت سے بیعت کی وہ کبھی بے توبہ نہ مرا اور جس نے آپ سے خرقۂ خلافت پہنا اور نعمت سے مشرف ہوا اس نے صاحب حالات و کرامات ہو کر عجائب و غرائب کا جلوہ دیکھا آپکے خلفا میں سے ہر ایک کو درجۂ عالی حاصل ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر اخلاق آنحضرت حضرت کے عادات ہمارے حضرت پیغمبر صلعم کے ان عادات کے مطابق تھے جو آیات اور احادیث سے پایہ ثبوت کو پونچی ہیں آپ ہمیشہ شرع نبوی صلعم سے موافقت اور اقوال و افعال میں رعایت ملحوظ رکھتے تھے در دنیا نہ صورت اور سیرت میں جیسا کہ چاہیے ثابت قدم تھے آپ لوگوں کو مرید فرماتے اور جن مرید کو لائق دیکھتے انکو خرقۂ خلافت پہناتے۔ بزرگان سلف کے طریق پر ارشاد فرماتے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحکے ملفوظات پر ثابت رہنے اور اون پر عمل کرنے کی وصیت کرتے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت شیخ کے ملفوظات جامع سلوک اور شافی ہیں اور طالب مبتدی۔ متوسط اور منتہی کی ہدایت کیلئے کافی ہیں۔

آپ ہمیشہ فقیروں اور ضعیفوں کے ساتھ نہایت غمخواری اور مہربانی سے پیش آتے۔ کسی سائل کا سوال ہرگز رد نہ فرماتے اور جو کچھ موجود رہتا اسکو بخش دیتے تھے۔ اپنے پیروں اور بزرگوں کا عرس کرتے۔ گانا سنتے اور جب آپ پر حالت ذوق و شوق طاری ہوتی تو آپ وجد و رقص بھی فرماتے تھے آپ شب زندہ دار تھے اور رات کو نماز معکوس بھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ صایم الدہر اور قایم اللیل تھے باریک کپڑا آپ کبھی نہیں پہنتے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنا حال پوشیدہ رکھتے تھے اور جب آپ نیند میں ہوتے تو آپ کے دست مبارک میں تسبیح گرداں اور زبان ذکر میں گویا رہتی تھی۔ دنیا کے چیزوں میں سے مثلاً انعام و جاگیر وغیرہ آپ قبول نہ کرتے مگر آپ کے مریدین اور معتقدین جو نذریں اپنی عقیدت دلی سے پیش کرتے وہ آپ قبول فرماتے تھے اور اسیطرح جو کچھ آتا اسکو اسی روز فقیروں میں تقسیم فرماتے تھے۔ دنیا دار اور سلاطین سے ملنے اور انبساط کی گفتگو کرنے سے آپ سخت نفرت فرماتے۔ اگر کوئی دنیا دار یا بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اسکو نصیحت فرماتے اور اسکے آگے دنیا کی مذمت بیان کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوا کھانا ہرگز نہ کھاتے۔ پانچوں وقت کی فرض نماز مسجد میں

جماعت کے ساتھ ادا کرتے اور اکثر اوقات آپ مسجد ہی میں نماز پڑھتے اور اپنے حجرہ کے اندر ذکر الٰہی میں ہر وقت مشغول رہتے تھے۔

حلیہ مبارک ۔ حضرت ضعیف الجثہ تھے آپکا رنگ سُرخ اور قد میانہ تھا۔ آپکی صورت نورانی تھی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے فصیح اللسان اور علامہ زماں تھے آپ کے چہرہ سے عظمت وہیبت کامل طور پر نمایاں تھی۔ آپ کے جلال وجمال کی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص آپکی صورت دیکھتا تو اسکو دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی وہ فوراً ہی سرنگوں ہو جاتا تھا حضرت کے اخلاق اور اوصاف اگرچہ حد بیان سے باہر ہیں لیکن اُن میں سے جو کچھ اس فقیر (مولف) کو پہونچے اور جنکی کامل طور پر تصحیح وتحقیق کی گئی ان کو اس کتاب میں لکھدیا ہے آپ کی مدح میں یہ چند اشعار ہوئے ہیں۔

مصدر جود وسخا ابر کرم شمس دیں — سرور اہل دو کون شاہ محمد یقیں
مصدر انوار حق مظہر آثار حق — معدن اسرار حق قطب زماں و زمین
معجزۂ عیسوی از دم او اشکار — میبری آنکہ یقیں ہمی اموات دیں
فیض از و یافتہ بر فلک سروری — گشت بر اوج کمال ماہ رخ بدر دیں
رونق ایام دیں زین وشہ نامدار — لیل ونہار شمس ضیا یافتہ از ہر دو ایں
ہست بشک پدر و عزت وثقی ز حق — دست بداماں او آمیتہ حبل المتین
قادری از فیض شان یافتہ نشو و نما — گشتہ بہر دو جہاں کام دہ و کامیں

ذکر حضرت شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی بن حضرت شیخ محمد قدس سرہ

پہلی حکایت شاہ جی صدر جہاں کہتے ہیں کہ میں شیعہ ہونے کی وجہ سے درویشان اہل تسنن سے اعتقاد نہ رکھتا تھا جب میں نے حضرت مخدوم جی کے فضائل علیہ وشمائل جلیہ سنے تو آپ کے دیدار کی طرف میرا دل مائل ہوا۔ ہر چند چاہا کہ تنہا در دولت پر حاضر ہو کر دولت دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوؤں مگر چونکہ میرے ساتھ جماعت کثیر تھی اس لئے تنہا جانے سے مجبور تھا آخر میں اور میرے تمام دوستوں نے حضرت کی زیارت کا قصد کیا اور امتحان کے طور پر یہ نیت قرار دی کہ اگر حضرت ہمارے پہونچتے ہی حضرت امام الاولیا امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کے فضائل اور مناقب میں کلام فرمائیں یا ہمارے پہونچنے سے پہلے فضائل بیان فرمارہے ہوں تو ہم یقین کرینگے کہ حضرت صاحب ولایت ہیں اور صفائی باطن رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ خلایق آپ کے بارے میں کہتی ہے وہ صحیح ہے۔

غرض اس نیت کے ساتھ ہم سب جب حضرت کی خدمت میں پونہچے تو ہم نے دیکھا کہ حضرت جانماز پر
تشریف فرما ہیں اور حاضرین سے حضرت امیر نامدار علیہ السلام کے مناقب بیان فرمارہے ہیں۔ ہم سخت متحیر
ہوئے۔ جب مجلس برخاست ہوی تو ہم آپ کے قدم مبارک پر گرے اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور اس
روز سے خدمت میں آنے جانے لگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری حکایت

نیز شاہ جی مذکور کہتے ہیں کہ میری بیوی حاملہ تھی مدت حمل تمام ہوی۔ دردزہ شروع ہوا اور
وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ لیکن ولادت نہیں ہوتی تھی۔ حالت مرنے کے قریب پہونچ
چکی تھی۔ میں نے چاہا کہ حضرت مخدوم جی کے پاس جاکر اور عرض حال کرکے آپ سے دعا کیلئے التماس کروں
اسوقت نصف شب گزر چکی تھی۔ میں جب خانقاہ کے دروازہ پر پہونچا تو اس کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا
اور حضرت کو اپنی خانقاہ میں روبہ قبلہ مشغول بحق پایا۔ قدم بوسی کے بعد دست بستہ کھڑا رہا۔ ایک ساعت
کے بعد آپ نے میری طرف دیکھا اس سے قبل کہ کوئی بات میں اپنی زبان سے کہوں آپ نے فرمایا کہ
جاؤ وضع حمل میں مردہ بچہ پیدا ہوا ہے لیکن زچہ کو کچھ مضرت نہیں جب میں نے یہ خبر حضرت سے سنی تو بہ تعجیل
تمام وہاں سے گھر آیا دیکھا تو واقعی مردہ بچہ پیدا ہوا تھا اور زچہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

میاں حاجی کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت مخدوم جی کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نماز
میں مشغول تھے میں نے دیکھا کہ آپ نے سجدہ کی جگہ دست مبارک سے صاف کرکے
سجدہ کیا۔ اسوقت آپکی نسبت میرے دل میں یہ خیال ہوا کہ حضرت نے ایسا کیوں کیا۔ اسلئے کہ نماز میں یہ
فعل ممنوع ہے اور پھر حضرت جیسے بزرگ ایسا کریں جب آپ نے نماز تمام کی تو مجھ سے فرمایا کہ تو اپنے
دل کو مشغول اور فارغ رکھ اور دوسروں کے عیب چینی سے باز رہ۔ نماز میں اہم امر حضور قلب ہے اگر وہ
حاصل ہو جائے تو ایسی حرکتوں سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ جب میں نے یہ کلام آپ سے سنا تو متحیر ہوا اور
آپ کے قدم پر گرکے معافی چاہی۔ واللہ اعلم بالصواب

چوتھی حکایت

سید اسمٰعیل جنکو لوگ جنگلی باگ کہتے تھے اور حضرت مخدوم جی کے مرید و خلیفہ اور بڑے
روشن ضمیر تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت مخدوم جی خانقاہ کے حجرہ میں آرام فرماتے تھے
میں یکایک اندر داخل ہوا تو میرے دل میں آیا کہ حضرت کا دل تو دیکھوں کہ اس وقت نیند میں اس کی
کیا حالت ہے یعنے کہاں ہے اور کس شغل میں ہے غرض میں اس حرکت نازیبا کا مرتکب ہوکر نزدیک گیا
آپ نے آنکھ کھولی اور نظر غضب سے میری طرف دیکھکر اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا۔ تمام صفائی
باطن واپس لے لی۔ اسکے بعد میں نے بہت کچھ توبہ اور عجز و زاری کی مگر سب بے سود ثابت ہوی واللہ اعلم

پانچویں حکایت

نظر علی کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت مخدوم جی کی خانقاہ میں سو رہا تھا جب صبح کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک شیر مہیب حضرت کی جگہ بیٹھا ہوا ہے میں بہت ڈرا اور چاہا کہ بھاگ جاؤں لیکن اسکی ہیبت سے میں اپنا سر تک نہ اٹھا سکتا تھا یہاں تک کہ شیر مذکور خود اٹھا اور حضرت کے حجرہ میں جہاں آپ آرام فرماتے تھے گیا میں بھی اسکے پیچھے گیا وہاں دیکھا کہ حضرت حجرے میں تنہا بیٹھے ہوئے ہیں اور شیر کا کوئی نشان نہیں جب آپ نے مجھے دیکھا تو ڈرنے سے منع فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب

چھٹی حکایت

شیخ عبدالکریم بن شیخ ابراہیم سعد باعم گولکنڈوی کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم جی اپنے حجرہ میں مشغول بعبادت تھے اسی مکان کے صحن میں لڑکے آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ ایک لڑکا بے ادبی سے حضرت کے حجرہ میں گھس آیا اور اُس تخت کے نیچے جو حضرت کے پہلو میں رکھا ہوا تھا چھپ گیا حضرت نے بنظر تہدید اسکی طرف دیکھکر ہوں کہا ہوں کہنے کے ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا جب تمام لڑکوں کو پکارا گیا تو سب آئے مگر وہ لڑکا نہ آیا بہت کچھ تجسس کیا گیا لیکن اس کا پتہ نہ ملا اسکی ماں روتی ہوئی آئی۔ اسنے ہر جگہ ڈھونڈا آخر حضرت کے حجرہ میں تخت کے نیچے دیکھا تو وہاں اس نے اپنے لڑکے کو مردہ پڑا پایا۔ دیکھتے ہی سر پیٹنے اور گریہ وزاری کرنے لگی جب حضرت نے اُس کا یہ حال دیکھا تو رونے سے منع کیا اور اس لڑکے کی طرف دیکھکر فرمایا اُٹھ۔ اتنا کہنے کی دیر تھی کہ وہ لڑکا اُٹھا اور چلا گیا اسکی ماں اس مشاہدہ سے متعجب ہوئی اور باہر آکر اس واقعہ کی سب کو اطلاع دی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ساتویں حکایت

شیخ مخدوم بن شیخ حسین بن حضرت شیخ مخدوم جی کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص کو بچھونے کاٹا وہ درد سے بے تاب ہو کر مرنے کے قریب پہونچا لوگ اُسے حضرت مخدوم جی کے پاس لے گئے مگر حضرت اسوقت حجرہ میں قیلولہ فرماتے تھے لوگوں نے مایوس ہو کر حضرت کے وضو کی جگہ کی مٹی اٹھائی اور جہاں بچھونے ڈنک مارا تھا لگائی حق تعالےٰ نے اسی وقت درد سے شفا دی۔ واللہ اعلم

آٹھویں حکایت

عبدالقادر بن احمد شاہ کہتے ہیں کہ میرے والد فرماتے تھے کہ ایک روز میں حضرت مخدوم جی کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا دیکھا کہ تین آدمی فاصلہ دراز سے چلے آرہے ہیں۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی تو آپ نے میری طرف دیکھکر پوچھا کہ کیا تم نے ان آدمیوں کو جو چلے آرہے ہیں دیکھا؟ میں نے کہا ہاں سیدی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے امتحان کے لئے آرہے ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنے دل میں جدا نیت کی ہے اور ایک کی نیت سے دوسرے کو اطلاع نہیں ہے۔ ان تینوں میں سے فلاں شخص نے اپنے دل میں نیت کی ہے کہ اسکے آتے ہی میں اسکو اپنی سیدھی جانب بٹھاؤں۔ دوسرا چاہتا ہے کہ میں اسکو شیر برنج کھلانے کو دوں اور تیسرے نے نیت کی ہے کہ خواہ کسی قسم کا کھانا ہو

میں اسکو دوں اور وہ کھائے۔

جب وہ تینوں آدمی پونچے تو آپ نے ایک کو اپنی سیدھی جانب بیٹھنے کو فرمایا اور شیر برنج اور کھانا منگوا کر ان ہردو کو کھلوایا۔ پس وہ تینوں اوٹھے اور حضرت کے قدم بوس ہو کر کہنے لگے کہ ہم اپنے دل میں یہی نیتیں کرکے آئے تھے انہوں نے مرید ہونا چاہا مگر حضرت نے انہیں مرید کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ جو شخص پیروں کی آزمائش کرے وہ مرید ہونے کا سزاوار نہیں۔ انہوں نے ہرچند معذرت کی مگر حضرت نے ایک نہ سنی اور مرید کرنا منظور نہ فرمایا آخر وہ بے نیل مرام واپس چلے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

نویں حکایت یہ حکایت حضرت کے بعض کرامات و خوارق عادات پر آپ کی زندگی میں واقع ہوئے ہیں اون فضائل علیہ و شمائل جلیہ پر جو قولاً و فعلاً صادر ہوئے اور ان حالات پر جو بوقت انتقال آپ سے ظاہر ہوئے مشتمل ہے کہتے ہیں کہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کی طرف رحلت کے وقت حضرت نے اپنے موت کی خبر دی جب آپ کا سانس چڑھنے لگا تو آپ کے ہمشیرہ زادے سید بڑے نے آپ سے کہا سیدی آپ جبس دم فرمائیں۔ افاقہ ہوگا حضرت نے اونکو اس کا کچھ جواب نہ دیا جب آپکا وقت نزدیک پہونچا تو آپنے اپنے برادر زادہ شیخ جمال کو فرمایا کہ مجھے اسوقت بٹھا دو انہوں نے آپ کو بٹھا دیا۔ آپ نے ذکر جلی شروع کیا اور سر و گردن کو گھماکر شدید قوت سے اپنے دل پر لفظ اللہ کی ضرب لگائی۔ اسی حالت میں طائر روح قفس تن سے پرواز کر گیا۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔ **بیت**۔

این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست ‏ ‏ ‏ روزے رخش بہ بینم و تسلیم وے کنم

حضرت اپنے والد شیخ محمد رح کے سجادہ نشین تھے آپ نے کبھی اونکی راہ و روش سے ذرا بھی تجاوز نہ کیا ہمیشہ اونکی عادت کے موافق کام کرتے تھے آپ صورت اور سیرت میں حضرت شیخ محمد رح جیسے تھے وہی شکل وہی چال وہی اخلاق اور وہی عادات آپ میں موجود تھے آپ اپنے عہد کے مرشد و مقتدا مرجع اتقیا و اصفیا اور سردار حلقۂ اہل ولا تھے۔ آپ سلاطین کے ساتھ اختلاط و انبساط نہ فرماتے اور دنیاداروں کی تعظیم نہ کرتے اور ہمیشہ اونکی صحبت سے دور رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ابراہیم قطب شاہ نے آپکے دیدار کی آرزو کرکے بہزار عجز و انکسار نامہ لکھکر بھجوایا مگر آپ نے اسکی استدعا قبول نہ کی اوس نے مکرر عرض کیا کہ اگر حضرت تشریف نہیں لاتے ہیں تو اپنے نعلین مبارک ہی بھیجدیں تاکہ میں نعلین بوسی کی دولت سے سرفراز ہوں۔ حضرت نے اسکی اس گزارش کو بھی منظور نہیں فرمایا اور اسکے جواب میں یہ لکھا کہ دنیاداروں کو درویشوں کی دعا سے غرض ہے اور ہم تمام مسلمانوں کے ساتھ تمہارے لئے بھی دعائے خیر کرتے ہیں پس ہم سے تم کو یہی کافی ہے۔

حضرت صاحب تصنیف بھی تھے علم سلوک میں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں اور اس کا سبب
یہ تھا کہ آپکا برسوں یہ طریقہ رہا کہ آپ چھ مہینے اپنے حضرت والد کی خدمت میں اور چھ مہینے اپنی بی بی
کے پاس شہر گلبرگہ شریف میں رہتے تھے جب وہاں سے حضرت والد کی خدمت میں آتے تو حضرت پر
نظر پڑتے ہی آپ اپنی دستار سر سے اتار کر اپنے گلے میں لپیٹ لیتے اور آیت کریمہ "ربنا ظلمنا
انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین" پڑھتے ہوئے بار بار زمین خدمت کو چومتے
ہوئے اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھتے اور اپنا منہ خاک پا سے ملتے حضرت اونکا سر اوٹھا کر چھاتی سے لگا
لیتے اور فرماتے کہ تم جو اتنی مدت تک بغیر ہمارے رہے وہاں کس عمل میں مشغول تھے تو اس وقت آپ
ایک رسالہ جو وہاں رہکر تصنیف کرلاتے خدمت میں پیش کرتے عرض کرتے کہ وہاں خاکسار اس رسالہ کی
تیاری میں مصروف تھا۔

آپ کے مرید اور خلفا بہت تھے وہ سب صاحب حالات و اسرار تھے آپ کے تمام بھائی آپکا
بیحد احترام کرتے اور آپ کو اپنے پدر بزرگوار کی جگہ سمجھتے تھے آپ کا رعب اسقدر تھا کہ لوگ آپکی طرف
نظر اوٹھا کر دیکھنے کی جراءت نہ کرسکتے تھے اور جسوقت آپ اور شیخ بدر الدین دونوں بھائی ایک مجلس
میں بیٹھتے تو لوگ دیکھکر آپ دونوں کو جمع الشمس والقمر کہا کرتے تھے آپ اکثر سماع سنتے اور جسوقت آپکو
حال آتا اس سے تمام حاضرین بھی متاثر ہوتے تھے آپ بزرگوں اور پیروں کے عرس کیا کرتے اور
فقیروں اور آنے جانے والوں کی خدمت کماحقہ بجالاتے اور اونکی بدخوئی پر نہایت صبر و تحمل سے
کام لیتے تھے۔ آپ تخلقوا باخلاق اللہ کی صفت سے موصوف تھے۔ آپکی ولایت پر تمام خاص و عام تصدیق
تمام رکھتے تھے آپ کے اوصاف حد بیان سے باہر ہیں تاہم جو کچھ حالات اس فقیر (مولف) کو پہونچے
اور جنکی تصدیق و تحقیق کی گئی وہ اس کتاب میں لکھے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر حضرت شیخ اسمٰعیل بن حضرت شیخ محمد قدس سرہ

پہلی حکایت راویان صادق سے نقل ہے عید کے دن حضرت شیخ اسمٰعیل عیدگاہ میں تشریف
فرما تھے۔ عماد شاہ بادشاہ برار نیز تمام مشائخ علما و فضلا وغیرہ اور اس ملک کے کل مسلمان
اپنی اپنی جانمازیں بچھائے بیٹھے ہوئے تھے یکایک بابا بنگالی مجذوب جو صاحب حالات جلیلہ و مقامات علیہ
تھے اور جنکے کرامات و خوارق اس ملک کے خاص و عام پر اچھی طرح ظاہر تھے تشریف لائے آتے ہی
آپ نے مشائخ کے مصلے اوٹھا کر پھینکنے شروع کئے جب حضرت کے مصلے کے پاس آئے تو آپنے

نہایت ادب سے کھڑے ہوکر کہا اے بنگالی یہ جگہ ادب کی ہے یہ کہکر آپ نے بوسہ دیا۔ جب عماد شاہ اور دیگر حاضرین نے اس معاملہ کو دیکھا تو ہر ایک نے یہی کہا کہ جن کو بابا بنگالی نے ایسا احترام دیا یقیناً وہ ضرور اقطاب عظام سے ہوگا پس تمام لوگ اعتقاد اور خلوص کیساتھ اٹھے اور حضرت کے قدم بوس ہوکر آپ کے زمرۂ معتقدان میں شامل ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری حکایت حضرت شیخ اسمٰعیل کے ملازموں اور خدمت گاروں سے نقل ہے کہ عماد شاہ کی بیگم حاملہ تھی جب مدت حمل ختم ہوی تو درد زہ شروع ہوا لیکن ولادت نہ ہوتی تھی چند روز اس حالت میں گزرے بہت علاج کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا آخر حضرت شیخ اسمٰعیل کی طرف رجوع کیا اور آپ سے دعا کے خواستگار ہوئے حضرت نے ازراہ شفقت کوئی چیز پڑھکر دی جسے کھلاتے ہی وضع حمل ہوا اور تکلیف سے خلاصی پائی عماد شاہ نے شکر گزار ہوکر آپکی خدمت میں آداب عقیدت بجالایا۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت میاں ابراہیم حضرت شیخ محمد رحمہ کے روضہ متبرکہ کے مجاور اور مرد درویش وصالح تھے آپ کہتے ہیں کہ میرے کپڑے نہایت میلے ہوگئے تھے اسلئے میں انکو دھونا چاہتا تھا مگر میرے پاس صابون نہ تھا میں حضرت شیخ اسمٰعیل کی خدمت میں صابون مانگنے کیلئے گیا جب آپ نے مجھے دیکھا تو قبل اسکے کہ میں کوئی بات زبان سے نکالوں خود آپ نے پوچھا کیا تم کو صابون چاہئے میں نے کہا ہاں۔ آپ نے صابون نکالکر مجھے دیا میں اس بات سے نہایت متعجب ہوا کیونکہ میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ میری نیت سے سوائے خدا کے کوئی مطلع نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی حکایت شاہ عالم بن شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میرے والد فرماتے تھے کہ ایک روز میرے والد شیخ اسمٰعیل سیر و تفریح کیلئے باہر تشریف لے گئے اسوقت میں بھی آپ کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک میں کچھ پھول لئے ہوئے ہیں جب اس مقام پر جہاں آپ کا روضہ متبرکہ ہے پہونچے تو آپ نے اس جگہ پھول ڈال دیئے اور فرمایا کہ یہ میری قبر کی جگہ ہے۔

میں حضرت کی اس بات سے متحیر ہوا لیکن آپ کے رعب سے کچھ پوچھ نہ سکا اس واقعہ پر مدت مدید گزر جانے کے بعد جب آپ نے اس عالم فانی سے سرائے جاودانی کی طرف رحلت فرمای تو اسی جگہ آپ مدفون ہوئے اور قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پانچویں حکایت راوی متذکرۂ بالا سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت کا لڑکا فوت ہوا آپ اسکی قبر پر تشریف لے گئے مکاشفہ سے اس کا حال معلوم کرکے آپ نے بیان فرمایا

اور فی الحقیقت اس کا حال آپ کے فرمانے کے بموجب تھا کیونکہ بعض صلحا اور اہل حقانے بھی خواب میں یہی حال دیکھا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چھٹی حکایت حضرت کے فرزندوں ملازموں سے نقل ہے کہ ایک روز ہم حضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ وعظ فرمارہے تھے اور ہم سب بیٹھے سن رہے تھے کہ ناگاہ رمضان المبارک کے چاند کی خبر آئی اور حضرت کی خدمت میں مبارکباد عرض کی گئی حضرت نے فرمایا کہ اس رمضان میں میرا موجود ہونا آخری ہے اسوقت حضرت صحیح البدن تھے آپکو کوئی مرض لاحق نہ تھا۔ ہم تمام لوگ آپ کے فرمانیسے سخت متحیر ہوئے آپ نے نماز تراویح ختم قرآن کے ساتھ تمام کی اور اسی ماہ رمضان المبارک میں آپ اس جہاں ناپائدار سے دار بقا کی طرف رحلت فرما ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بیان اخلاق واوصاف آنحضرت

حضرت صاحب حالات جلیہ و اخلاق رضیہ تھے۔ ہفت قرائت اور چہاردہ رواۃ کے ساتھ آپکو قرآن شریف ازبر تھا آپ اعلیٰ درجہ کے حافظ وقاری تھے خوش الحانی و قرآن خوانی میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ آپ ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کے زمانہ میں امامت کیا کرتے اور حضرت کی سیرت پرعمل پیرا رہتے۔ آپ نہایت پرہیزگار و پابند شرع تھے آپ صاحب اسرار وحالات تھے آپکی صفائی باطن مسلم تھی آپ اپنے وقت کے ولی اور قطب تھے۔ آپ اہل دنیا کی صحبت اور تونگروں کی ہم نشینی سے دور اور اپنے حال پر ہمیشہ قانع رہتے تھے آپ جس مریض کی طرف نظر کرتے اور زبان مبارک سے کچھ پڑھکر اسپر دم کرتے وہ اسی وقت شفایاب ہوتا تھا آپ طالبوں کی ہدایت فرماتے اور حق کی راہ نمائی کرتے آپ سماع سنتے اور بزرگوں اور پیروں کے عرس اور فقیروں کی خدمت کیا کرتے تھے آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے طریقہ کو جاری رکھا اور انکی روش کے خلاف کبھی ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا آپ کے اوصاف جسقدر بیان کئے جائیں کم ہیں لیکن اس جگہ اس قطب الابرار کے حالات کی نسبت چند سطرے بطریق اختصار کامل طور پر تصدیق و تحقیق کرنے کے بعد حوالہ قلم کر دئے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

ذکر حضرت شیخ اسحاق بن حضرت شیخ محمد قدس سرہ

پہلی حکایت شیخ بدرالدین سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ ایکروز میں اور میرے بھائی شیخ اسحاق حضرت والد کی مسجد میں بیٹھے ہوئے آپسمیں گفتگو کر رہے تھے اسوقت ہم نے وہ تختہ جسپر حضرت والد کو غسل دیا گیا تھا مسجد کے ستون کے اوپر رکھا دیکھا بھائی

شیخ اسحاق نے مجھ سے کہا کہ وہ تختہ مجھے دو میں نے کہا کہ آپ لے لیجئے آپنے اس تختہ کی طرف نظر کی تھی کہ وہ زمین پر آرہا۔ واللہ اعلم بالصواب

دوسری حکایت

میراں جی بن حضرت شیخ اسمٰعیل سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت شیخ اسحاق ایکروز علی الصباح اس باولی پر جو مسجد کے نزدیک واقع تھی وضو کیلئے تشریف لے گئے وہاں آپنے دیکھا کہ سانپ اور چوہا دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں آپ نے انکی طرف ایک جلال کی نظر ڈالی وہ فی الفور مر گئے ایک ساعت کے بعد آپ کے بھائی شیخ اسمٰعیل اودھر تشریف لائے آپنے وہاں اونکو مردہ دیکھکر فرمایا اٹھو اور چلے جاؤ آپ کے فرماتے ہی وہ دونوں فی الفور زندہ ہوے اور چلے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

نقل ہے کہ حضرت شیخ اسحاق ماہ رمضان المبارک میں اپنے والد کی مسجد میں معتکف تھے لوگوں نے ایک رات کو یہ کیفیت دیکھی کہ تمام مسجد تجلیات الٰہی سے منور ہو گئی ہے سب باہر دوڑ آئے اور حضرت کے بڑے بھائی حضرت مخدوم جی کو اس واقعہ کی خبر دی جب وہ برگزیدہ الہٰی تشریف لائے تو آپ نے بھی دیکھا کہ ایک نور انوار قدس پروردگار سے نازل ہوا ہے اور شیخ اسحاق نے اس شرف کو استحقاق و خصوصیت سے پایا ہے اور وہ دولت لیلۃ القدر سے مشرف ہوکر اس قادر ذوالجلال کے جمال بے مثال سے مدہوش ہو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ شیخ اسحاق کو جس بات کی تلاش تھی اللہ تعالیٰ کی عنایت سے وہ اونکو نصیب ہوی اگر وہ اسکو قائم رکھینگے تو ضرور درجۂ عالی پر پونچ جائینگے۔ اسی اثناء میں حضرت شیخ اسحاق حالت جلال میں مسجد سے باہر تشریف لائے اور مخدوم جی کو پکار کر کہا۔ بھائی جان آؤ ہم سے نعمت لو ہم اب نثار کرنا چاہتے ہیں چونکہ مخدوم جی نے اپنے پدر بزرگوار سے نعمت دو جہاں پائی تھی اسلئے آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سے کچھ لینا قبول نہ کیا جب حضرت شیخ اسحاق نے دیکھا کہ مخدوم جی انکار کرتے ہیں تو آپ نے ان سے کہا کہ اچھا آپ نہیں لیتے ہیں تو میں دوسروں کو دونگا اسی حالت میں اتفاقاً آپکی بہن جو حاملہ تھی سامنے آگئیں۔ ان کو دیکھکر شیخ اسحاق کی زبان سے نکلا کہ تو مرگئی اور تیرے بطن میں جو دختر ہے وہ بھی مرے گی خدا کی شان کہ آپ کے فرمانیکے بموجب وقوع میں آیا علی ہذا جب آپ کی بیوی اسی جلال میں آپ کے سامنے آئیں تو آپنے ان سے کہا کہ تو بھی اب بیوہ ہوگی۔ چنانچہ قریبی زمانہ میں اوسی سال حضرت کا وصال ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ نے یہ جملہ فرمایا تھا کہ تلک عشرۃ کاملۃ یعنے (پورے دس ہیں) اس سے آپکی یہ مراد تھی کہ میں والد بزرگوار صاحب حالات کے انتقال کے بعد کامل دس سال زندہ رہا اور اونکے اختتام پہ

مجھے میرے خدا کا وصال نصیب ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

چوتھی حکایت یہ حکایت حضرت شیخ اسحاق کی عالی صفات وخوارق عادات اور بعضے احوال وفضائل پر جو آپکی زندگی میں ظاہر ہوئے مشتمل ہے۔

ارباب صلاح واصحاب فلاح سے منقول ہے کہ حضرت شیخ اسحاق شان عالی اور مہابت وجلالت بہت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ جس جانور پر نظر غضب ڈالتے وہ فوراً مرجاتا جس جھاڑ پر آپ نظر جلال ڈالتے اسیوقت اوسکے پتے جھڑ جاتے اور آپ جس ثمر کی طرف اشارہ کرتے وہ شجر سے خود بخود ٹوٹ کر آجاتا۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو آپ کے جلال کی تاب لاسکتا آپ جسکی طرف نگاہ اٹھاتے وہ فی الفور سرنگوں ہوجاتا۔ آپ کے جذبہ واثر سے اس عالم کی ہر ایک چیز آپ کے اختیار میں تھی۔ آپ ہمیشہ شوریدہ حال وفارغ البال رہتے تھے۔ اپنی منزل اور اپنے حال میں آپ بے مثل تھے شراب معرفت کے نشہ میں آپ ہمیشہ سرشار رہتے تھے۔

آپ کے تمام بھائیوں کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام صاحبزادوں کے ساتھ طعام تناول فرمایا کرتے تھے۔ آپ شیخ اسحاق کے سوا ہر ایک فرزند کو قدر حاجت سے زیادہ کھانے سے منع فرماتے تھے ایک روز حضرت کی اہلیہ محترمہ نے آپ سے کہا کہ سیدی یہ سب آپ ہی کے فرزند ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ انکو شکم سیر ہوکر کھانے سے منع فرماتے ہیں اور شیخ اسحاق کے مانع نہیں ہوتے ہو آپ نے فرمایا کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ وہ جتنا کم کھاتے ہیں اوتنا بخوبی ہضم کرسکتے ہیں اور شیخ اسحاق اگر زیادہ بھی کھاجائے تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکی طبیعت وحالت دوسروں سے جدا ہے وہ اس کا متحمل ہوسکتا ہے اور اسکو زیادہ کھانا اس صورت میں مناسب بھی ہے۔

حضرت شیخ اسحاق پر ہمیشہ نشہ معرفت کی حالت طاری رہتی تھی آپ باوصف ایسی حالت اور ایسی بے خودی کے کوئی کام شرع کے خلاف نہ کرتے اور کبھی حد شرع سے قدم باہر نہ رکھتے تھے آپ اپنے والد عالیمقام کی سیرت وصورت میں استقامت تمام رکھتے تھے آپ بلاشک وشبہہ صاحب اسرار ولی عہد ومرشد روزگار اور درویش کامل تھے۔

ابیات

چہ گویم در اوصاف صاحب دلے — کہ مدحش بود نقل ہر محفلے

بہر وصف لائق کہ رو آورم — کہ راہ مدیحش بدالنا بسپرم

بآن وصف مشہور باشد چناں — کہ دانند خرد و بزرگ جہاں

ذکر حضرت شیخ بدرالدین بن حضرت شیخ محمد قدس اللہ سرہما

پہلی حکایت

حضرت شیخ محمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میرا فرزند شیخ بدرالدین پیدا ہوا تو اسوقت میں نے اپنے شیخ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے خبر دی کہ تیرے مکان میں فرزند تولد ہوا ہے۔ اس کا نام عبداللہ ہے اور اس کے پونچے پر ایک خال سیاہ ہے۔ جو شخص ناکام و ناتمام ہو گی اس کو وہ انصرام کو پہونچائیگا میں یہ سنتے ہی اٹھا اور اس خوشی میں حجرہ کی طرف گیا جب وہاں پہونچا تو دیکھا کہ فی الواقع وہ گل وجود اپنی والدہ کے چمن کنار میں شگفتہ و خندان ہے۔ میں نے اسکو اٹھاکر اوسکے سیدھے اور بائیں کان میں بانگ نماز و تکبیر کہی اور جیسا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا بعینہ اسکے پہونچے پر خال سیاہ دیکھا میں بارگاہ صمدیت میں شکرانہ بجا لایا اور جانا کہ یہ میرا فرزند بڑی شان و مرتبہ والا ہوگا۔ مجھے اس سے روز بروز فرحت تازہ حاصل ہونی شروع ہوی۔ آپ کا نام عبداللہ کنیت ابوالعلم اور لقب بدرالدین رکھا گیا آپ نے اپنے لقب ہی سے مشہور و معروف ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری حکایت

حضرت شیخ بدرالدین کے تمام فرزندوں مریدوں اور ملازموں سے نقل ہے کہ حضرت نے اپنے خادم کو جس کا نام اسمٰعیل تھا فقیروں کے خرچ کے لئے اناج بیچنے کے لیے گاؤں کو بھیجا۔ وہ غلہ بیچ کر روپئے اپنے صرف میں لے آیا اور واپس آکر روپئے کی ادائی کیلئے مہلت چاہی اور حضرت کی ہلاکت پر نظر رکھی۔ چنانچہ وہ آپکی خدمت میں آیا اور آپ سے اپنے مکان تک قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کی۔ حضرت نے اپنے اخلاق کریمانہ اور شفقت بزرگانہ سے اسکی درخواست قبول کی اور تنہا اوسکے مکان کو روانہ ہوئے حضرت فرماتے تھے کہ میرے پہونچتے ہی اوس نے چند پتے جو پہلے سے مہیا کر رکھے تھے میرے سامنے لا رکھے اور تشریف لانے کی معذرت کرکے واپسی کیلئے کہا ساتھ ہی پلٹ کر اس نے ایک مضبوط لاٹھی حضرت کے قد کے برابر اٹھالی اور حضرت کے مونڈھے اور پشت پر بہ قوت تمام مارنے لگا یہانتک کہ حضرت بیہوش ہوکر گر پڑے اس پر بھی اس شقی دارین کو رحم نہ آیا اس مردود نے فوراً نیام سے خنجر کھینچکر اس قطب الانام کے سر پر مارا مگر وار کارگر نہ ہوا جب اس نے دیکھا کہ اب دم باقی نہیں تو اس جگہ سے آپ کو گھسیٹ کر کوئیں میں پھینک دیا اور اوپر سے چند پتھر بھی ڈالے اس سے فارغ ہو کر وہ اپنے گھر آیا اور بے فکر ہوکر بیٹھ رہا۔

حضرت ذوالجلال قادر و توانا نے اپنی قدرت سے آنحضرت کو اس کوئیں سے باہر نکالا

آپ کا جسم ناف سے اوپر تر نہ ہوا تھا اسی اثناء میں اودھر سے ایک آدمی کا جسکا نام مصلحت خان تھا گزر ہوا جب وہ اس کویں کے پاس پہونچا تو حضرت کو ہیبت مظلومی میں دیکھکر حال دریافت کیا آپ نے واقعہ کہہ سنایا۔ اس نے متحیر ہوکر پوچھا کہ آپ کوئیں سے کیوں کر باہر آئے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے حق سبحانہ تعالے بڑا قادر ہے۔ تم اسوقت میری اسقدر اعانت کرو کہ مجھے میرے والد کے مکان تک پہونچا دو اس مرد دیندار نے آپکو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر آپ کے مکان پر پہنچا دیا۔ آپ کو اس حالت میں دیکھکر کل محبوں۔ مریدوں۔ معتقدوں اور تمام جاں نثاروں نے رونا پیٹنا شروع کیا اور دریافت کرنے لگے کہ ذات مقدس کے ساتھ کون نابکار اس فعل ناشائستہ کا مرتکب ہوا چونکہ آپ میں کرم جبلی اور رحم طبعی تھا اسلئے اسکے نام کا اظہار نہ کیا آپ نے اس کے بھائی کو جس کا نام علی تھا اپنے پاس مخفی طور پر بلا کر فرمایا کہ یہ حرکت تمہارے بھائی اسمٰعیل سے سرزد ہوی تم جا کر اس سے کہو کہ جو کچھ اس نے میرے ساتھ کیا وہ سب میں نے معاف کیا اور جو کچھ میرا مال کہا گیا وہ بھی میں نے اسکو سب بخش دیا۔ اس سے یہ بھی کہو کہ اگر اس کے پاؤں سلامت ہیں تو اس شہر سے فوراً بھاگ جائے۔ کیونکہ میرے مخلص و جاں نثار لوگ اس سے مطلع ہونگے تو بے شک اسکی ایذا دہی میں سعی بلیغ کرینگے۔ چونکہ اخلاق نبوی صلعم سے بفحوائے "انک لعلی خلق عظیم" آپ آراستہ تھے اسلئے آپ نے حضرت کی سنت ادا کی حضرت سردار دو جہاں سلطان المرسلین ہرچند قریش سے جفا دیکھتے تاہم آپ انکی شان میں ہمیشہ دعائے خیر فرماتے تھے۔

جب یہ واقعہ گزرا اسوقت حضرت کی والدہ ماجدہ زندہ تھیں آپ فرماتی تھیں کہ جب یہ حادثہ وقوع پذیر ہوا تو میں سو رہی تھی اسوقت میں نے خواب میں اپنے شوہر حضرت شیخ محمد ملتانی قدس اللہ سرہ کو دیکھا کہ آپ پریشان ہیں دامن لطیف پارہ پارہ و گرد آلودہ پابرہنہ عجیب ہیبت سے سخت اضطرار کی حالت میں تشریف فرما ہیں اور عالم اضطراب میں مجھ سے فرما رہے ہیں کہ کیا سو رہی ہے اٹھ ابھی شیخ بدرالدین کو اسمٰعیل نے کوئیں میں ڈالا ہے اس ظالم بے رحم نے اس کے ساتھ یہ بدسلوکی کی۔ شیخ بدرالدین کو یہ واقعہ پیش آتے ہی میں ایسی سرعت اور تیزی سے دوڑا کہ مجھے جوتی پہننے کی بھی تاب نہ رہی یہاں تک کہ میں نے وہاں اپنے کو پہونچایا اس سے قبل حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح اس مقام پر تشریف لائے ہوئے تھے میرا فرزند شیخ بدرالدین ابھی کویں کی تہہ تک پونچا نہ تھا کہ آپ فی الفور اسکو دست مبارک سے پکڑ کر باہر

نکال لائے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اسمٰعیل کی گردن ماری۔
اس واقعہ جانکاہ کے سنتے ہی میرا دل دہل گیا۔ نیند سے چونک پڑی۔ اسی پریشانی میں تھی کہ باہر میں نے اپنے فرزند کے لائے جانے کی آواز سنی۔ اس ظالم بے رحم اسمٰعیل کا نام معلوم ہوتے ہی لوگ اسکی تلاش میں دوڑے جب بادشاہ وقت نے یہ خبر سنی تو کئی آدمیوں کو اسکے تلاش کیلئے مقرر کیا۔ آخر وہ اسکو تلاش کرکے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے اسکے قتل کا حکم دیا۔ لوگ اس کو سیاست گاہ میں لے چلے حضرت شیخ کو خبر ہوئی کہ وہ گرفتار ہوا ہے اور بادشاہ کے حکم سے اسکو لوگ قتل کرنے کیلئے لئے جارہے ہیں آپ نے اسی وقت بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ جب میں زندہ وصحیح وسالم موجود ہوں تو شرع کی رو سے اسکا قتل کرنا کسیطرح لازم نہیں۔ بادشاہ نے آپ کو یہ جواب لکھا کہ اس ظالم نے آپ کے قتل کرنے کا پورا قصد کیا تھا اس صورت میں اگر شرعاً اس کا قتل کرنا جائز نہ بھی ہو تو میں اسکو ازروئے عدالت ایسی سیاست کرونگا کہ اس سے دوسروں کو عبرت ہو یہ معلوم کرکے حضرت نے چاہا کہ خود بادشاہ کے پاس جاکر اسکی شفاعت کریں حضرت روانہ ہونے کیلئے طیار ہورہے تھے کہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ نے فی الفور حکم دیا کہ قبل اسکے کہ حضرت یہاں تشریف لائیں اس شقی ازلی کو قتل کردیں۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا چونکہ حضرت غوث پاک نے اللہ تعالیٰ کے پاس اسکی گردن ماری تھی اسلئے بظاہر حال بھی اسی طرح ہوا جب حضرت شیخ نے اسکے قتل ہونے کی خبر سنی تو آپ نے بہت تاسف کیا اسکی ماں کو بلواکر آپ نے تعزیت کی اور اطمینان دلایا کہ اسکی قوت بسری کے لئے ہمیشہ کچھ دیا جاتا رہے گا چنانچہ جب تک وہ زندہ رہی آپ اسکو برابر کچھ نہ کچھ پہونچاتے رہے۔

دوسری نقل حضرت شیخ بدرالدین سے لوگوں نے پوچھا کہ اس شخص نے جس وقت آپکو کوئیں میں ڈالا تو آپ کا کیا حال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسوقت بیخبر تھا۔ جب میرے ہوش وحواس برقرار ہوئے تو میں نے اپنے کو پانی پر اسطرح بیٹھے ہوئے پایا جس طرح کوئی شخص کسی چیز پر بیٹھتا ہے۔ میں پھر یکایک بیہوش ہوگیا۔ بعد ایک ساعت کے جب میں ہوشیار ہوا تو میں نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کوئیں پر بیٹھے ہوئے دیکھا میرے کل اعضا صحیح وسالم تھے خدا نے مجھے آفت سے بچاکر سلامت رکھا میں اسیوقت اوسکی درگاہ میں مہربانی کا شکر بجالایا۔ اسی اثنا میں یہ مرد سعادت نشان مسمی مصلحت خاں ظاہر ہوا اور وہ مجھکو باہر سے یہاں لایا۔

پس اس بیان کو سن کے آپ کے مخالفین متحیر ہوئے اور انہوں نے اپنی عقل کے سمند ضعیف
کو میدان حماقت وجہالت میں جولانی دیکر از روئے قیاس و وہم کچھ کچھ کہنا شروع کیا۔ ایک کہتا تھا
کہ شاید اس کوئیں میں پانی اتنا نہ ہوگا کہ اس میں آدمی ڈوب جائے۔ دوسرا یہ گمان کرتا تھا کہ شاید
کوئیں میں آگے سے پتھر موجود ہونگے آپ اندر گرتے ہی ان پر ٹک گئے اور اسطرح سلامت رہکر
باہر تشریف لائے غرض ہزار مونہہ ہزار باتیں کوئی کچھ سمجھتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا۔ حضرت کے معتقدین
نے آپکی مصیبت پر نہایت افسوس کیا اور آپ کے بیان کو تسلیم کیا اسوقت سکندر برید بادشاہ
بر سر حکومت تھا جب اوس نے مخالفین کے اختلافات کی خبر سنی تو اون کے اس وہم و گمان کو
دفع کرنے کیلئے اپنے خاص درباریوں کو جن میں علی خاں اور قواکملک وغیرہ بھی تھے حکم دیا کہ بر سر چاہ
جاکر اسکی ماہیت اور اس واقعہ کی حقیقت معلوم کر آئیں اور بخوبی تفتیش کرکے اطلاع دیں۔ پس
انہوں نے غواصوں کو اندر اتروا کر اس کوئیں کی پیمایش کی تو اوس کا عمق چالیس گز پایا اور اسمیں
دس بارہ گز پانی موجود تھا۔ غواص اس جگہ سے حضرت کی تسبیح اور رومال باہر نکال لائے
سب کو اس حال سے آگاہی ہوی سب نے آپ کے صدق مقال کا یقین کیا اس واقعہ کی حقیقت
کے انکشاف سے مخالفین جنہیں شبہ تھا لاجواب اور سرنگوں ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

شیخ بدر الدین کے فرزندوں کا بیان ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ جب حضرت
شیخ محمدؒ قدس اللہ سرہ کا وقت رحلت قریب آیا تو میں گریہ وزاری کرتا ہوا
آپکی خدمت میں گیا اور عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت اس عالم سے تشریف لیجاتے ہیں۔
اور ہم کو اس حالت بیکسی میں سوگوار چھوڑتے ہیں آپ کے بعد میں اپنی حاجت روائی کے لئے
کس سے عرض کروں۔ جب آپ نے مجھے نہایت دل خستہ و پریشاں حال دیکھا تو دلداری سے
فرمایا کہ جب کوئی کام تم کو پیش آئے تو تم آکے مجھ سے پوچھ لینا جیسا کہ تم اب تک مجھسے پوچھتے رہے
ہو اور جیسا کہ میں اسوقت تک اپنی زندگی میں جواب دیتا آیا ہوں اسیطرح آئندہ بھی تم کو جواب
دیا کروں گا۔

شیخ بدر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صادق الوعدہ ہیں جو کام مجھے پیش آتا ہے
میں حضرت کے روضۂ مقدس میں جاکر قبر مبارک کے نزدیک سر جھکا کر عرض کرتا ہوں
حضرت اس کا جواب اسیطرح فرماتے ہیں جس طرح عالم حیات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے۔
شیخ بدر الدین صاحب کے بھائیوں میں سے کسیکو کسی کام یا کسی مہم میں اپنے والد بزرگوا

سے رخصت لینے کی اگر احتیاج ہوئی تو وہ حضرت شیخ بدرالدین سے کہتے حضرت اپنے والد بزرگوار کی
خدمت میں عرض کرکے جواب باصواب لادیتے۔ واللہ اعلم بالصواب

چوتھی حکایت نقل ہے کہ ابراہیم قطب شاہ اپنے باپ کی زندگی میں شہر بیدر میں آیا تھا اس نے
حضرت شیخ بدرالدین صاحب کی قدم بوسی سے مشرف ہوکر آپ سے عرض کیا کہ
اگر حق سبحانہٗ تعالےٰ بمقتضائے تو تی الملک من تشاء حضرت کی دعا سے میرے باپ کی دولت
مجھ پر ارزانی کرے تو میں نے منت مانی ہے کہ اپنے کو زمرۂ مریداں حضرت قادریہ میں شامل کرونگا
اور یہ بھی نیت کی ہے کہ حضرت کی بیعت سے مشرف ہونگا۔

آخر الامر ایسا ہوا کہ اوس کے باپ کی وفات کے بعد جمشید قطب شاہ بتقدیر آکر سر سلطنت
پر بیٹھا اور ابراہیم قطب شاہ سرگردان حال کہاں سے کہاں مونہہ چھپائے پھرنے لگا۔ حضرت شیخ
فرماتے تھے کہ مجھ میں اور جمشید میں جھگڑا واقع ہوا اس سے رنجیدہ خاطر ہوکر میں نے چاہا کہ اسکو
تخت سلطنت سے اتار کر اسکی جگہ پر ابراہیم کو نصب کروں۔ چنانچہ اس بات کا عزم بالجزم کرکے
میں اپنے والد حضرت شیخ محمد قدس اللہ سرہٗ کے روضۂ متبرکہ میں گیا اور قبر مبارک پہ سر رکھکر عرض کیا
کہ میں جمشید کو بادشاہی سے معزول کرکے اسکی جگہ ابراہیم کو نصب کرنا چاہتا ہوں اسمیں حضرت
کی کیا رضا ہے۔ اسوقت میں نے قبر مبارک سے یہ آواز سنی کہ ابراہیم کو میں نے نصب کیا ہے
یعنے حکم آلہی سے بادشاہ قرار دیا پس یہ بات سنتے ہی آنحضرت شاداں وخنداں وہاں سے
باہر آئے اور ایک آدمی مسمی شیخ علاءالدین کو جو آپکا خادم تھا اور جو اسوقت آپکی خدمت میں
موجود تھا ابراہیم قطب شاہ کے بلانے کیلئے بیجانگر کو بھیجا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ حق سبحانہ تعالیٰ
تمہارے باپ کا ملک تم کو دیتا ہے اب تم کو چاہیئے کہ تم فی الفور یہاں چلے آؤ۔ چنانچہ خادم مذکور
روانہ ہوکر نامۂ گرامی ابراہیم قطب شاہ کو دیا۔ اس نے بعد اطلاع متحیر ہوکر کہا کہ اسوقت میرا
بھائی بادشاہی کر رہا ہے اور وہ کوئی خلل وعیب نہیں رکھتا پس اس صورت میں مجھے کیونکر بادشاہی
ملیگی؟ خط کے پہونچانے والے نے جواب دیا کہ اولیاء کے اقوال خدا کے حکم کے موافق ہوا کرتے ہیں جبتک
اسکی بارگاہ عالی سے حکم نہیں ہوتا وہ کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے آپ صدق عقیدت سے دل
قوی رکھئے اور یقین جانئے کہ یہ کام ہر طرح پورا ہوکر رہے گا۔ بادشاہ اسی عالم حیرانی میں متفکر
تھا کہ یکایک اس نے جمشید کی موت کی خبر سنی پس وہ مسرور ہوکر روانہ ہوا۔ یہاں جمشید کے
انتقال کے بعد اس کا بیٹا سبحان قلی جو کمسن تھا اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ مگر اکثر آدمی

اوسکی اطاعت سے منہ موڑ کر ابراہیم کے پاس جمع ہوئے یہاں تک کہ سب کے اتفاق سے ابراہیم قطب شاہ بادشاہ ہوا اور آنحضرت کا قول تصدیق کو پہونچا۔

جب ابراہیم قطب شاہ بادشاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا تو اس نے حضرت شیخ کے قدوم فیض لزوم سے مشرف ہونیکی آرزو ظاہر کی۔ حضرت بھی اسکی استدعا کو قبول فرماکر گولکنڈہ کی طرف جو اسکا دار السلطنت تھا روانہ ہوئے جب حضرت شہر کے قریب پہونچے تو وہ بذات خود استقبال کے لئے آکر بصد اعزاز و اکرام آپ کو شہر میں لے گیا اور شرف حضور فائض النور سے مشرف ہوکر آپکی خدمت میں مودب بیٹھا اور عرض کی کہ اوائل میں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر حصول مقصد کے لئے حضرت سے دعا کی استدعا کی تھی اور یہ وعدہ کیا تھا کہ خاندان قادریہ میں حضرت سے بیعت ہونگا لیکن جبکہ میں ادہر چلا آرہا تھا اثنائے راہ میں حضرت سید محمد گیسو دراز کے پوتے شاہ عبداللہ نے چند آلات بادشاہی مثل چتر آفتاب گیری وغیرہ بطریق ہدیہ مجھے بھیجے۔ اور اسکے ساتھ ہی شجرہ اور مریدی کی ٹوپی بھی بھیجنے ارسال فرمائی اور یہ شرط بھی اونکے ساتھ کہلا بھیجی تھی کہ اگر ارادت بجالانی منظور ہو تو وہ تمام چیزیں قبول کرلی جائیں ورنہ واپس کی جائیں چونکہ یہ اسباب دولت ناخواستہ پیش آئے تھے اس لئے ان چیزوں کو واپس کرنا میں نے مناسب نہ جانا اور بہ لحاظ مصلحت طوعاً و کرہاً ان سب کو قبول کرلیا لیکن فی الحقیقت مجھے صدق عقیدت حضرت ہی سے ہے پس حضرت مجھے مرید فرمائیں۔ حضرت نے اسکو مرید کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ اہل ہدایت طریقہ سلوک میں کسی کو کسی کی ارادت سے روگردان کرنا موجب سعادت نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اوسے ضلالت و گمراہی کا باعث جانتے ہیں۔ ابراہیم قطب شاہ نے بہت معذرت کی مگر حضرت نے اسکو ہرگز مرید نہ کیا۔ بہت سے مردان صورت بین نے جو دنیا کے دلدادہ تھے ملامت سے پیش آکر حضرت سے کہا کہ اگر آپ بادشاہ کو مرید فرماتے تو وہ آپکا تابعدار بن جاتا یہ کلام سنکر حضرت نے فرمایا کہ مجھے طمع دنیا نہیں ہے جو اسکی خاطر بادشاہ کو مرید کرتا مجھے دنیا کی پروا نہیں۔ مجھے اپنی آخرت کا خیال ہے کل خدا کو جواب دینا ہے جب لوگوں نے آپکی تقریر سنی تو آپکی عالی ہمتی پر متعجب ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت شیخ احمد بن شیخ بدرالدین سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ امین خاں نے اپنے بیٹے مسمی حفاظ خاں کے کار خیر کے لئے حضرت والد شیخ بدرالدین سے قدم رنجہ فرمانیکی استدعا کی حضرت والد اونکی استدعا کو قبول فرماکر گولکنڈہ کو تشریف لے گئے جب آپ شہر کے قریب پونچے اور آپکی تشریف آوری کی خبر ابراہیم قطب شاہ کو ہوئی تو وہ آپ کے

قدوم فیض لزوم سے مشرف ہونے کو استقبالاً حاضر ہوا بعد قدم بوسی آپکو شہر میں لایا شہر میں داخل ہونیکے
بعد بادشاہ نے امین خاں سے تنہائی میں، کہا کہ مجھے ایک زمانہ سے فرزند کی آرزو ہے میں چاہتا
ہوں کہ اس آرزو کو ظاہر کرکے حضرت سے دعا کیلئے التماس کروں۔ شاید کہ حق تعالیٰ حضرت کی
دعا سے مجھے فرزند نرینہ عطا کرے۔ پس بادشاہ اور امین خاں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات زبان سے کہیں خود حضرت نے فرمایا کہ تم کو فرزند کی آرزو ہے اور
اسوقت تم اسی کے متعلق عرض کرنے آئے ہو تمہاری مراد کے موافق انشاء اللہ تعالیٰ بحرمت حضرت
سلطان الاولیاء فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ لیکن جب وہ پیدا ہو تو تمکو چاہیئے کہ اوسکو حضرت سلطان الاولیاء
کے نام نامی واسم گرامی سے موسوم کرو اور اسکو میرا مرید کراؤ۔ اس کلام کے سنتے ہی دونوں متحیر ہوئے
اور بادشاہ نے متعجب ہوکر امین خان سے پوچھا کہ شاید تم نے پہلے ہی اس نیت سے حضرت کو
اطلاع دی تھی امین خاں نے قسمیہ کہا کہ میں نے کچھ نہیں کہا بلکہ اس گفتگو کے بعد وہ بادشاہ سے جدا
بھی نہیں ہوئے۔ حضرت نے اپنی صفائی باطن سے اس راز کی اطلاع پائی غرض بادشاہ اس
بشارت کو سنکر نہایت شاد ہوا اور حضرت کے شرایط مذکور کو قبول کرکے واپس گیا۔

حضرت والد قدس اللہ سرہٗ فرماتے تھے کہ میں جب ابراہیم قطب شاہ کو فرزند کی بشارت
دیکر شہر بیدر کو لوٹ آیا تو اسیوقت میں نے والد حضرت شیخ محمدؒ رحمتہ اللہ علیہ کے روضۂ متبرکہ میں
بادشاہ کے ہاں فرزند پیدا ہونے کے لئے عرض کیا۔ اس بات کو چند روز گذر گئے۔ مجھے کوئی جواب
نہیں ملا۔ میں اوس سے اندوگہیں ہوکر آپ کی مزار مبارک پر گیا اور خاک سے اپنا منہ ملکر عرض
کیا کہ میں نے ابراہیم قطب شاہ کو فرزند دیا ہے صرف حضرت کے اعتماد پر اسکو اوسکی مقصد دری
کی امید دلائی ہے۔ اوسکے انصرام اور قایض المرام کرینگی امید آپ ہی سے کی ہے کیا وجہ ہے کہ
مجھے حضرت اس سے آگاہ نہیں فرماتے ہیں؟ کیا حضرت مجھے دروغ گو کرنا چاہتے ہیں یہ جملہ
میری زبان سے نکلتے ہی اسیوقت میں نے قبر سے آواز سنی۔ یہ فرمایا کہ میں اسوقت تک حق تعالیٰ
کی درگاہ میں دعا میں مشغول تھا اور چاہتا تھا کہ اوسکو تمہارے کہنے کے مطابق فرزند دلاکر تمکو
خبر دوں۔ اب تم کو خوش ہونا چاہیئے اسکے ہاں ضرور فرزند پیدا ہوگا۔

پس حضرت کے فرمانے کے مطابق ابراہیم قطب شاہ کو یہ نعمت نصیب ہوئی اور اوس نے
بھی اپنے قول و قرار کے مطابق اس کا نام شاہ عبد القادر رکھا اور اسکو حضرت کا مرید
کرایا۔ واللہ اعلم بالصواب

چھٹی حکایت جن ایام میں علی عادل شاہ کے ساتھ ایراج میں کافر متفق ہوئے تھے ان ہی دونوں میں حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ آپس میں اتفاق کر کے جنگ کیلئے آمادہ ہوئے۔

ابراہیم قطب شاہ خود معہ شمشیر حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں بہ حسن عقیدت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چونکہ میں خود جنگ میں روانہ ہونے والا ہوں لہذا حضرت فتح کی بشارت دیکر اور دست مبارک سے یہ شمشیر میری کمر میں باندھ کر مجھے میدان کارزار میں روانہ ہونے کی اجازت دیں تاکہ میں وہاں سے مظفر و منصور واپس آؤں۔

حضرت نے یہ سنکر تامل فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ منورہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں آپ نے حال عرض کر کے دریافت کیا کہ اگر قطب شاہ کے نصیب میں فتح حاصل ہونی ہو تو مجھکو اسکی کمر میں شمشیر باندھنے کی اجازت دی جائے ورنہ جو کیفیت ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔ اسی وقت قبر مبارک سے آواز آئی۔

"وجعلناه هباءً منثوراً" اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس بارہ میں ضرور منہزم ہوگا تب آپ نے اسی وقت شمشیر مذکور بادشاہ کو واپس کر دی اور کہا کہ جنگ سے باز رہے مگر آپ کا فرمانا اس نے قبول نہ کیا اور نہ آپکی ہدایت پر عمل کیا بلکہ رنجیدہ خاطر ہو کر ایک اور درویش سے التجا کی اور انسے شمشیر اپنی کمر میں بندھوا کر اور اس سے فتح کی بشارت لیکر لڑائی کو روانہ ہوا۔ جب مع لشکر کے اور میدان کارزار میں انکا مقابلہ ہوا تو قطب شاہ کا لشکر ہزیمت کھا کر پراگندہ ہوگیا غنیم کی فوج نے منہ پھیرتے ہی انکا پیچھا کیا انہوں نے بجز ندی میں گرنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا آخر ڈوب مرے۔ اس واقعہ کے وقوع میں آنے سے قبل ہی حضرت نے قطب شاہ کے لشکر کے ڈوب مرنے سے ہم کو آگاہ کیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ جس وقت میرے پاس سے قطب شاہ رنجیدہ خاطر ہو کر گیا اسوقت میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک چشمہ کے کنارے پر بیٹھا ہوں اور درختوں کے بہت سے پتے میرے نزدیک پڑے ہوئے ہیں ناگاہ دو شخص دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قطب شاہ نے آپ سے روگردانی کی میں نے کہا کہ اگر اس نے ایسا ہی کیا ہے تو دیکھیں اب پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر میں نے ان پتوں کو جو میرے نزدیک پڑے ہوئے تھے پانی میں ڈالا کیا دیکھتا ہوں کہ بعضے تو انمیں سے پانی پر تیر رہے اور بعضے ڈوب گئے۔

حضرت نے اسکی تعبیر یوں فرمائی ہے کہ اس دفعہ قطب شاہ کا لشکر پانی میں غرق ہوگا۔ کیونکہ جس قدر پتے غرق ہوئے وہ غرق ہونے والوں کے حال پر دلالت کرتے ہیں اور جو پتے پانی پر تیر آئے وہ سلامت رہنے والوں کی علامت ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ساتویں حکایت حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ کے احباب اور فرزندوں سے نقل ہے کہ جس زمانہ میں متذکرہ بالا سلاطین جنگ میں مشغول تھے ان ہی ایام میں علی عادل شاہ کی دایہ شہر بیدر میں آئی اور اس نے آنحضرت کی بساط بوسی سے مشرف ہونے کے بعد التماس کی کہ حضرت عادل شاہ کے لئے فتح و نصرت کی بشارت دیں اگرچہ علی عادل شاہ کے معاملہ سے حضرت کو آگے سے آگاہی تمام تھی مگر آپ نے اسلام کی رعایت پر نظر فرماکر اسکی استدعا قبول نہیں فرمائی اور فرمایا کہ تمہارے بادشاہ نے کفار کا ساتھ دیا ہے اس صورت میں مناسب نہیں کہ میں اسکو فتح کی خوشخبری دوں آپ کے اس فرمانے سے وہ بڑھیا گھبرائی اور پھر پوچھا کہ میرے بادشاہ کو شکست تو نہ ہوگی آنحضرت نے فرمایا کہ میں برا اچھا یہ بھی نہیں کہتا اور نہ فتح کی بشارت دیتا۔

اس کے بعد دایہ مذکور نے مدعائے دیگر پیش کیا اور یہ عرض کی کہ میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ حضرت نے اپنے برکت انفاس فیض اقتباس سے قطب شاہ کو فرزند دلوایا ہے۔ میرے بادشاہ کو کوئی فرزند نہیں ہے۔ اگر حضرت کے نظر فیض سے اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو وہ خدمت و آداب عقیدت بجالانے کو ہمہ تن موجود ہے حضرت نے جواب دیا کہ اگر عادل شاہ خود اس کے متعلق مجھے تحریر کرے تو اس کلام پر گوش خاطر منعطف کیا جائیگا اور درگاہ کردگار میں اسکی یہ استدعا گذرانی جائیگی۔ دایہ نے کہا کہ عادل شاہ میرا محکوم ہے۔ میں اس سے عرض حال کرکے ایسا کرونگی کہ وہ اپنے کو اس خاندان کے زمرۂ معتقدان میں شامل کریگا۔ غرض اسکے بہت ہی منت والتجا کرنے پر آپ نے اسکی استدعا قبول فرمائی۔ عادل شاہ کے ہاں فرزند تولد ہونے کی بشارت دی اور اسکو دو شرطیں سناویں ایک یہ کہ اس لڑکے کو حضرت پیران پیر کے نام نامی واسم گرامی سے موسوم کرے۔ دوسری یہ کہ اسکو خانقاہ قادریہ میں مرید کرے۔ دایہ نے شرائط مذکور قبول کیں اور واپس چلی گئی۔

چند روز کے بعد حضرت کی دعا کی برکت سے عادل شاہ کو فرزند نصیب ہوا۔ لیکن شرط سے عدول کرکے اس کا نام کچھ اور رکھا جب حضرت کو اسکی اطلاع ہوی تو آپ نے اپنے خادم سید محمد کو دایہ کے پاس روانہ فرمایا اور جو شرائط اس نے کی تھیں انکی یاد دہانی کی۔ یہ سنکر دایہ نے کہا کہ مجھے اس واقعہ کی مطلق خبر نہیں بلکہ میں حضرت شیخ کو پہچانتی بھی نہیں۔ نہ میں نے انہیں کبھی دیکھا نہ ان سے اولاد کی استدعا کی

خادم مذکور نے واپس آکر اس کا انکار کرنا حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے غضب میں آکر فرمایا کہ وہ چھوٹی اس لڑکے کو ہاتھ سے دیگی اور اپنی جان بھی ضائع کریگی۔ آخرالامر اسی سال میں اس نوزائیدہ لڑکے اور دایہ کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آٹھویں حکایت شیخ احمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ بدرالدین سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب میری دختر کے آثار مرگ ظاہر ہونے شروع ہوئے تو میں دائرہ ذکر میں مشغول ہوا ناگاہ دو شخص جنگلی عربوں کی صورت میں میرے نزدیک آتے دکھائی دیئے۔ جب وہ میرے نزدیک پہونچے تو انہوں نے مجھے سلام کرکے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپکی دختر کی روح قبض کرنے کیلئے بھیجا ہے اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ آپکی اجازت سے یہ عمل پورا کیا جائے۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم اس کام کی جرأت کریں ورنہ ارشاد ہو تو ہم یوں ہی عالم بالا کو واپس چلے جائیں۔ اونکے جواب میں میں نے کہا کہ میری جان اور میرے فرزندوں کی جان میرے پروردگار کے حکم پر قربان ہے اب تم جلدی کرو اور جس کام کا تمہیں حکم ہوا ہے اسکو فی الفور بجالاؤ پس میرے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے حجرہ میں قدم رکھا۔ اونکے اندر داخل ہوتے ہی لڑکی کی دایہ نے اس کے وفات کی ندا کی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نویں حکایت شیخ محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے والد شیخ بدرالدین صاحب کے محل خدمتگار ملازمین کھانا کھا رہے تھے میں اس وقت اون کے نزدیک حاضر تھا اور اہتمام میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں وہ ان میں گفتگو چھڑی وہ کہنے لگے کہ ہمارے حضرت عادت کریمانہ و شفقت قدیمانہ ہمارے حال پر ایسی رکھتے تھے کہ ہمارے کھانے وقت آپ خود ہمیشہ تشریف لاتے اور ہم کو روغن و شیر دلواتے تھے۔ اب چند دن سے آپ نے یہ بات ترک فرمائی ہے اس کلام کے اختتام پر ابھی ایک لحظہ بھی نہ گزرا تھا کہ اوس قطب الانام نے قدم رنجہ فرمایا۔ اور مسکراتے ہوئے اونکو روغن و شیر دلوایا اسکے بعد آپ واپس تشریف لے گئے اس معاملہ سے ہمکو سخت تعجب ہوا اور یقین جانا کہ حضرت نے اپنی صفائی باطن سے ہماری شکایت معلوم کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دسویں حکایت میاں ابراہیم موذن سے نقل ہے کہ حضرت شیخ بدرالدین موضع کرسگی کو تشریف لے گئے تھے وہ قریہ آنحضرت کے متعلق تھا اکبر وزقریہ سے باہر نکلکر آپ تفریح کنان جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف روانہ ہوئے اسوقت حضرت کے ساتھ میرے سوا کوئی اور نہ تھا جب عصر کا وقت آیا تو وضو کے لئے پانی کی تلاش کی مگر نہ ملا اور نماز کا وقت فوت ہو رہا تھا حضرت نے

مجھے اس صحرائے بے پایاں میں کھڑا کر کے خود تنہا گوشۂ صحرا میں آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور تھوڑی دیر
کے بعد وضو سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے۔ اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تمکو وضو ہے؟ میں نے کہا
نہیں۔ آپ نے اشارہ سے فرمایا وہاں جاؤ اور وضو کر کے جلد آؤ۔ میں وہاں گیا۔ ایک ایسا چشمہ دیکھا
جس کا پانی نہایت شیریں تھا پس میں وضو کر کے وہاں سے جلد واپس آیا اور حضرت کی متابعت
میں نماز عصر پڑھی۔ اسی اثناء میں حضرت کے خادموں اور ملازموں سے بہت سے آدمی تعاقب کرتا ہوا
اور جویاں آ پہنچے۔ وہاں انہوں نے پانی کی تلاش میں اس چشمہ کو ڈھونڈا مگر نہ پا سکے وہ جس طرح
پیدا ہوا تھا اسی طرح قبل اسکے نا پید ہو گیا۔ میں اس سے متحیر ہوا اور اسکو حضرت کے خوارق عادات سے
جانا۔ واقعہ قطب شاہ اب۔۔

گیارہویں

اور آپکے صاحبزادے شیخ احمد صاحب سے نقل ہے کہ حضرت شیخ بدرالدین فرماتے تھے کہ میں ایک روز
بی بی کی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور سر سجدہ میں رکھکر اللہ تعالے سے راز و نیاز میں
مشغول تھا۔ ناگاہ اسے نقل ہے کہ بالا سے میرے سجدہ گاہ کے آگے گری اور ساتھ ہی ہاتف غیب نے
کہا کہ کنجی کہ یہ تیرے رزق کی کنجی ہے۔ پس میں نے اسیوقت خداوند تبارک و تعالے کا شکر ادا کیا
اور کنجی اٹھا کر اپنے نزدیک رکھ لی۔ حضرت جب تک زندہ رہے آپ وہ کنجی اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے
جب آپ نے وفات پائی تو اسوقت اس کنجی کی بہت تلاش کی مگر کہیں نہ ملی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بارہویں حکایت

حضرت شیخ بدرالدین کے صاحبزادوں سے نقل ہے کہ ایک روز آنحضرت نے بزرگوں
کی صحبت میں حق تعالیٰ کو یاد کیا اور کھانا پکوا کر خاص و عام کی دعوت کی۔ اسوقت بہت سے آدمی
فقرا صلحا اور مشائخ آئے اور کھانا کھا کر چلے گئے اس طعام میں سے کچھ بچا ہوا رکھا تھا۔ اتفاقاً حضرت
کے بڑے بھائی حضرت شیخ ۔۔۔ لدین نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ جو تعداد
میں سو سے بھی زیادہ تھے اُنکے پاس آ گئے۔ حضرت کے خادم جلال الدین نے جو طعام اور تقسیم طعام کا منتظم تھا
حضرت سے عرض کیا کہ سیدی آپکے دوست بہت آ گئے ہیں اور طعام اس قدر نہیں ہے کہ ان سب کے لئے کافی ہو
اب دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور طعام کا انتظار ہے اب کیونکر انتظام کیا جائے اور ان سب کو کھانا کیسے
کھلایا جائے یہ سنتے ہی حضرت خود باورچی خانہ میں تشریف لائے اور جو کچھ بقیہ طعام موجود تھا
وہ آپ نے اپنے نزدیک طلب فرمایا اور اس پر اپنی چادر مبارک اڑھادی اسکے بعد آپ نے اپنے
دست مبارک سے ہر ایک شخص کو تقسیم کے طور پر دو دو روٹیاں اور سالن رسم مقررہ کے مطابق
دینا شروع کیا۔ غرض کھانا سب لوگوں کے لئے کافی ثابت ہوا اور سب نے سیر ہو کر کھایا۔ جب سب

کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس پر سے رد لئے مذکور اٹھا دی۔ میں نے اسوقت دیکھا کہ ابھی بقیہ طعام کا کچھ حصہ موجود تھا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی اور حاضرین سے ہر ایک شخص جس نے اس کام کو مشاہدہ کیا متعجب ہوا اور سب نے اس برکت کو حضرت کی افاضت سے خیال کر کے آپکی کرامت دیکھا کو جانا واللہ اعلم بالصواب۔

تیرہواں حکایت شیخ احمد سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ حضرت بدرالدین ہر روز دست مبارک سے فقیروں کو روٹی تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے فقیروں میں روٹیاں تقسیم کرنے کو مجھ سے فرمایا میں لے آپ کے حسب الحکم روٹیاں تقسیم کیں مگر بعضوں کو ملیں اور بعضوں کو نہیں۔ مجھ سے روٹیوں کا تقاضہ ہونے لگا اور اب روٹیاں اتنی نہ تھی والوں کو کفایت کرتیں۔ میں نے حضرت سے یہ کیفیت عرض کی۔ حضرت خود تشریف لائے فقیروں کو دی تھیں وہ سب ان سے آپ نے واپس لے لیں اور پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے روٹیاں تقسیم کرنا شروع کیں میں نے دیکھا کہ وہ روٹیاں سب کو کافی ہوگئیں اور کسی کو شکایت نہ رہی بلکہ سب کو کامل طور پر تقسیم ہونیکے بعد بھی کچھ روٹیاں بچ رہیں۔ اس فعل سے مجھے بہت تعجب ہوا میں نے حضرت سے اس کا سبب پوچھا آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خالق نے اپنی عنایت و کرم سے میرے ہاتھ میں برکت دی ہے جو چیز میں اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں وہ فوراً مضاعف ہو جاتی ہے۔

راوی مذکور فرماتے ہیں کہ حضرت سے اس طرح کے واقعات کئی مرتبہ مشاہدہ میں آئے اور بارہا اس سے بڑھکر باتیں دیکھنے میں آئیں۔

دوسری نقل شیخ ابراہیم بن حضرت بدرالدین سے نقل ہے مذکور کہ غزالدین نے ایک دن چند درہم دست مبارک میں لیکر ملائے میں نے دیکھا اور یقین جانو درہم دو چند ہوئے اور تعداد میں اس سے بھی زیادہ ہونے لگے یہاں تک کہ جب ہاتوں میں سمانے کی گنجائش نہ رہی تو وہ زمین پر گرنے لگے میں اس مشاہدہ سے متحیر ہوا۔

حضرت کو میں نے بہت دفعہ کہتے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ رب حق سبحانہ تعالےٰ نے میرے ہاتوں میں برکت دی ہے میں جو چیز ہاتھ میں لیتا ہوں وہ اسمیں زیادتی اور کرتا ہے یہ اسکی بڑی نعمت ہے جو مجھے عطا فرمائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چودھویں حکایت میاں ٹپے خطیب مدرسہ شہر بیدر سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت بدرالدین اپنے مسافرخانہ
پر جو بر سر بازار مدرسہ کے نزدیک واقع ہے تشریف فرما ہوکر بازار کا تماشہ دیکھ رہے تھے
میں حضرت کو دیکھکر آپکی خدمت میں گیا اور آداب بجالاکر پاس بیٹھا اور اپنے دل میں کہا کہ حضرت نے
بہت سے غریب آدمیوں کو ابراہیم قطب شاہ کے پاس ملازم رکھواکر انکی روزی مقرر کرادی ہے
لیکن اپنی نظر کیمیا اثر مجھ پر نہ ڈالی - یہ خیال کرکے میں نے چاہا کہ کثرت عیال کی حالت اور تنگی معاش
کی حقیقت آپ سے عرض کروں ۔ ہنوز یہ خیال میرے دل میں پیدا نہ ہوا تھا کہ آپ نے تبسم کناں
مجھے دیکھا اور قبل اس کے کہ میں کوئی لفظ زبان سے نکالوں خود آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ اگر
اب کی دفعہ قطب شاہ سے ملاقات ہوئی تو تم کو ملازم رکھواکر کچھ تنخواہ مقرر کرادوں گا یہ سنکر میں
متحیر ہوا اور آپکے صفائی باطن کی تصدیق کی ۔ واللہ اعلم بالصواب

پندرھویں حکایت بی بی کمال صاحبہ اہلیہ حضرت شیخ بدرالدین صاحب اور نیز حضرت کے فرزندوں
سے نقل ہے کہ جب شیخ لطف اللہ بن شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی بیمار ہو
تو شیخ بدرالدین صاحب انکی عیادت کو گئے جب آپ مکان پر پونچے تو شیخ لطف اللہ کی
نیک بخت والدہ آپ کے پاس آئیں اور تضرع وزاری کے ساتھ کہا کہ میں نے ایک عجیب واقعہ
دیکھا یعنے خواب میں مجھکو ایک کہنے والے نے غیب سے خبر دی کہ اگر شیخ بدرالدین تیرے لڑکے کیلئے
دعا کریں تو ہر آئینہ اسکو صحت ہوگی۔ پس میں اسی توقع پر التجا کرتی ہوں کہ آپ براہ کرم میرے
فرزند کی صحت کے لئے حق تعالی کی بارگاہ میں دعا فرمائیں۔ حضرت نے بی بی کے کہنے کو قبول فرمایا
اور مکان کو واپس آئے۔

آپ فرماتے تھے کہ میں نے اس کام پر ملتفت ہوکر دوگانہ کی ادائی کے لئے تیاری شروع کی
اس دوگانہ نماز کی تعلیم مجھے میرے والد حضرت شیخ محمد صاحب نے اس طرح دی تھی کہ جو مشکل
کام پیش آئے اس وقت اسکی آسانی کے لئے یہ دوگانہ ادا کرکے درگاہ مجیب الدعوات میں دعا
کی جائے۔ پس جب میں نے وضو کرکے اس دعا کے لئے دوگانہ مذکور ادا کرنے کا عزم کیا تو ناگاہ
میں نے دیوار خانہ سے یہ آواز سنی کہ "نکر" اسکے سنتے ہی افواج ہموم میرے دل پر ہجوم کر
آئے اور امواج غموم نے موجزن ہوکر قلب میں تلاطم پیدا کردیا اور یقین ہوا کہ چونکہ مریض کی زندگی
پوری ہوچکی ہے۔ اسلئے مجھے اس کام سے منع فرمایا جاتا ہے۔

پس آپ نے اس کام سے معذرت چاہی۔ آخر شیخ لطف اللہ اسی بیماری میں فوت ہوگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سولہویں حکایت شیخ محمدؒ اور شیخ احمدؒ سے نقل ہے کہ حضرت بدرالدین کو ابراہیم قطب شاہ (بادشاہ دکن) نے اپنے دارالسلطنت گولکنڈہ طلب کیا۔ آپ تشریف لے گئے۔ اور چند دنوں تک وہاں اقامت کی۔ ایک رات ناگاہ امین خاں درباری آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ محل میں ایک خواص حاملہ ہے اور وہ وضع حمل کے قریب پونچی ہے لیکن منجم لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان دنوں ڈھائی روز منحوس ہیں اگر ان ایام میں فرزند پیدا ہو تو وہ بادشاہ کی جان پر سخت گراں ہوگا۔ ایک مصرت عظیم پیش آئے گی اور سارے ملک میں پریشانی پھیلے گی اس لئے بادشاہ سلامت نہایت عجز وانکسار سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت اسوقت ایسی دعا فرمائیں کہ ان ایام نحوست میں اسکی ولادت متوقف ہو۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بڑی قدرت والا ہے وہ جو بہتر سمجھتا ہے وہی کرتا ہے اس کی مشیت میں کس طرح دخل دیا جا سکتا ہے۔ ہم عاجز اور اس کے تابع فرمان بندے ہیں پس ہمکو ایسے کاموں کے امتحان سے معاف کیا جائے۔ لیکن امین خاں کی معذرت اور بادشاہ کے دوبارہ اصرار کرانے سے آپ اس کام کی طرف ملتفت ہوئے۔ نئے سر سے وضو کیا۔ دوگانہ نماز پڑھی اس کے بعد سر سجدہ میں رکھکر دعا کرنی شروع کی۔ ایک عرصہ کے بعد سر اٹھا کر امین خاں سے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کو خبر دو کہ ولادت روکی گئی۔ عالم غیب سے جواب ملا کہ "الولادۃ متوقفۃ"۔ امین خاں کو بادشاہ سے عرض کرنے میں پس وپیش ہوا اسپر آپ نے خود اس واقعہ کو دست مبارک سے تحریر کرکے بادشاہ کے پاس بھجوایا۔ اسی وقت بادشاہ نے محل میں دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ زچگی متوقف ہوی ہے۔

ایام نحوست کے اختتام کے بعد کئی دن گذر گئے مگر ولادت وقوع میں نہ آئی۔ بادشاہ نے امین خاں کو پھر حضرت کی خدمت میں روانہ کرکے عرض کرایا کہ اب زچگی واقع ہو۔ حضرت نے پانی دم کرکے بھجوایا اس کے پلاتے ہی فرزند نرینہ پیدا ہوا۔ بادشاہ خوش ہوا اور سب نے آپ کے ولی ہونے کا اقرار کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سترویں حکایت حضرت شیخ بدرالدین کے فرزندوں اور ملازموں سے نقل ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کے پاس شیعہ بہت جمع تھے انھوں نے ایک روز بادشاہ سے کہا کہ ان ایام میں شیخ بدرالدین مقتدائے اہل اسلام ہیں اگر وہ شیعہ مذہب اختیار کرلیں گے تو بہت سے سنی شیعہ ہوجائینگے۔ بادشاہ نے اس تجویز سے اتفاق کرکے حضرت کی خدمت میں معروضہ لکھا

اور آپ کو لانے کے لئے قاصد روانہ کیا حضرت کے بعض مریدین اور معتقدین نے اس واقعہ کی کیفیت حضرت کو لکھ بھیجی۔ حضرت نے اس سے متفکر ہو کر حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔

حضرت فرماتے تھے کہ میں نے اسی رات حضرت غوث پاک کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند جا اور کچھ خوف دل میں نہ لا۔ اس بشارت سے آپ مطمئن ہو کر گولکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قطب شاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو خود استقبال کے لئے شہر سے باہر آکر آپ کو لے گیا اور شرف بساط بوسی سے مشرف ہو کر با ادب تمام بیٹھا۔ حق تعالیٰ نے ایسی ہیبت و دہشت اسکے دل میں ڈالی کہ جو بات اس نے سوچ رکھی تھی اسکو زبان پر نہ لا سکا حضرات شیعہ نے ہر چند اس بات کے پیش کرنے کی اشارت کی لیکن بادشاہ نے اونکو منع فرمایا اور بالآخر حضرت کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا۔

دوسری روایت اس طرح منقول ہے کہ قطب شاہ کے ارکان دولت و اعیان مملکت نے جو اکابر و افاضل شیعہ تھے قطب شاہ سے عرض کیا کہ شیخ بدر الدین مرجع علمائے نامدار اور خلاصہ فضلائے روزگار ہیں اور زمانہ میں بے مثل مانے جاتے ہیں۔ اور ہمارے پیشوا خواجگی شیخ بھی ان سے کچھ کم نہیں ہیں۔ اگر ان دونوں حضرات کے درمیان مباحثہ کرایا جائے تو انکی علمیت و فضلیت میں امتیاز کیا جائے گا۔

بادشاہ نے اونکے معروضہ کو قبول کر کے مباحثہ کی اجازت دی بادشاہ اور حضرات شیعہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت شیخ خواجہ کو بھی طلب کیا جب وہ آئے اور انکی نظر حضرت کے روئے مبارک پر پڑی تو وہ لرزہ براندام ہو گئے اور ایسی ہیبت طاری ہوی کہ وہ حضرت کے مریدین اور معتقدوں کی طرح مودب ہو بیٹھے اور مباحثہ کے خیال سے جو ایک رسالہ لیتے آئے تھے وہ انکے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا یہ دیکھکر حضرت شیخ بدر الدین نے فرمایا کہ یہ رسالہ کیا لائے ہو؟ ادہر لانا ذرہ میں بھی دیکھوں مگر انہوں نے عذر کیا کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو خدمت والا میں گذرانی جائے پس تھوڑی دیر بیٹھکر وہ واپس گئے قطب شاہ اور تمام حاضرین اس واقعہ کے مشاہدہ سے متعجب ہوئے اور اسکو آپ کا فیض ولایت جانا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اٹھارویں حکایت یہ حکایت حضرت بدر الدین کے بعض واقعات اور حالات پر جو آپ کے ایام مرض موت میں واقع ہوئے اور ان اقوال و افعال پر جو آپ سے اخلاقاً ظہور میں آئے

مشغول ہے۔

حضرت کے فرزند، مریدین، معتقدین اور ملازمین خانہ بیان کرتے ہیں کہ جس مرض میں حضرت نے انتقال فرمایا اسکے شروع ایام میں غلبہ برودت سے آپ کو ثقل لسان (حلق کا فالج) ہوگیا تھا آپ بات نہ کر سکتے تھے۔ مگر جو روزانہ وظیفہ تھا اسکو آپ بغیر رکاوٹ کے پڑھتے تھے اور قرات صلوٰۃ اور بزرگوں کی فاتحہ خوانی میں آپکو کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی۔ ضعف جسمانی آپکو اس حد تک لاحق ہوا تھا کہ آپ کسی کی معاونت کے بغیر اٹھ نہ سکتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آتا تو آپ دوسرے کی استعانت کے بغیر اٹھ بیٹھتے اور اس تخت پر جو آپ کے تخت کے قریب نماز کیلئے رکھا گیا تھا تشریف لاتے اور نماز ادا کرتے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو جس طرح اٹھکر آئے تھے اسطرح اٹھکر آرامگاہ کو جا نہ سکتے تھے یہاں تک کہ آدمی آپکو اٹھاکر بستر پر لٹا دیتے تھے۔ لوگ آپکی اس قوت شوقیہ قلبیہ کو دیکھکر متعجب ہوتے تھے۔

شیخ احمد فرماتے ہیں کہ وہ اپنی قدیم روزانہ عادت کے مطابق ایک روز ایام بیماری میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت نے انکو دیکھا تو فرمایا کہ مجھکو اسوقت بارگاہ صمدیت سے گویائی عطا ہوئی ہے اسی وقت حضرت نے اپنے کل فرزندوں، قرابتداروں، مریدوں، معتقدوں اور تمام اہالی خانہ کو جمع کرکے فرمایا کہ آج تیسرا دن ہے کہ میری زندگی پوری ہوچکی یعنے ان تین روز کے قبل ہی میری عمر تمام ہوگئی تھی مگر میں نے ان تین روز کے لئے حق تعالیٰ سے دعا کی اور زندگی باقی کہ ان ایام میں میں اپنے بقیہ اوراد ختم کرلوں اور وصیت ضروری سے تمکو آگاہ کردوں پس میں نے ان ایام میں اپنے اذکار باقی ختم کئے یہ کہکر آپ نے اپنے فرزندوں سے ہر ایک کو نعمت قادریہ دی اجازت مطلقہ عطا کی اور خرقہ خلافت پہنایا۔ چنانچہ اپنے بڑے فرزند شیخ محمد کو اپنے خرقۂ خلافت پہنانے کے بعد وہ فرمان اور وہ دستار جو آپ کے والد بزرگوار سے آپ کو عطا ہوئی تھی عنایت فرمائی دوسرے فرزند شیخ احمد کو خرقۂ خلافت معہ مسند اور حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کی کتاب عطا فرمائی۔ تیسرے فرزند شیخ ابراہیم کو خرقہ خلافت پہنا کر کتب تکملہ عربی و فارسی دیں اور چوتھے فرزند شیخ علی کو خرقۂ خلافت دیکر کتاب خلاصۃ المعارج منشی ... مولف کتاب ہذا کو (جو حضرت کے دوسرے بیٹے شیخ احمد کے بیٹے ہیں) اگرچہ آپ نے پیشتر ... فرمایا تھا لیکن اس موقعہ پر بھی اپنے پاس طلب کرکے وہ دستار جو آپ نے اپنے سر مبارک پر پہنی تھی ان کے سر پر دست مبارک سے رکھی اور خرقہ خلافت

پہنا کر تفسیر بیضاوی عطا کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو اجازت مجھے اپنے والد بزرگوار سے ملی تھی وہ میں نے تم کو دی اور تمکو مجاز مطلق گردانا۔

شاہ عالم بن شیخ عبد اللہ بن حضرت شیخ اسمٰعیل کو (جو آپ کے داماد تھے) خرقۂ خلافت پہنایا اور شیخ محمد بن شیخ نظام ہنسوری اور حافظ جمال الدین کو بھی خرقہ پہنا کر خلافت دی گئی اسکے قبل جن لوگوں کو آپ نے خلافت دی تھی ان میں فقیر محمد ملیباری اور میاں عبد القادر تھے جو اسوقت حاضر خدمت ہے۔

آپ نے تمام فرزندوں کی طرف مخاطب ہو کر یہ نصیحت فرمائی کہ سب آپس میں متفق رہیں اور سجادۂ شرع پر استقامت کرکے میری سیرت اور میری روش اختیار کریں خانقاہ کا دروازہ سب کے لئے کھلا رکھیں اور جو آئے اسکی خدمت بجالائیں۔ پیروں اور بزرگوں کے اعراس ناغہ نہ ہونے دیں۔ پیر والا کے روضۂ متبرکہ کی متولی گری جو اُن سے مجھے پہونچی تھی میں نے اپنے فرزند شیخ احمد کو تفویض کی وہ آیندہ اُنہی کے سپرد رہے اور اسکی خدمت کرنے کے لیے تاکید بلیغ فرمائی آپنے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت کی خدمت کی برکت سے میں اس درجہ کو پہونچا پس تم میں سے جو دلدہی سے خدمت کریگا وہ انشاء اللہ ضرور مقام بزرگی کو پہونچیگا۔

اس کے بعد آپ یادِ حق میں مشغول ہوئے ہاتھ سے تسبیح پھیرتے ہوئے اللہ اللہ کہنے لگے چنانچہ اسی حالت میں سب کے دیکھتے ہی دیکھتے آپکا طائر روح پر فتوح اس تنگنائے فانی سے نزہت سرائے جاودانی کی طرف پرواز کر گیا بمقتضائے اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ طالب و مطلوب مل گئے دوست کا دوست سے وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

انتقال کے چھ مہینے بعد بعض فرزندوں اور مریدوں کے خواب میں آکر آپ نے فرمایا کہ جس جگہ تم نے مجھے دفن کیا ہے وہاں پانی ہے اب مجھے وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ دفناؤ جب آپکے فرزندوں اور مریدوں نے یہ خواب متواتر دیکھا تو وہ سب متحیر و متفکر ہوئے آخر سب نے متفق ہو کر اس کام کے ارتکاب کی یعنے قبر کے انکشاف کی جرأت کی قبر سے ایک پتھر سرکایا تو دیکھا کہ قبر پانی سے بھری ہوئی ہے جیسا کہ آپنے خواب میں لوگوں سے فرمایا تھا پس سب نے پانی نکال کر دیکھا تو آپکا وجود مبارک ذرا بھی متغیر نہ ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپکو اسی روز دفن کیا گیا ہے۔

اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی آل سیدنا محمد و بارک و سلم ہ

اسوقت ایک آدمی نے از روئے امتحان مرتکب بے ادبی ہو کر آپکی ریش مبارک کا بال پکڑ کر

کھینچا مگر وہ آپ کے وجود مقدس سے جدا نہ ہوا۔ اسی وقت سے وہ نا ہنجار انواع و اقسام کی آفات میں مبتلا ہوا۔ آخر اس نے توبہ و استغفار کی اور بلا سے نجات پائی الغرض لوگوں نے آپ کو اس قبر سے نکالکر دوسری جگہ دفن کیا جہاں اب آپ کا مزار پر انوار واقع ہے۔

اکثر آدمیوں سے روایت ہے کہ آپ ہر رات قبر سے باہر آکر سیر کرتے ہیں جیسا کہ زندگی میں آپکی عادت تھی کہ آپ ہمیشہ طواف کرتے اور فاتحہ پڑھتے پھرا کرتے تھے۔

پہلی نقل میاں حسن جو ایک مرد صالح تھے اور چند روز کیلئے آپ کے روضۂ مبارک کی مجاوری کی خدمت ادا کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں ہر رات آپکی قبر مبارک پر سے غلاف علیحدہ کر لیا کرتا اور صبح کو قبر مبارک پر پہنا دیا کرتا تھا ایک روز ظہر کے وقت میں روضہ میں گیا۔ ناگاہ میں نے ایک مرد کو نزدیک قبر کے کھڑا ہوا دیکھا اس کا نورانی چہرہ مثل ماہ تاباں کے چمک رہا تھا میں دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کون آدمی ہے اور اس قدر دہشت ہوئی کہ میں نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا۔ اور ابھی اس ارادہ سے پلٹا ہی تھا کہ اس بزرگ نے آواز دی کہ کیوں واپس جاتا ہے۔ اندر آ اور دل میں کچھ خوف نہ لا۔ میں اس مرد کا نام شیخ بدر الدین ہوں اور تجھے تاکید کرتا ہوں کہ آیندہ سے میری قبر سے غلاف جدا نہ کیا کر جسطرح انسان کی ستر پوشی کے لئے لباس ہے اسی طرح قبر کے لئے غلاف اس کا پیراہن ہے یہ کہکر آپ غائب ہو گئے میں آپکے فرمانے پر متعجب و متحیر ہوا مگر بعد میں میں اپنی خوش قسمتی پر خوش ہوا کہ مجھے آپ کے دیدار سے مشرف ہونیکا موقع ملا۔ **الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون عن دار الی دار**

آپ جملہ شرفائے روزگار سے اشرف تھے آپ اپنے والد بزرگوار کے پاس بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے چنانچہ آپ کے برادر بزرگ مخدوم جی فرماتے تھے کہ ہم تمام حضرات شیخ محمد کے بیٹے ہیں لیکن شیخ بدر الدین حضرت کے یار جانی اور محب روحانی ہیں۔

آپ کے بھائیوں میں سے کسی کو اگر کوئی کام یا مشکل پیش آتی اور والد بزرگوار سے اس کے متعلق استفسار کرنا چاہتے تو وہ کہتے کہ آپ حضرت کی خدمت میں عرض کر کے جواب سے مطلع کریں چنانچہ آپ حضرت سے عرض کر کے جواب حاصل کرتے اور استفسار کرنے والوں کو پہونچا دیتے حضرت کی زندگی میں یہی طریقہ جاری رہا اور حضرت کے انتقال کے بعد بھی جب کسی کو کوئی کار دشوار پیش آتا تو آپ سے کہتا اور آپ روضۂ مقدسہ میں جاکر قبر مبارک پر سر رکھکے عرض کرتے اور وہاں سے جو جواب ملتا وہ مستفسر کو سنا دیتے۔ زندگی میں حضرت آپکو جسطرح عزیز رکھتے تھے اسیطرح بعد

انتقال آپ کے کاموں میں روحانی تائید فرماتے تھے۔

دوسری نقل زندگی میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ہما میرے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے علی الصباح نیند سے بیدار ہو کر نماز فجر پڑھی اور وظیفہ سے فارغ ہو کر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات کے خواب کا مفصل حال عرض کیا اسوقت میرے بڑے بھائی مخدوم جی وہاں حاضر تھے آپ نے خواب سنکر قبل اس کے کہ حضرت والد اسکی کچھ تعبیر فرمائیں خود کہا کہ سلاطین زماں تمہارے مطیع و منقاد رہینگے اس کے بعد حضرت والد نے بھی فرمایا کہ یہ تعبیر صحیح ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دکن کے تمام سلاطین آپ کے مطیع اور عقیدت مند تھے آپ اُن سے جو کچھ فرماتے وہ اسی وقت بجالاتے اور آپ سے ہمیشہ دعائے خیر کے طالب ہوا کرتے تھے اور آپکی دعا سے اونکے مطالب حند ابر لاتا تھا۔ چنانچہ کئی سلاطین آپکی دعا کی بدولت اپنے دلی مراد کو پہونچے اور آداب ارادت بجالاکر زمرۂ معتقدین و مریدین میں شامل ہوئے۔

آپکا چہرہ مدور اور نہایت نورانی تھا آپ نہایت وجیہہ اور شاندار تھے آثار فضیلت و عظمت جبیں بلند سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ انتہا درجہ کے خلیق تھے ہر ایک سے نہایت ملائمت و شیریں کلامی سے پیش آتے اور ہر ایک کے معروضہ کو نہایت شوق سے سنتے اور سرگرمی سے انکی مدد فرمایا کرتے تھے جو آپ سے ملتا وہ آپ کا شیدا ہو جاتا تھا آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ زبان زد عوام تھے آپ سے سب خوش تھے اور آپکو صاحب دل بزرگ مانتے تھے باوصف ان اوصاف کے آپ ہر ایک چھوٹے بڑے اور فقراء سے صحبت رکھتے اور اونکے ساتھ تواضع سے پیش آتے اور کسی صورت میں سوائے دلداری کے کسی کو رنجیدہ خاطر نہ کرتے۔ آپ کا ہر ایک ملازم یہ سمجھتا تھا کہ آپ کے الطاف مجھ ہی پر زیادہ ہیں غرض سب ملازمین کا یہی حال تھا۔

آپ سادات کی نہایت تعظیم کرتے۔ فقیروں اور غریبوں کی خدمت نہایت دلدہی اور حسن و خوبی اور دلجوئی سے بجالاتے انکی بدخوئی پر صبر کرتے۔ چنانچہ آپ کے تحمل اور حسن سلوک کی ایک نقل بیان کی جاتی ہے

تیسری نقل ایک روز مجمع کثیر میں آپ تشریف فرما تھے بہت سے مرید اور فقرا آپ کے آس پاس بیٹھے ہوئے گفتگو میں مشغول تھے جو شخص آپ سے جس بات کا سوال کرتا آپ فوراً اسکی تعمیل کرا دیتے۔ ایک فقیر شوریدہ سر پریشان حال نے آپ پر نہایت وحشیانہ حملہ کیا

میان سے چھرا کھینچکر ایک ہاتھ آپ کے گریبان میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے چھرا آپ کے سینۂ مبارک پر رکھا۔ یہ حالت دیکھکر آپ کے سب فدائی اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکو پکڑ کر مارنے پر آمادہ ہوئے مگر آپ نے سب کو منع کیا اور اسکے آگے اپنا سر پیش کر کے فرمایا کہ یہ سر حاضر ہے تو جو چاہتا ہے کر میں حاضر ہوں۔

جب اس فقیر نے آپ کا یہ منکسرانہ برتاؤ دیکھا تو فی الفور حضرت چھرا پھینک کر آپ کے پاؤں پر گرا اور اپنی آنکھیں کف پا سے ملکر کہا کہ کسکی مجال ہے جو جناب سے بے ادبی کرے سجناایں نے یہ حرکت کسی بد اندیشی سے نہیں کی۔ مجھے صرف آزمانا مقصود تھا۔ وہ ابدی بدبخت ہوگا جو ایسے مقدس بزرگ پر دست ستم دراز کرے۔

یہ فقیر اکثر کہا کرتا تھا کہ جس وقت میں نے حضرت کی یہ آزمائش کی تو آپ کو دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے کہ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے اور ایک دریا ہے کہ خس وخاک کی پروا نہیں کرتا الغرض آپکے استقلال کی یہ کیفیت تھی۔

آپ پیروں اور بزرگوں کے عرس نہایت تکلف سے کیا کرتے۔ اکثر ذوق وشوق سے سماع سنتے اور جسوقت جذبۂ وجد وطرب آپ پر طاری ہوتا تو اس سے تمام حاضرین متاثر ہو جاتے اور آپ کے فیض سے سب کے قلب منور ہوتے تھے۔

آپ سے اگر کوئی عرض کرتا کہ اس نے بزرگوں کی نیاز کی ہے۔ قدم رنجہ فرما کر تناول طعام فرمائیں تو بمقتضائے فلیستجب آپ اسکی دعوت کو قبول کر کے تشریف لے جاتے اور اسکے لئے دعائے خیر فرماتے اور ہر ایک سائل کی آرزو پوری کرنے میں مدد فرمایا کرتے تھے۔

باوجود اس کمال وشوکت وجلال وعظمت کے آپ نے کبھی اپنی طرف نظر نہ کی۔ نخوت وانکساری کے غرور وتمکنت آپ جانتے ہی نہ تھے طبیعت نہایت سادہ اور فقیرانہ تھی۔ حسن وخلق انسانی ہمدردی اور دلجوئی آپ میں بیحد تھی۔ ہر ایک کے ساتھ آپ مروت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے اعلیٰ اور ادنیٰ جو شخص آپ کے پاس آتا آپ فی الفور کھڑے ہو کر اسکی تعظیم کرتے اور مہمان کی خاطرداری اور تواضع اپنے اوپر لازم اور واجب جانتے تھے جو مہمان آپ کے پاس سے جاتا وہ مدت العمر آپکی مہمان نوازی کا کبھی نہ بھولتا اور ہمیشہ آپکی شکرگزاری اور تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا۔

عبادت کے علاوہ کہانے پینے سونے اور جاگنے کے آداب کو مذہب کے مطابق

ملحوظ رکھا کرتے۔ کھانا کھاتے وقت دسترخوان پر جو کھانا آپ کو لذیذ معلوم ہوتا آپ فوراً اس سے ہاتھ کھینچ لیتے اور اسی وقت وہی شتاب اوٹھا کر فقیروں کو بھجوا دیتے تھے

آپ نے کبھی ایک پیراہن سے دوسرا پیراہن اپنے لئے نہیں رکھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صاحب القمیصین لاحلاوت فی ایمانہٖ یعنے دو کرتوں والے کے ایمان میں شیرینی نہیں ہوتی اور موٹے کپڑے کے سوا کبھی آپ نے جامہ باریک نہ پہنا۔ چنانچہ آپ اس کے متعلق کہا کرتے تھے کہ جس کا باریک ہوا کرتا اس کا باریک ہوا ایمان۔ آپ کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں اپنے والد بزرگوار کے طریق پر عمل پیرا تھے۔ اون یا پشمینہ اگرچہ درویشوں کا لباس ہے لیکن آپ نہ پہنتے تھے۔ لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میں نے کبھی اپنے والد بزرگوار کو اون کا کپڑا پہنتے نہیں دیکھا پھر میں کیسے ان کے طریق کے خلاف کرسکتا ہوں۔

چوتھی نقل حضرت شیخ احمد فرماتے ہیں کہ حضرت والد شیخ بدرالدین بیمار تھے۔ آپ کو ضعف اس قدر لاحق ہو گیا تھا کہ آپ کو بغیر کسی کی مدد کے اٹھنا بیٹھنا دشوار تھا۔ انہیں ایام میں شب برات آئی اس موقع کو آپ نے غنیمت جانا اور بڑی تکلیف سے آپ مسجد میں تشریف لے گئے وہاں آپ نے بعد نماز عشا سو رکعتیں نوافل کی ادا کیں اور سورہ یٰسین تین بار پڑھی اور اسی عالم نقاہت میں اپنے والد کے روضہ میں جا کر دہلیز کے نیچے کچھ اور پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا چونکہ وہ مقام بحد سرد تھا اسلئے اسکی حضرت کے خوف سے میں مانع ہو کر بڑی کوشش سے آپ کو گھر لایا۔ یہاں آکر آپ نے پھر سورہ مذکور تین بار پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تیرے اصرار سے یہاں آکر اپنا وظیفہ ختم کیا۔ اگر یہی سورہ یٰسین حضرت کے حضور میں پڑھتا تو معلوم نہیں کیا کچھ نعمتیں مجھے حاصل ہوتیں۔ میرے اور حضرت کے درمیان جو معاملات اور حالات ہیں اون کو تو نہیں جانتا۔ میں یہ سنکر سخت نادم ہوا اور آئندہ کے لئے توبہ کی۔

آپ اپنے والد بزرگوار کے طریق کے مطابق پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھا کرتے اور ہمیشہ اول وقت نماز ادا کیا کرتے تھے ماہ رمضان میں تراویح میں ختم کلام مجید کراتے اور اس ماہ مبارک کے عشرہ آخر میں آپ دس روز تک مسجد میں معتکف بیٹھتے تھے۔

آپ اکثر پوشیدہ طور پر غریبوں اور مفلسوں کو خیرات دیتے اور اون کی مشکل کے وقت جس طرح بن پڑتا اون کی ضرور مدد کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ خیرات تین قسم کی ہے (۱) علانیہ (۲) خفیہ (۳) اخفیٰ۔ ظاہراً خیرات کرنا خیرات علانیہ ہے۔ خفیہ خیرات وہ ہے کہ جو چیز راہ خدا میں

دی جائے اس سے کسی کو اطلاع نہ ہو اور خیرات اخفیٰ وہ ہے کہ لینے والے کو خبر ہی نہ ہو کہ کس نے دیا ہے
جس چیز پر نام خدا لکھا ہو اور کہتے آپ کبھی تخت یا کوئی بلند چیز پر نہ بیٹھتے اور اگر کبھی بیٹھے ہوئے
اسمائے اقدس پر نظر جا پڑتی تو آپ وہاں سے فی الفور نیچے آ بیٹھتے جس چیز پر صورت صنم کھنچی ہوئی ہوتی
آپ اس کو ہرگز نہ چھوتے آپ احکام شرع میں استحکام تمام رکھتے اور اشیاء مسکرات کو آپ مطلق
نہ جانتے تھے۔ انکے متعلق ایک نقل بیان کیجاتی ہے۔

پانچویں نقل

ایک فقیر دور دراز سے سفر کرتا ہوا بیدر میں پہونچا وہ آپ کا نام نامی اور آپکے
حسن اخلاق اور فضیلت کی تعریف سنکر آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور دریافت
کرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسکی مہمان نوازی کی۔ جو چیزیں اپنے ساتھ وہ سفر سے
لایا تھا ان میں سے اس نے چند جائفل اور جوتری بطریق ہدیہ آپکی خدمت میں گزرانی۔ آپ نے ان
چیزوں کو دیکھکر نہایت تعجب کیا کہ اس قسم کی مرچین کون سی سرزمین میں پیدا ہوتی ہیں غرض انکو
ہاتھ میں لیے ہوئے آپ مکان میں آئے اور انکو دکھا کر بی بی سے پوچھا کہ کبھی تم نے اس قسم کی
مرچین بھی دیکھی ہیں۔ چونکہ بی بی صاحبہ ان سے واقف تھیں انہوں نے کہا کہ یہ مرچین نہیں یہ تو
جائفل اور جوتری ہے یہ سنکر آپ نے ان چیزوں کو پھینکدیا اور پانی منگوا کر ہاتھ دہوئے۔

جو بات شرعاً متفق علیہ ہوتی آپ اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ہدایت فرماتے
اور جس بات میں اختلاف ہوتا اس پر خود عمل نہ کرتے اور دوسرونکو بھی اسپر عمل کرنے سے منع فرماتے تھے۔
شرع شریف کے مخالفوں سے کراہیت تمام رکھتے اور جب کبھی موقع ملتا تو ان کو ضلالت سے بچانے
کے لئے نصیحت فرماتے تھے۔

آپ ہر روز شاگردوں کو شرع شریف، فقہ، حدیث تفسیر اور مسائل دینی کا سبق پڑھایا
کرتے آپ میں کل علوم سے علم ظاہری اسقدر تھا کہ تمام علمائے گجرات و دکن آپ کو سبعۂ ثانی کہا
کرتے تھے اور آپ میں علم باطنی اس حد تک تھا کہ اہل تصوف آپ کو جنید زمان پکارتے تھے۔

آپ نے اپنی زندگی میں شیخ محمد بن شیخ نظام تھنوری سے چند واقعات لکھوائے تھے۔
اور فرمایا تھا کہ یہ واقعات یکے بعد دیگرے میرے بعد واقع ہونگے۔ چنانچہ چند واقعات حسب تحریر
اسوقت تک ظہور میں آچکے ہیں اور بقیہ کا ابھی انتظار ہے اور یقین ہے کہ انشاءاللہ باقی باتیں
بھی اپنے وقت پر واقع ہونگی اور آپکی پیشین گوئی پوری ہو کر رہیگی۔
کہتے ہیں کہ ان باتوں میں ایک بات آپ نے یہ بھی لکھوائی تھی کہ میری اولاد میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا

کہ اسکا شہرہ مشرق سے مغرب تک پہونچیگا اور وہ خود اظہر من الشمس ہوگا۔ اسکی فضیلت کی روشنی آفتاب کی شعاع کی مانند ہر طرف پھیلیگی اور طالبان راہ طریقت اور شیدائیان راہ معرفت کی راہنمائی کرکے اونکو منزل مقصود تک پہونچائیگی اور اسکی توجہ سے اُنپر نسیم ذوق و شوق ایسی چلیگی کہ اس سے اونکے دل شگفتہ اور اونکے دماغ معطر ہونگے اور اس کے دست بیعت سے جام شراب وحدت پی پی کر مدہوش و بیخود ہی میں وصال کے مزے لوٹینگے۔ تمام ملوک و سلاطین دکن اوس کے مطیع و منقاد اور مرید و معتقد ہونگے اسکو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا تصرف حاصل ہوگا کہ اسکی دعا سے ہر ادنی و اعلیٰ کی مرادیں پوری ہونگی اور جو زبان سے کہیگا اسکو خدا بر لائے گا۔

غرض آپ کے فضائل علیہ اور شمائل جلیلہ حد بیان سے باہر ہیں۔ جو کچھ اس کتاب میں تحریر کئے گئے ہیں بمصداق مشتے نمونہ از خروارے بہت تھوڑے ہیں در اصل قلم میں نہ اتنی طاقت ہے کہ اون سب کو کماحقہ تحریر کرسکے اور نہ زبان میں اتنی قدرت ہے کہ اونکو بالتفصیل بیان کرسکے لیکن جو حالات اس فقیر کثیر التقصیر (مصنف) کو پہونچے اور جنکی کامل طور پر تصحیح و تحقیق کی گئی صرف وہی راست راست بدیانت و امانت اس کتاب میں مرقوم کئے گئے۔ والحمد للہ الذی جعلنی مریداً و خلیفۃ

اشعار مدحیہ

ہر کرا پیر است شاہ پیر دین	کے بود روز جزا آنکس حزین
ہر کہ او رہ یافت از شاہ جہاں	رہ رواں راہ راشاید بالیقین
آستان بارگاہش اے پسر	سجدہ گاہ راستان و سالکین
تاکلاہ تاج ولایت بے شکے	سروراں راپیش او سر بر زمیں
پیشوائے ہادیت گر اے عزیز	در رہ حق برگزیں شاہ چنین
ایں چنیں پیرے نصیبے شد مرا	شکر اللہ با ہزاراں آفریں
افتخار قادری زاں حضرت است	شد غلامان غلام ایں کمتریں

حضرت شیخ محمد ملتانی رح کے آبا و اجداد کا حال

آپ کا سلسلہ نسب اس کتاب کی پہلی حکایت میں درج ہو چکا ہے ابتداً آپ کے دادا شیخ فتح اللہ نے اپنے قدوم فیض لزوم سے خاک ہند کو معزز و مشرف فرمایا اور شہر ملتان میں سکونت اختیار کی یہاں آپ کے فرزند شیخ ابراہیم پیدا ہوئے ہر دو بزرگوار یعنے پدر و پسر نے شہر ملتان میں

ایک عرصہ تک زندگی بسر کی۔ آخر آپ کو ہندوستان کے شہروں کو دیکھنے اور وہاں کے مشائخان کرام اور اولیائے عظام سے ملنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ دونوں شہر ملتان سے نکلکر سیر کرتے ہوئے دکن کی طرف روانہ ہوئے اسوقت دکن کے تخت سلطنت پر سلطان علا والدین بہمنی بن سلطان احمد شاہ ولی البہمنی جلوہ افروز تھا۔ دونوں حضرات نے اسی بادشاہ کے عہد میں اپنے قدوم فیض لزوم سے شہر بیدر کو رونق بخشی اور قیام کے لئے اسکو پسند فرمایا۔ شیخ فتح اللہؒ محسن و فیض رساں بزرگ تھے آپ کے فیض کی شہرت ہر طرف پھیلی۔ لوگ مستفیض ہونے لگے۔ لیکن آپکا فیض زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا آپ بہت بوڑھے اور ضعیف ہوگئے تھے۔ آپ نے شہر بیدر میں صرف تین سال تک اقامت کی تھی کہ پیام اجل آپہونچا۔ بیدر کے متصل ایک موضع میں جسکا نام اب "پاپ ناس" ہے آپ مدفون ہوئے آپکا مزار پر انوار وہاں زیارت گاہ خلایق ہے۔

ذکر حضرت شیخ ابراہیمؒ والد حضرت شیخ محمد ملتانیؒ

آپ نہایت پرہیزگار اور علامہ روزگار تھے جس زمانہ میں آپ نے ملک دکن کو اپنی تشریف آوری سے مفتخر و ممتاز فرمایا اسوقت عالموں سے ایک بھی آپ کا ہم پلہ نہ تھا اور کسی میں اتنی قدرت نہ تھی کہ لیاقت علمی میں آپ سے سبقت لے جائے آپ اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد تنہا رہ گئے آپ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ وقت سلطان علاوالدین بہمنی سے ملاقات کریں۔ اس سے آپ کا یہ منشا تھا کہ اگر سلطان آپ کے علم و کمال کی قدر کرکے کچھ معاش مقرر کردے تو شہر بیدر ہی میں اقامت کریں ورنہ اپنے وطن ملتان کو واپس جائیں آپ نے اس ارادہ کو رشید حریرسے (جو ہرد دانشمند اور مقرب بادشاہ تھا) بیان کیا اس نے آپ کو دربار شاہی میں پہونچانے کا وعدہ کیا جب آپ دوسرے روز رشید حریر سے ملنے گئے تو ایک عربی رباعی بھی کھکر اپنے ساتھ لے گئے اور اسکو سنائی اس نے سنکر بظاہر آپ کی لیاقت علمی اور نازک خیالی کی بہت تعریف کی لیکن دل میں جلا۔ اور سوچا کہ اگر ایسا فاضل زمانہ اور علامہ یگانہ بادشاہ قدردان علم و ہنر کا مصاحب بنیگا تو کل امور علمیہ کا دارومدار اسی پر ہوگا اور میرے اقتدار کو اسوقت نقصان پہونچے گا۔ پس سلطان سے ملانے کا جو وعدہ تھا اسکو وہ امروز فردا پر ٹالنے لگا آپ نے بھی اس کا مطلب معلوم کرکے اسکا توسل چھوڑا اور خدا پر بھروسہ کرکے ایک کتاب چودہ علوم کے متعلق تصنیف کی اور بادشاہ کے نام نامی سے اسکو موسوم کیا یعنے اس کا نام علائی رکھا۔

اس زمانہ میں مسجد میں بادشاہ وقت کے آنے اور خطبہ پڑھنے کا دستور تھا۔ چنانچہ سلطان علاؤالدین
ہر جمعہ کو نماز کے لئے مسجد شاہی میں آنے اور خود خطبہ پڑھنے کا پابند تھا اور حکم عام دیا تھا کہ جمعہ کے روز کسی کو
مسجد میں آنے سے منع نہ کیا جائے پس اس موقع کو غنیمت جانکر جمعہ کے روز آپ مسجد میں تشریف
لے گئے اور سلطان سے ملاقات کرکے کتاب مذکور بطور تحفہ گزرانی۔ چونکہ سلطان خود عالم تھا کتاب کو
پڑھکر بہت پسند کیا اور آپ کے علم و کمال سے مطلع ہوکر متحیر ہوا نہایت اعزاز و احترام سے آپ کو
اپنے پاس بٹھایا اور آپ جیسے علامہ روزگار کے قدوم فیض لزوم اپنے ملک میں موجود ہونے کا شکریہ
اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بجالایا۔ اس کے بعد آپ سے فرمایا کہ ہر جمعہ کو آپ ہی خطبہ پڑھایا کریں اور
آیندہ جمعہ میں جب تشریف لائیں تو اسوقت ایک خطبہ بھی تصنیف کرکے ساتھ لیتے آئیں آپ نے سلطان سے
کہا کہ معلوم نہیں کہ دوسرے جمعہ تک کیا ہوگا اگر آپ اجازت دیں تو ابھی آپ وضو سے فارغ اور جماعت
کے لوگ حاضر ہوئے تک نیا خطبہ لکھدوں۔ بادشاہ اس سے اور بھی متعجب ہوا اور کہا کہ ازیں چہ بہتر اور
یہ بیت پڑھی ؎

آنکہ پا از سرنخوت تنہادی برخاک   عاقبت خاک شدہ خلق بر او می گزرند

اور خواہش کی کہ اسکو عربی میں ترجمہ کرکے خطبہ میں شامل کیا جائے آپ نے اسیوقت اس کا
یہ عربی ترجمہ بیت ہی میں فرمایا ؎

اَلَّذِی لَا یَضَعُ قَدَمَہٗ عَلَی الرَّغَامِ   صَارَ تُرَابًا یَمُرُّ عَلَیْہِ الْاَقْدَامُ

؎ دیکھا کل ٹھوکریں کھاتے پھرینگے اونکے سر   آج نخوت سے زمیں پر جو قدم رکھتے نہیں

غرض آپ نے اپنا خطبہ پڑھا۔ بادشاہ نے اسکو پسند کیا اور خوش ہوکر اسیوقت آپ کو خلعت
و انعام عطا کیا اور فرمایا کہ جسوقت مجھ سے ملنا چاہیں آپ بلا تامل آیا کریں کوئی مانع و مزاحم نہ ہوگا پس
معاش سے خاطر جمع ہوکر آپ شہر بیدر میں سکونت پذیر ہوئے اور ملتان کو واپس جانے کا ارادہ فسخ فرمایا
اور جب تک سلطان علاؤالدین بہمنی زندہ رہا آپ اکثر دربار میں جایا کرتے تھے۔

جب ہمایون شاہ فوت ہوا تو اس کا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی تخت پر بیٹھا اسکی والدہ ملکہ مخدومہ
جہاں نے اپنے دونوں فرزندوں نظام شاہ اور محمد شاہ کو تعلیم دینے کے لئے آپکو مقرر کیا۔ دفعتاً
نظام شاہ کے انتقال کرجانے سے محمد شاہ بادشاہ بنایا گیا محمد شاہ آپ سے تعلیم و تربیت حاصل
کرکے لائق اور خوش اطوار بن گیا اور مہام سلطنت کو بذات خود انجام دینے کے قابل ہوا خاص شہر
بیدر میں دارالتعلیم قائم کرکے اس نے اسکی صدارت آپ کو دی اور خود بھی ایک عرصہ تک روزانہ

آپ سے دینی کتب کا سبق لیتا رہا۔

دو قدیم کتابوں میں مرقوم ہے کہ ایک روز موضع پلنچپور (پنچپور) کے قاضی صاحب آپکے پاس آئے اور بیدر کے صدر قاضی کی شکایت کی کہ اس نے اونکو انکی موروثی خدمت سے معزول کرکے انکی جگہ اپنے ایک قرابت دار کو دیدیا ہے جس سے اونکے بال بچوں پر فاقہ کشی کی نوبت آگئی ہے یہ سنتے ہی آپ صدر قاضی کے مکان کو گئے اور سفارش فرمائی کہ انکو انکی خدمت دیکر مصیبت سے نجات بخشی جائے صدر قاضی نے آپکی سفارش قبول نہیں کی اسپر آپ حق و انصاف کی حقیقت بیان کرکے واپس ہوئے چند دنوں کے بعد آپ پھر گئے اور قاضی مظلوم کی دوبارہ سفارش کی اس دفعہ بھی صدر قاضی نے حیلہ کیا آپ نے سمجھایا کہ مظلوم کے حق میں انصاف ضروری ہے غور و فکر کرکے مظلوم کو بحال کیا جائے یہ کہکر آپ واپس ہوئے اور قاضی مظلوم کو اپنے پاس ٹھہرایا چند روز گزرنے کے بعد آپ تیسری دفعہ روانہ ہوئے راہ میں شرف جہاں سے ملاقات ہوئی یہ ایک عالم اور امیر آدمی تھے انہوں نے حضرت سے پوچھا کہ اے مخدوم آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں حضرت نے کہا کہ خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے ایک بندۂ مظلوم کی سفارش کرنے صدر قاضی کے پاس جا رہا ہوں شرف جہاں نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے چلئے نیک کام کی اعانت سے اجر ملیگا۔ غرض دونوں حضرات صدر قاضی کے پاس آئے اور مظلوم کی سفارش کی صدر قاضی نے اس دفعہ بھی انکار کیا حضرت نے کہا خیر اب انشاء اللہ میں اپنے حق سبحانہ تعالےٰ ہی سے کہکر اسکو خدمت دلواؤں گا یہ کہکر آپ واپس ہوئے۔

جس روز یہ واقعہ گزرا اسی شب اللہ تعالےٰ کی مشیت سے سلطان کو یہ خیال ہوا کہ خدمت قضا ایک اہم خدمت ہے یہاں کا قاضی القضات اس کا اہل نہیں ہے۔ جبکہ حضرت شیخ ابراہیم جیسے علامہ زماں اور فاضل دوراں موجود ہیں تو مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کو چھوڑ کر ایک نااہل کو یہ خدمت دی جائے پس علی الصباح آپ کو طلب کرکے کہا کہ میں ایک بات ایسی کہنی چاہتا ہوں کہ اگر اس کو آپ قبول فرمائینگے تو اس سے خدا و رسول خوش ہونگے اور خلق اللہ کو امن و انصاف ملیگا آپ نے جواب دیا کہ اگر وہ بات شرع شریف کے موافق ہوگی تو اس کے قبول کرنے میں تامل نہ ہوگا بادشاہ نے کہا کہ وہ موافق شرع اور شایاں شان آپ کے ہے آپ منصب قضائے دار السلطنت قبول فرمائیں قضا کا سنتے ہی آپ نے کہا کہ امر شریعت مشکل ہے اس سے معاف فرمایا جائے بادشاہ نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ آخر آپ راضی ہوئے اسی وقت خلعت منصب قضا قبائے اودی منگوائی گئی سلطان نے اٹھکر اپنے ہاتھ سے آپکو پہنائی جب آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ آستین میں ڈالا تو اسی وقت

حکم دیا کہ اس شخص کو (جسکی بحالی کے لئے تین دفعہ قاضی سے سفارش کی گئی تھی) اس کی خدمت پر بحال کیا جائے۔ قاضی مظلوم آپ کے مکان ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اپنی خدمت پر بحال ہوکر آپ کو دعائیں دیتے ہوئے اپنے موضع کو روانہ ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آپکی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماکر عزل ونصب کا اختیار تفویض فرمایا اور خدمت قضا عطا ہوتے ہی اسی وقت آپ نے ۸ شرطیں سلطان کے پاس پیش کیں۔ انمیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر سلطان سے کوئی فعل خلاف شرع صادر ہو تو جو حدود شرع اس پر لازم آئیں وہ سلطان کو بجالانے ہونگے۔ سلطان نے یہ کل شرطیں قبول کیں پس آپنے کاروبار قضائت کو اس روز سے انجام دینا شروع کیا۔

منجملہ اور واقعات کے آپ کے عہد میں ایک یہ واقعہ بھی گذرا کہ سلطان کے خاص قرابت داروں سے ایک شخص نے ایک بوڑھی عورت مسماۃ بی بی شاہ کے نوجوان لڑکے کو قتل کیا اور فرار ہوکر محل شاہی میں پناہ لی سلطان نے بھی اپنے قرابت دار کا لحاظ کرکے چشم پوشی اختیار کی۔ وہ بوڑھی نالہ و گریاں آپ کے پاس آئی اور اپنے لڑکے کے قتل کے بارہ میں انصاف کرنے کی استدعا کی۔ آپنے قاتل کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا۔ ہرچند آدمیوں نے کوشش کی لیکن وہ گرفتار نہ ہوسکا۔ کیونکہ محل شاہی میں اونکی رسائی دشوار تھی آخر آپ خود کمربستہ ہوکر سلطان کے پاس تشریف لے گئے اور سلطان کے سامنے اسکو گرفتار کرکے باہر لائے اور مقتول کی ماں سے فرمایا کہ اب تجھے اختیار ہے کہ یا تو اپنے بیٹے کے خون کا بدلہ اس سے لے یا معاف کر۔

آپ کے عہد کا ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک عورت محکمۂ قضا میں لائی گئی آپ کے ایک خدمت گار نے اس سے ایک طلائی زیور رشوت لیکر خلاف واقعہ بیان کرنے کی تعلیم دی جب وہ آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ اس کے مصنوعی بیان کو سمجھ گئے اور فرمایا کہ جس نے یہ بیان سکھایا ہے اسکو سزا ملے گی۔ اس وقت اس شخص نے (جس نے رشوت لی تھی) چاہا کہ وہاں سے باہر جائے یکایک اس کا پیر ایسا پھسلا کہ اس کے سر اور منہ سے خون جاری ہوا اور وہ طلائی زیور جو اس نے اس عورت سے بطور رشوت لیا تھا نکل پڑا۔ اس نے شرمندہ ہوکر وہ زیور اس عورت کو واپس کیا اور اپنے فعل کا اقرار کرکے آپ سے معافی چاہی۔

اسی طرح انصاف سے چند روز تک خدمت قضائت انجام دیکر آپ نے علیحدگی اختیار کی اور بقیہ عمر عبادت الٰہی میں گزاردی۔

آپ احکام شرع کے سخت پابند تھے اکثر اوقات وعظ و نصیحت فرمایا کرتے اور مسئلہ وحدت الوجود کے متعلق وہ وہ رموز و نکات بیان فرماتے جن کو سنکر علما و فضلاء حیران ہوتے تھے۔ سلاطین اور امرا آپ کی تعظیم بیحد کرتے اور عقیدت و خلوص سے آپکی خاک پا کو سرمۂ چشم تصور کرتے تھے تمام عمر آپ نماز روزہ کے سخت پابند رہے ایک وقت کی نماز تو کجا آپ نے کبھی تہجد اور اشراق تک قضا نہ ہونے دی اور ہر وقت درود و وظائف میں مشغول رہا کرتے تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ انتقال کے وقت آپ بہت بوڑھے ہوگئے تھے۔ آخر بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۸۶۵ھ آپ نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی اور درگاہ پورہ کی مسجد کے متصل جنوب کی طرف دفن کئے گئے اگرچہ آپکا جسم خاک میں دفن ہوا مگر آپکی فضیلت و عظمت اور آپ کے بزرگ و مقدس اولاد کے اخلاق و اوصاف عادات و کرامات اب تک لوگوں کے ورد زبان ہیں اور جس طرح آپ کی بزرگی حق پرستی اور انسانی ہمدردی کے نیک کام آپکی زندگی میں مشہور تھے اسیطرح وہ سب اب تک یادگار چلے آتے ہیں اور جب تک دنیا قائم ہے ان مقدس بزرگوں کے نام صفحۂ ہستی پر برقرار رہیں گے۔

پتہ: مکان نمبر (۲۱۹۳) متصل چوراستہ بازار حسینی میاں حیدرآباد سے خواہشمند یہ کتاب طلب فرما سکتے ہیں

التماس از مترجم

شیخ شمس الدین بن شیخ اسحاق بن شیخ محمدؒ نے یہ کتاب عربی میں لکھی تھی اس کا ترجمہ فارسی میں عبدالقادر بن شیخ احمد بن شیخ بدرالدین نے ۱۱۲۷ھ میں کیا تھا محمد اشرف قاضی میدک نے ۱۱۹۵ھ میں سید شاہ عبدالقادر صاحب کی خدمت میں اسکو بطریق نذر گزرانا جسکو صاحب مذکور نے شعبان المعظم ۱۳۰۹ھ میں طبع کرکے شایع فرمایا چونکہ یہ فارسی میں تھی اس لئے عام لوگ اس سے منتفع نہ ہو سکتے تھے آخر حق تعالیٰ شانہ کو منظور ہوا کہ یہ خدمت میرے نامہ اعمال میں درج کرکے وسیلہ نجات بنائے کیونکہ نیک بزرگوں کا ذکر زبان یا قلم سے نکلنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اسکو انجام پر پہنچایا اور پھر طبع ہوکر آپکے ہاتھوں میں موجود ہے چونکہ لغزش اور خطا انسان کے خمیر میں ہے اسلئے امید ہے کہ ناظرین اس میں جہاں غلطی پائینگے اس سے مجھے مطلع فرمائینگے آخر میں استدعا ہے کہ جو حضرات ان مقدس بزرگوں کے حالات کو ملاحظہ فرمائیں اس روسیاہ کیلئے دعا فرمائیں کہ مرضی الٰہی کی توفیق ہو۔ رضاء حق نصیب ہو اور حق تعالیٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں خاتمہ ہو فقط

(کمترین خلائق محمد کریم الدین مترجم)

یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ ہجری

دیباچہ طبع اول از مترجم

طبع اول کے طول طویل دیباچہ کا ضروری اختصار یہ ہے ؛۔
فارسی کتاب معدن الجواہر کی ایک جلد حضرت زردعلی شاہ صاحب قبلہ مرحوم کے صاحبزادوں نے عنایت فرمائی اور ترجمہ کرکے شایع کرانے میں اپنی مسرت دلی ظاہر کی۔
فارسی کتاب معدن الجواہر جس کا یہ اردو ترجمہ مخزن الکرامات ہے نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس میں حضرت ملتانی پادشاہ اور آپکے فرزندوں اور بزرگوں کی زندگی کے دلچسپ حالات روشن کرامات اور موثر ملفوظات مندرج ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں علم و فضیلت اخلاق و طریقت معرفت و ولایت اور ہدایت و نصیحت کی مفید باتیں ہیں۔ یہ کتاب فارسی میں ۱۲۷۱ھ میں لکھی گئی تھی۔ میرے چچا حضرت عباس علی صاحب مرحوم کے فرمانے پر میں نے اس کا اردو ترجمہ کرکے پبلک کے نذر کیا تھا؛

ضروری عرض متعلق طبع ثانی

اللہ کا شکر یہ ہے کہ پہلا ایڈیشن اگرچہ اکثر جگہ غلط چھپا تھا لیکن اسقدر مقبول ہوا کہ ہاتوں ہاتھ نکل گیا اور شائقین کا مطالبہ کئی سال سے ہوتا رہا لیکن دفتری کام کی مصروفیت کی وجہ سے اسکو نظر ثانی کرکے چھپوانے کی نوبت نہ آئی۔ آخر شائقین کے متواتر تقاضوں سے مجبور ہوکر اس طرف توجہ کرنی پڑی اور گذشتہ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ کے تعطیلات میں نظر ثانی کرکے یہ ایڈیشن چھپوایا گیا ہے۔ امید ہے کہ قدر دان پبلک اس ایڈیشن کو بھی ہاتوں ہاتھ خرید لے گی۔ فقط

مقام بازار علی میاں
یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

نیاز مند
محمد کریم الدین

صحت نامہ اغلاط مخزن الکرامات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۲	معجزات	کرامات
۱	۲۵	نزار	نزدار
۵	۸	گرنا	کرتا
۵	۱۱	ابسیہ	اسیر
۶	۱۰	یکایئہ	یکایک
۷	۲۳	اوادہ	ارادہ
۹	۱۸	طرت	طرف
۱۱	۲۴	معوا	پہوا
۱۱	۲۵	شعاء	شعلہ
۱۳	۴	دفت	وقت
۱۳	۱۰	دہر	ادہر
۱۴	۱۸	جنادہ	جنازہ
۱۵	۱	اذر	اندر
۱۶	۱۴	تعدی	تاری
۱۷	۲۵	حیدہ	حمیدہ
۱۸	۱۳	بڑ	بڑھا
۱۸	۲۴	ملایا	بلایا
۱۸	۲۵	بیٹھایا	بٹھایا
۱۹	۱۲	جنوب آلہی ہیں	۰
۲۲	۳	واقعہ	دفعہ
۲۳	۵	وصو	وضو
۲۳	۹	نصرت	نصیحت
۲۵	۵	نمایہ	خمایہ
۳۳	۳	ودانی	نورانی
۳۵	۷	حالی	خالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۷	آپ کی	جو آپ کی
۳۹	۱۷	آب	آپ
۴۲	۵	مرا	میرا
۴۲	۱۲	ثانی	ثانی
۴۷	۲۴	سس	اس
۵۰	۱۷	لی	کی
۵۱	۲۱	دما	دعا
۵۲	۱۳	د	کو
۵۲	۲۴	السجا	التجا
۵۳	۱۷	حالی	حال
۵۳	۲۳	لیے	بنے
۵۸	۱۴	حر	سر
۶۱	۶	ہے	سکتے
۶۳	۲۳	فرماتے تھے	فرما سکتے
۶۴	۲۲	ادہ	اور
۶۴	۲۳	مرت العمر	مدت العمر
۶۵	۱۵	معرت	مضرت
۶۵	۲۵	داہ	راہ
۶۶	۲۰	طنی	باطنی
۶۷	۳	لی	کی
۷۰	۲۳	سنتے رہی	نام سنتے ہی
۷۰	۲۵	دالا	ڈالا
۷۲	۲	احدت	وحدت
۷۲	۸	خال	خاک
۷۲	۷	جاادانی	جاودانی